منہاج العابدین، اردو

تصنیف : حضرت امام غزالیؒ ، ترجمہ : مولانا عابد الرحمٰن صدیقی،

منہاج العابدین امام غزالیؒ کی سب سے آخری تصنیف ہے، جو آپ کی پوری زندگی کی تعلیمات وارشادات کا خلاصہ اور فنِ تصوف کا نچوڑ ہے، اور اسلامی تعلیم وتصوّف میں امام صاحبؒ کی بلیغ علمی معلومات کا مخزن ہے، اس بے نظیر کتاب کو حاملانِ شریعت وطریقت پیشِ نظر رکھتے ہیں اور نشانِ راہ سمجھتے ہیں،

موجودہ دَور میں اسلامی تصوّف کی بگڑی ہوئی شکلیں معلوم کرنے اور صحیح خدو خال سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے بہترین معلومات کا خزانہ ہے،

اب اس کتاب کا بامحاورہ وسلیس اردو ترجمہ کلام کمپنی کے روایتی حُسنِ اہتمام اور اعلیٰ معیار کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے،

کتابت عمدہ، طباعت دلکش، کاغذ گلیز

قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش -/۶

نور الصدور فی شرح القبور

تصنیف : علامہ جلال الدین سیوطیؒ ، ترجمہ : مولانا محمد عیسیٰ ازاکابر خلفاء حضرت تھانویؒ

معتبر احادیث اور صحیح روایات کی روشنی میں موت، قبر اور آخرت میں پیش آنیوالے واقعات پر علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی معرکۃ الآرا کتاب "شرح الصدور" کا اردو ترجمہ ہے، جس کا مطالعہ اعمال کو پاکیزہ بنانے میں ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے،

آخر میں رسالہ "المولد البرزخی" از حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانویؒ، اور رسالہ "تجہیز الاموات" از حضرت مولانا احمد حسین مبارکپوریؒ شامل ہیں،

یہ بابرکت کتاب "کلام کمپنی" کے روایتی معیارِ حسن اہتمام اور مخصوص کمال کے ساتھ شائع ہوئی ہے،

کتابت وطباعت دیدہ زیب، کاغذ گلیز، قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش ۴/۵۰

ہماری شہنشاہی

از محمد عطاء اللہ خاں عطاؔ

ہم کیا تھے اور اب کیا ہیں ؟ اس کا جواب صرف تاریخ کے صفحات ہی دے سکتے ہیں، جو قوم اپنے اسلاف کے کارناموں کو یاد رکھتی ہے، اُسے دنیا کے تیز و تند حوادث متزلزل نہیں کر سکتے، جب سے ہم نے اپنی تاریخ کو پسِ پشت ڈالا زمانہ نے بھی پستی و زوال کے غار تک پہونچا دیا،

اس کتاب کے اندر نہایت دلنشین انداز میں اپنے بزرگوں کی چودہ سو سالہ تاریخ کو پیش کیا گیا ہے،

کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ گلیز،

قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش ۲/۶۲

مجالس المؤمنین

از محمد عطاء اللہ خاں عطاؔ

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ انبیائے کرام اور صوفیائے عظام کی رُوحانی کیفیات کے حالات پڑھ کر ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے،

اس کتاب میں

انبیاء کرام، اولیاء اللہ اور حضرات صُوفیائے عظام کے واقعات دلکش، مختصر مگر جامع انداز میں پیش کئے گئے ہیں،

کتابت و طباعت دیدہ زیب، کاغذ گلیز

قیمت

مجلد مع رنگین گرد پوش ۳/۷۵

صراطِ مستقیم اردو

از حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب حضرت سید احمد شہیدؒ کے اُن بیش بہا معارف، ارشادات و ہدایات کا ذخیرہ ہے، جو مختلف اوقات اور متفرق مجالس میں آپ کے سینۂ انور سے ظاہر ہوتے تھے، اور اُن جواہرات کو آپ کے شاگرد رشید حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے ایک خاص ترتیب کے ساتھ مدوّن فرمایا تھا،

اصل کتاب فارسی میں تھی، اب اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ کلام کمپنی اپنے مخصوص روایتی حُسنِ اہتمام کے ساتھ اس کتاب کا سلیس اردو ترجمہ ناظرینِ کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہے،

کتابت و طباعت دیدہ زیب، کاغذ گلیز،
قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش چھ روپے ۶/-

شاہ عبدالعزیزؒ اور اُن کی تعلیمات

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلویؒ کے حالاتِ زندگی، علمی لطیفے، باطن سے متعلق چٹکلے، کشف، کرامات، معمولات، تعویذات اور عملیات کا حسین مجموعہ ہے، جس کے مطالعہ سے ایک مسلمان اپنی زندگی صحیح اسلامی سانچہ میں ڈھال سکتا ہے،

اس کتاب کا مطالعہ دل میں نور اور عمل آخرت کی زندگی سنوارنے میں بیحد ممد و معاون ثابت ہوگا، عرصۂ دراز کے بعد یہ جواھر پارہ کلام کمپنی کے زیر اہتمام بے شمار خوبیوں کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے،

کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ گلیز
قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش ۴/-

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی پانچ معرکۃ الآرا کتابیں

تحفۃ الموحدین فارسی مع اردو؛

مصنف: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ،
مترجم: مولانا عابد الرحمٰن صدیقی،

تحفۃ الموحدین، مسئلۂ توحید پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بینظیر اور قابل مطالعہ کتاب ہے جس میں شرک توحید کی حقیقت اور مسلمانوں میں مروجہ رسوم شرکیہ کا ابطال قرآن حدیث کی روشنی میں مدلل اور موثر انداز میں مرقوم ہے قیمت ۱/-

عقد الجید مترجم عربی مع اردو

مصنف: حضرت شاہ ولی اللہؒ،
مترجم: مولانا ساجد الرحمٰن صدیقی،

عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید قیمتی علوم و معارف پر مشتمل اور نفیس معلومات کا کشکول ہے، اس کتاب میں مختصر مگر جامع انداز میں اجتہاد، شرائط اجتہاد، اقسام اجتہاد، مجتہد فی المذہب، مجتہد منتسب، تقلید ائمہ اربعہ، اور انہی عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے،

ایک کالم میں عربی اور مقابل کالم میں سلیس اردو ترجمہ ہے، قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش ۲/۲۵

البلاغ المبین فارسی مع اردو

مصنف: حضرت شاہ ولی اللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ،
مترجم: مولانا عابد الرحمٰن صدیقی،

شرک و بدعت کی رد میں بے نظیر اور قابل مطالعہ کتاب ہے، قیمت ۴/۵۰

فیوض الحرمین مترجم عربی مع اردو

مصنف: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ،
مترجم: مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی،

اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو اپنے خاص فضل و کرم سے نوازا تھا، چنانچہ وہ اپنے وقت کے مجدد قرار پائے، آپ کا ایک عرصہ تک حرمین شریفین میں قیام رہا، اور خدا تعالیٰ نے وہاں اپنے مخصوص انعامات کی دولت عطا کی، اور آپ پر علمِ طریقت منکشف فرمائے، اور تصوف و سلوک پر خاص بصیرت عنایت فرمائی، یہ معرکۃ الآراء کتاب تصوف و سلوک اور اسرار شریعت پر مشتمل ہے،

ایک کالم میں عربی اور مقابل کالم میں اردو ترجمہ ہے، قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش ۶/-

خیر کثیر مترجم عربی مع اردو

مصنف: حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ،
مترجم: مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی،

یہ کتاب بھی فیوض الحرمین کی طرح فن تصوف اور سلوک شریعت کے اسرار اور اس کے بیان پر مشتمل ہے، شاہ صاحبؒ نے اپنے حکیمانہ انداز میں بہت سے پیچیدہ اور اہم مسائل کی نادر تحقیق فرمائی ہے، کتاب کا بیان سلجھا ہوا اور پاکیزہ ہے، غلط کار صوفیاء اور شریعت و طریقت کو جدا جدا گانہ راہ دینے والے حضرات کے لئے ایک تازیانہ ہے۔

قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش ۶/-

خطباتُ الاحکام مترجم عربی مع اردو

از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

مع احکام الخطبہ

از مفتی محمد شفیع صاحب

ہر مہینہ کے مناسب پورے سال کے جمعہ وعیدین وغیرہ کے خطبات قرآن وحدیث سے جمع کئے گئے ہیں، جو تمام ضروری مسائل پر حاوی ہیں، اردو داں حضرات کی آسانی کے لئے آخر میں تمام خطبات کا اردو ترجمہ بھی شامل ہے، سب ہی ائمہ مساجد میں مقبول ہے،

کلام کمپنی کے روایتی حُسن اہتمام "بے نظیر کتابت، دیدہ زیب طباعت اور عمدہ کاغذ" کے ساتھ شائع ہوا ہے،

قیمت : بے جلد ۔/۳ ، مجلد مع رنگین گرد پوش ۔/۴

مؤمن کے ماہ و سال

اردو ترجمہ مع عربی متن

مَاثبت بالسّنہ فی ایّام السّنہ

از حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات کی روشنی میں ہر مسلمان کے لئے پورے سال کے اعمال واشغال کا ایک مکمل دستور العمل ہے، جس میں بارہ مہینوں کے دن رات کے احکام سے متعلق تمام صحیح اور مستند احادیث جمع کی گئی ہیں،

کتابت، طباعت وکاغذ دیدہ زیب، قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش ۸/۲۵

اخبارُ الاخیار اردو

از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

ہند وپاکستان کے تقریباً تین سو اولیائے کرام وصوفیائے عظام کا مشہور ومستند تذکرہ ہے جس میں علماء ومشائخ کی مقدس زندگیوں کے دلآویز کارنامے نقد وتحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں، یہ کتاب ایک قابلِ قدر تاریخی وعلمی شاہکار ہونے کے علاوہ حکمت ونصائح اور پاکیزہ اخلاقی تعلیمات کا بیش بہا ذخیرہ ہے،

کتابت وطباعت عمدہ، کاغذ گلیز، قیمت مجلد مع رنگین گرد پوش ۔/۱۲

کتاب المصابیح للبغوی ؎

اس کتاب میں کل ۴۴۸۴ حدیثیں ہیں، صحاح میں بخاری اور مسلم سے ۲۴۳۴ اور حسان میں سنن ابی داؤد (اور ترمذی) وغیرہ سے دو ہزار پچاس۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کتاب کی ابتدا حدیثِ نیت (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ) سے واقع ہوئی ہے، اور اختتام لفظ آخرہ پر ہوا ہے جو کتاب کے ختم ہونے کی خبر دیتا ہے اور کتاب اسی حدیث پر ختم ہوتی ہے۔

اس کتاب کے آخری باب "باب ثواب ہٰذہ الامۃ" کی فصل احسان میں یہ حدیثیں بیان کی ہیں۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَدِدْتُ اَنِّیْ رَاَیْتُ اِخْوَانَنَا الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ بَعْدِیْ وَاَنَا فَرَطُھُمْ عَلَی الْحَوْضِ۔ (ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری خواہش وآرزو ہے کہ میں اپنے ان بھائیوں کو دیکھوں جو میرے بعد آئیں گے اور میں حوض پر ان کا میر سامان ہوں گا۔) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ۔ (حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کا یہ حال معلوم نہ ہو کہ اس کا اول بہتر ہے یا اس کا آخر۔

تمّت بالخیر

؎ اس کے مؤلف امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی رح (المتوفی ۵۱۶ھ) کا حال کتاب "شرح السنہ" کے بیان میں گزر چکا ہے۔

کلام کمپنی، ناشران و تاجران کتب

تیرتھ داس روڈ، مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی ۱

قاضی عیاضؒ کے چند اشعار

أَقُولُ وَقَدْ جَدَّ ارْتِحَالِی وَغَرَّدَتْ ۔ حِدَاتِی وَزُمَّتْ لِلْفِرَاقِ رَکَائِبِی

میں اس وقت کہہ رہا ہوں کہ کوچ ٹھیک ہوگیا ہے اور میرے حدی خوان گانے لگے اور فراق کیلئے میری سواریوں کے لگام ڈال دیئے گئے ہیں۔

وَقَدْ غَمَّشَتْ مِنْ کَثْرَةِ الدَّمْعِ مُقْلَتِی ۔ وَصَارَتْ هَوَاءً مِنْ فُؤَادِی تَرَائِبِی

آنسوؤں کی کثرت سے میری آنکھیں بیشک چندھیا گئیں اور ہم عمروں کا خیال میرے دل سے مٹ گیا

وَلَمْ یَبْقَ إِلَّا وَقْفَةٌ یَسْتَحِثُّهَا ۔ وَدَاعِی لِلْأَحْبَابِ لَا لِلْحَبَائِبِ

اب صرف اتنا ہی وقفہ باقی رہ گیا کہ میرا احباب کو الوداع کہنا اس کو اٹھالے نہ کہ معشوقہ عورتوں کو

رَعَى اللّٰهُ جِیرَانًا بِقُرْطُبَةَ الْعُلَى ۔ وَسَقَى رُبَاهَا بِالْعِهَادِ السَّوَاکِبِ

اللہ تعالٰی بلند مرتبہ قرطبہ کے پڑوسیوں کو اپنے دامن حفاظت میں لیلے۔ اور موسلا دھار بارش سے اسے سیراب کرے

وَحَیَّا زَمَانًا بَیْنَهُمْ قَدْ أَلِفْتُهُ ۔ طَلِیقَ الْمُحَیَّا مُسْتَلَانَ الْجَوَانِبِ

اور اللہ تعالٰی ایسے زمانہ کو جسے میں نے الفت سے بسر کیا باقی رکھے جو کشادہ پیشانی اور ہر طرح موافق تھا

أَإِخْوَانَنَا بِاللّٰهِ فِیهَا تَذَکَّرُوا ۔ مَعَاهِدَ جَارٍ أَوْ مَوَدَّاتِ صَاحِبِ

اے میرے بھائیو! خدا کے لئے اس میں یاد کرو کسی ہمسایہ کے عہدوں کو اور کسی صاحب کی محبتوں کو

غَدَوْتُ بِهِمْ مِنْ بِرِّهِمْ وَاحْتِفَائِهِمْ ۔ کَأَنِّی فِی أَهْلِی وَبَیْنَ أَقَارِبِی

ان کی نیکیوں و ہمدردیوں کے باعث مجھ کو یہ محسوس ہونے لگا گویا میں اپنے کنبہ اور رشتہ داروں میں رہتا ہوں

ایک کھیت میں کچھ گل لالہ کے درخت تھے جو تیز ہوا کے باعث جنبش و حرکت میں تھے۔ قاضی صاحبؒ کی نظر ان پر پڑی۔ تو آپ نے اسی وقت یہ قطعہ نظم فرمایا۔ اس میں عجیب غریب تشبیہ ان کے دل میں آئی۔

أُنْظُرْ إِلَى الزَّرْعِ وَخَامَاتِهِ ۔ یَحْکِی وَقَدْ مَاسَتْ أَمَامَ الرِّیَاحِ

ذرا کھیت اور اس کے تنوں کو تو دیکھو جو ہوا کے سامنے جھوم جھوم کر حکایت بیان کرتے ہیں

کَتِیبَةً خَضْرَاءَ مَهْزُومَةً

ایک ایسے دستہ فوج کی جو سبز وردی میں ملبوس ہو اور شکست خوردہ

شَقَائِقُ النُّعْمَانِ فِیهَا جِرَاحُ

اور گل لالہ اس میں داغہائے زخم کے مانند ہیں

ہیں ابو عبداللہ نورزری نے جو کتاب سفر طبیہ کے شارح ہیں کہا ہے:۔

کَاَنِّیْ قَدْ مَا فِیْ کِتَابِ عِیَاضٍ اَتَنَزَّہُ طَرَفِیْ فِیْ مَرِیْعِ رِیَاضٍ

گویا جب سے میرے پاس کتاب عیاض آئی میں اپنی نگاہ کو تر و تازہ باغات میں سیر کراتا ہوں

فَاَجْنِیْ بِہٖ الْاَزْھَارَ یَانِعَۃَ الْجَنٰی وَاَکْرَعُ مِنْھَا فِیْ لَذِیْذِ حِیَاضٍ

اس کے پکے ہوئے تازہ پھولوں کو چنتا ہوں اور اسکے شیریں حوضوں سے سیراب ہوتا ہوں

ترتیب المدارک وتقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب مالک۔ کتاب الاعلام بحدود قواعد الاسلام۔ کتاب الالماع فی ضبط الروایۃ وتقیید السماع۔ بغیۃ الرائد لما تضمنہ حدیث ام زرع من الفوائد۔ کتاب الغنیہ جس میں انہوں نے اپنے مشائخ کا تذکرہ کیا ہے۔ معجم شیوخ ابی علی الصدفی (المتوفی ۵۱۴ھ) نظم البرہان علی صحۃ جزم الاذان۔ مقاصد الحسان فیما یلزم الانسان، یہ ناتمام ہے۔ جامع التاریخ جو بہت محیط اور جامع واقع ہوئی ہے۔ غنیۃ الکاتب و بغیۃ الطالب۔ ان کے علاوہ اور بہت سی تصانیف ہیں۔

ان کی کنیت ابوالفضل اور نام عیاض ہے۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔ عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی۔ یحصبی بلفظ یاء تحتانیہ اور حاء مہملہ ساکنہ سے ہے۔ اس کے بعد صاد ہے جس پہ تینوں حرکتیں جائز ہیں۔ صاد کے بعد باء موحدہ ہے۔ یحصب بن مالک کی طرف نسبت ہے جو حمیر کا قبیلہ ہے۔ دراصل یمن کے باشندے ہیں۔ مگر چونکہ مقام سبتہ میں جو مغرب کے شہروں میں مشہور شہر ہے۔ ۴۹۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اور یہیں نشو و نما پائی۔ اس لئے انہیں سبتی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے اوّل اپنے شہر کے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ پھر اندلس کی طرف سفر کیا۔ اور وہاں ابن رشد۔ ابن حمدین۔ ابن عتّاب۔ ابن الحاج ابو علی صدفی سے علم حدیث اور دیگر فنون حاصل کئے۔ علوم حدیث۔ نحو۔ فقہ۔ کلام عرب اور معرفت ایام و انساب میں مہارت کلیہ رکھتے تھے۔ اسی لئے آبدار اشعار نظم فرماتے تھے۔ جب قرطبہ سے کوچ کا ارادہ کیا اس وقت آپ نے یہ اشعار نظم فرمائے۔

---

[۱] کشف الظنون میں اس کا نام "الاعلام فی حدود الاحکام" درج ہے۔

[۲] ۵۴۴ھ میں مراکش میں وفات پائی۔

مَدَی الدَّھْرِ لَا یَنْقَضِیْ دَائِمًا وَلَا یَنْتَھِیْ طُوْلَ اَزْمَانِہٖ

جو تا بقائے زمانہ ختم نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ رہے اور نہ وہ طول زمانہ تک منتہی ہو

قاضی عیاض کی تالیفات کی فضیلت

قاضی عیاض رح کے برادر زادہ نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک دہشت سی طاری ہوئی اور تو تہم لاحق ہوا تو اُن کے چچا (قاضی عیاضؒ) جو اُن کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے کہنے لگے اے میرے بھتیجے! میری کتاب شفاء کو مضبوط پکڑے رہو اور اسے اپنے لئے حجت بناؤ۔

گویا اس کلام سے آپ نے اشارہ فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے۔ غرض اس باب میں جس قدر کتابیں تصنیف ہوئی ہیں ان سب میں یہ کتاب عجیب اور بہت مقبول واقع ہوئی ہے۔ ان کی اور تصنیفات بھی بہت مقبول اور پسند ہوئیں۔ ان میں سے ایک مشارق الانوار علی صحاح الآثار ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کتاب اس درجہ کی ہے کہ اگر اسے آب زر سے لکھا جائے اور جواہر کے برابر اس کا وزن کیا جائے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ ان کی مقبول تصانیف میں سے اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم بھی ہے جس کی مدح میں مالک بن مرحل نے کہا ہے:۔

مَنْ قَرَأَ الْاِکْمَالَ کَانَ کَامِلًا فِیْ عِلْمِہٖ وَزَیَّنَ الْمَحَافِلَا

جس نے اکمال کو پڑھا وہ علم میں کامل ہو گیا اور محفلوں کی زینت بنا۔

وَکُتُبُ الْعِلْمِ کُنُوْزُھَا تُغْنِیْ نَفْعًا عَاجِلًا اَوْ اٰجِلًا

اور کتب علم کے خزانے ضرور نفع بخش ہیں جلدی یا بدیر

وَلَیْسَ مِنْ کُتُبِ عِیَاضٍ عِوَضٌ فَاِنَّہٗ کَانَ اِمَامًا فَاضِلًا

اور کتب عیاض کا تو کوئی بدل نہیں کیونکہ وہ امام فاضل تھے۔

ان کی تصانیف میں سے ایک کتاب المستنبط فی شرح کلمات مشکلۃ والفاظ مغلقۃ مما اشتملت علیہ الکتب المدونۃ والمختلط ہے۔ اس فن میں اس سے بہتر کتاب تصنیف نہیں ہوئی یہ کتاب تنبیہات کے نام سے مشہور ہے اور اب یہی نام اس پر غالب ہو گیا۔ اسکی شان

هُوَ الْاَثَرُ الْمَحْمُودُ لَيْسَ يَنَالُہٗ دُثُورٌ وَّلَا يُخْشٰی عَلَيْہِ عَفَاءُ
وہ ایسا عمدہ اثر ہے جس پر پرانا پن نہیں آسکتا اور نہ اس کے مٹ جانیکا خوف کیا جاسکتا ہے
حَرَصْتُ عَلَی الْاِطْنَابِ فِیْ نَشْرِ فَضْلِہٖ وَتَمْجِيْدِہٖ لَوْ سَاعَدَتْنِیْ وَفَاءُ
میں اس کے فضل اور بزرگی ظاہر کرنے میں حریص ہوں، اگر وفا میری موافقت کرے

ابوالحسین عبداللہ بن احمد بن عبدالمجید ازدی ربذی نے جو بجایہ میں سکونت پذیر تھے اس طرح کہا ہے :۔

کتاب الشفاء کی مدح میں ابوالحسین ربذی کے اشعار

كِتَابُ الشِّفَاءِ شِفَاءُ الْقُلُوْبِ قَدِ ائْتَلَقَتْ شَمْسُ بُرْهَانِہٖ
کتاب الشفاء دلوں کی شفاء ہے اور بیشک اس کی دلیل کا آفتاب چمک اٹھا ہے
فَاَكْرِمْ بِہٖ ثُمَّ اَكْرِمْ بِہٖ وَاَعْظِمْ مَدَی الدَّهْرِ مِنْ شَانِہٖ
پس اس کی تعظیم واکرام کرتا رہ اور تا زیست اس کی شان بڑھاتا رہ
اِذَا طَالَعَ الْمَرْءُ مَضْمُوْنَہٗ رَسٰی فِی الْهُدٰی اَصْلُ اِيْمَانِہٖ
جب انسان اس کے مضمون کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے ایمان کی جڑ ہدایت میں راسخ ہو جاتی ہے
وَجَاءَ بِرَوْضٍ التُّقٰی نَاشِقًا اَرَاءِجُ اَزْهَارِ اَفْنَانِہٖ
گویا انہوں نے تقوی کا ایک ایسا باغ لگایا جس کی شاخوں کے پھول خوشبو سے مہکنے والے ہیں
وَنَالَ عُلُوْمًا تَرَقِّيْہِ فِیْ ثُرَيَّا السَّمَاءِ وَكَيْوَانِہٖ
اور انہوں نے ایسے علوم کو حاصل کیا جس کی ترقی آسمان کے ثریا اور اس کی کیوان میں ہے
فَلِلّٰہِ دَرُّ اَبِی الْفَضْلِ اِذْ جَرٰی فِی الْوَرٰی نَيْلُ اِحْسَانِہٖ
اللہ تعالیٰ ابوالفضل کا بھلا کرے کیونکہ مخلوق میں ان کے احسان کی بخشش پھیل گئی
يُقَرِّرُ قَدْرَ نَبِيِّ الْهُدٰی وَخَيْرِ الْاَنَامِ بِتِبْيَانِہٖ
وہ اپنے بیان سے نبی ہدیٰ اور برگزیدہ انسان کی قدر کو پایۂ ثبوت تک پہنچاتے ہیں
فَجَازَاہُ رَبِّیْ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَجَادَ عَلَيْہِ بِغُفْرَانِہٖ
پس میرا رب ان کو بہتر جزا دے اور گناہوں کی بخشش کے ساتھ ان پر احسان کرے
وَمِنْہُ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُجْتَبٰی وَاَصْحَابِہٖ ثُمَّ اَعْوَانِہٖ
اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے اس برگزیدہ نبی پر اور اسکے اصحاب و اعوان پر ایسی رحمت کا ملہ نازل ہوتی ہے

ہیں کہ یہ اس حدیث کے خلاف ہے کہ فَقِیۡہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیۡطَانِ مِنۡ اَلۡفِ عَابِدٍ (ایک فقیہ، شیطان، پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے) لیکن ان علمار نے غور نہیں کیا اور شیخ مذکور کے کلام کو نہیں سمجھا وہ فقیر اگرچہ فقہار کی اصطلاحات اور نظائر مسائل سے واقفیت نہیں رکھتا تھا۔ لیکن دین میں تفقّہ اس کو نصیب تھا۔ حدیث مذکور میں فقیہ سے ایسا ہی فقیہ مراد ہے، وہ نہیں جو اصطلاحاتِ فقہار سے تو خوب واقف ہو اور ان معانی سے جو شارع علیہ السلام کا مقصود ہیں غافل اور بے بہرہ ہو۔

کتابُ الشّفا بتعریفِ حقوقِ المصطفیٰ۔ قاضی عیاض

یہ کتاب قاضی عیاض رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ اس کی تعریف میں علمار و شعرار نے بہت کچھ کہا ہے۔ لسان الدین الخطیب تلمسانی ؒ فرماتے ہیں:۔

کتابُ الشفا کی مدح میں لسان الدین الخطیبُ کے اشعار

شِفَاءُ عِیَاضٍ لِلصُّدُوۡرِ شِفَاءُ
قاضی عیاض کی شفا، (دراصل) قلوب کیلئے شفا ہے

وَلَیۡسَ لِلۡفَضۡلِ قَدۡ حَوَاہُ خَفَاءُ
اور جس فضیلت کو اس نے جمع کیا ہے وہ کوئی پوشیدہ شے نہیں

ھَدِیَّۃُ بَرٍّ لَمۡ یَکُنۡ لِجَزِیۡلِھَا
یہ ایک نیک بخت کا ہدیہ ہے جس کے بڑے حصہ کا

سِوَی الۡاَجۡرِ وَالذِّکۡرِ الۡجَمِیۡلِ کِفَاءُ
سوائے اجر اور ذکر جمیل کے کوئی بدلہ نہیں

وَفّٰی لِنَبِیِّ اللہِ حَقَّ وَفَائِہٖ
انہوں نے نبی کریم ؐ کے حق کو پورا ادا کر دیا

وَاَکۡرَمُ اَوۡصَافِ الۡکِرَامِ وَفَاءُ
اور نیک لوگوں کے تمام اوصاف میں وفا ہی زیادہ معظم وصف ہے

وَجَاءَ بِہٖ بَحۡرًا یَفُوۡقُ لِفَضۡلِہٖ
وگویا، وہ ایسے دریا کو لائے ہیں جو اپنی فضیلت کے سبب سے

عَلَی الۡبَحۡرِ طَعۡمٌ طَیِّبٌ وَّصَفَاءُ
شیرینی اور صفائی میں پانی کے دریا سے بڑھ گیا

وَحَقَّ رَسُوۡلِ اللہِ بَعۡدَ وَفَاتِہٖ
اور قاضی عیاض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے

رَعَاہُ وَاِغۡفَالُ الۡحُقُوۡقِ جَفَاءُ
بعد آپ کے حق کی رعایت کی۔ اور حقوق سے غفلت اصل ظلم ہے

ھُوَ الذُّخۡرُ یُغۡنِیۡ فِی الۡحَیَاۃِ غَنَاؤُہٗ
وہ ایسا خزانہ ہے جس کی غنا زندگی میں بے نیاز کرتی ہے

وَیُنۡزَلُ مِنۡہُ لِلۡبَنِیۡنَ رَفَاءُ
اور اسکی برکت سے اہل زمانہ پر سکون اطمینان نازل ہوتا ہے

مِنَ السَّقْمِ الْمُزْرِیْ بِمَنْصَبِ اَھْلِہٖ | اَوِ الصَّمْتِ عَنْ حَقٍّ ھُنَاکَ مُضَیَّعٖ
اس بیماری کے باعث جو انکے مرتبہ کو عیب لگاتی ہے | یا خاموشی کرنا اظہار حق سے جو ضائع کیا گیا ہے
فَاِمَّا تَرَقٍّ مَسْلَکَ الدِّیْنِ وَالتُّقٰی | وَاِمَّا تَلَقّٰی غُصَّۃَ الْمُتَجَرِّعٖ
پس یا وہ دین اور تقویٰ کے راستہ پر ترقی کرے گا | اور یا رنج وغم کے گھونٹوں سے اس کو پالا پڑے گا

حاصل کلام یہ کہ اس فن شریف کے علمار محققین کا اس پر اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ رض سے لے کر زمانۂ شیخ مذکور تک متون حدیث کے معانی اور اس کی تدقیق اور اس میں امعان نظر جس قدر انہوں نے کی ہے اور کسی نے نہیں کی۔ اگر کسی کو میری اس بات کا شاہد مطلوب ہو تو ان کی اس شرح کا جو الماام کے ایک حصہ پر لکھی ہے گہری نظر سے مطالعہ کیجئے اور پتہ لگائیے کہ کس قدر دقائق و حقائق کو ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث برار بن عازب اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَھَانَا عَنْ سَبْعٍ۔ (ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم فرمایا اور سات چیزوں سے ممانعت فرمائی) اس سے چارسو فائدے استنباط کر کے ان کو نہایت عمدہ پیرایہ میں تحریر فرمایا ہے جزاہ اللہ خیر الجزار۔

شیخ موصوف علم حدیث اور اہل حدیث کی تعظیم میں بے حد مبالغہ فرمایا کرتے تھے ان کی نظر میں دنیا داروں کی کچھ قدر و وقعت نہ تھی۔ آپ کو اس فن شریف (حدیث) کی کتابیں جمع کرنے کا بیحد شوق تھا۔ چنانچہ اس فن کی کتابوں کے خریدنے کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو کشف خواطر و قلوب اور کشف وقائع وحوادث دونوں مساوی عطا فرمائے تھے۔ چنانچہ ان کے اہل مجلس نے اس قسم کی حکایات دفتر کی دفتر نقل کی ہیں۔

آپ نہایت منصف مزاج تھے۔ ایک دن ان کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ایک جاہل (ان پڑھ) فقیر کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھ کو نماز میں خطرات اور وسواس بہت آتے ہیں اس کی وجہ سے مجھے بہت رنج ہے۔ اس فقیر (درویش) نے یہ جواب دیا کہ افسوس اس دل پر جس میں خدا کے سوا کسی غیر کا خیال آئے۔ پس ان ہی کلمات سے میرے دل سے وسواس کی بیماری بالکل جاتی رہی۔

شیخ ابن دقیق العید رح نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ جاہل فقیر ہزار فقیہ سے بہتر ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ بعض متقشف علمار ان کی اس بات پر الجھ پڑے ہیں اور کہتے ہیں

يَقُولُونَ لِي هَلَّا نَهَضْتَ إِلَى الْعُلَى — بِمَا هُوَ عَيْشُ الصَّابِرِ الْمُتَقَنِّعِ

لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تو نے ان بلند مراتب کیطرف کیوں پیشقدمی — نہ کی جن سے صابر قناعت پذیر آدمی عیش اٹھاتا ہے

وَهَلَّا شَدَدْتَ الْعِيسَ حَتَّى تَحُلَّهَا — بِمِصْرَ إِلَى ظِلِّ الْجَنَابِ الْمُرَفَّعِ

اور تو نے اونٹوں کو بلند مرتبہ بزرگ کے سایہ کیطرف سفر کرنے — کے لئے کیوں تیار کیا۔ تاکہ ان کو مصر میں پہنچکر کھول ڈالتا

فَفِيهَا مِنَ الْأَعْيَانِ مَنْ فَيْضُ كَفِّهِ — إِذَا شَاءَ رَوَّى سَيْلُهُ كُلَّ بَلْقَعِ

کیونکہ مصر میں ایسے بلند درجہ لوگ موجود ہیں — جنکے فیض کا سیلاب جب چاہے ہر خشک زمین کو سیراب کر دیتا ہے

وَفِيهَا مُلُوكٌ لَيْسَ يَخْفَى عَلَيْهِمُ — تَعَيُّنُ كَوْنِ الْعِلْمِ غَيْرَ مُضَيَّعِ

اور وہاں ایسے بادشاہ ہیں جن پر یہ بات پوشیدہ نہیں — کہ علم ہی ایسی شی ہے جو ضائع کرنے کے قابل نہیں

وَفِيهَا شُيُوخُ الدِّينِ وَالْفَضْلِ وَالْعُلَى — يُشِيرُ إِلَيْهِمْ بِالْعُلَى كُلُّ إِصْبَعِ

اور وہاں دین بزرگی اور معالی کے وہ بزرگ آباد ہیں — جن کی طرف بلندی کے معاملہ میں انگلیاں اٹھتی ہیں

وَفِيهَا غَنَاءٌ وَالْمَهَانَةُ ذِلَّةٌ — فَقُمْ وَابْغِ وَاقْصِدْ بَابَ رِزْقِكَ فَاقْرَعِ

اس میں غنا ہے اور اسکی طلب میں سستی کرنا ذلت ہے — پس کھڑا ہو تلاش کر اور دروازہ رزق پر پہنچکر دستک دے

فَقُلْتُ نَعَمْ أَبْغِي إِذَا شِئْتُ أَنْ أَرَى — ذَلِيلًا مُهَانًا مُسْتَخِفًّا بِمَوْضِعِي!

میں نے جواب دیا کہ ہاں جب چاہونگا تلاش کروں گا — جب دیکھونگا کہ ذلیل حقیر شخص میرے مرتبہ کی توہین کرتا ہے

وَأَسْعَى إِذَا مَا لَذَّ لِي طُولُ مَوْقِفِي — عَلَى بَابِ مَحْجُوبِ اللِّقَاءِ مُمَنَّعِ

اور کوشش کرونگا جبکہ میرا زیادہ ٹھہرنا ذلت ہو جائے — اسکے دروازہ پر جو نقابوں میں چھپا ہوا ہے اور اسکی ملاقات پر پابندیاں ہیں

وَأَسْعَى إِذَا كَانَ النِّفَاقُ طَرِيقَتِي — أَرُوحُ وَأَغْدُو فِي ثِيَابِ التَّصَنُّعِ

اور کوشش کروں گا جبکہ نفاق میرا طریقہ بن جائے — اور بناوٹ کے لباس میں چلوں پھروں!

وَأَسْعَى إِذَا لَمْ يَبْقَ فِيَّ تَقِيَّةٌ — لَدَيَّ بِهَا حَقُّ التُّقَى وَالتَّوَرُّعِ

اور کوشش کرونگا جبکہ مجھ میں تقوی کے خوف رکھنے میں — میں تقوی اور پرہیزگاری کا حق ادا نہ کر سکوں

فَكَمْ بَيْنَ أَرْبَابِ الصُّدُورِ مَجَالِسٌ — تَشُبُّ بِهَا نَارُ الْغَضَا بَيْنَ أَضْلُعِ

پس ارباب صدور (سرداروں) میں کتنی مجلسیں ایسی ہیں — جن کی وجہ سے غضا درخت کی آگ پسلیوں میں بھڑک اٹھتی

فَكَمْ بَيْنَ أَرْبَابِ الْعُلُومِ وَأَهْلِهَا — إِذَا بَحَثُوا فِي الْمُشْكِلَاتِ بِمَجْمَعِ

ارباب علم اور اہل علم کے درمیان مجمعوں میں — علمی تحقیقوں پر کتنے مناظرے چھڑ جاتے ہیں

مُنَاظَرَةٌ تَحْمِي النُّفُوسَ فَتَنْتَهِي — وَقَدْ شَرَعُوا فِيهَا إِلَى شَرِّ مَشْرَعِ

جو نفوس کو گرما دیتے ہیں اور جس راستہ کو وہ — چلتے ہیں اس کو قطع کرنے تک پہنچا دیتے ہیں

اس کلمہ کو تین بار فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ شخص تین دن کے بعد مرگیا۔ ایک باران کے بھائی کو کسی ظالم امیر نے تکلیف پہنچائی۔ توآپ نے اس کے حق میں فرمایا کہ "ہلاک ہوجائے" چنانچہ اسی طرح واقع ہوا۔ غرض اس قسم کے قصص وحکایات ان کے بارے میں بہت مشہور ہیں اوقاتِ شب کی تقسیم اس طرح کر رکھی تھی کہ کچھ حصہ کتبِ حدیث کے مطالعہ میں گذارتے تھے اور کچھ حصہ ذکر و تہجد میں۔ بہرحال رات کو بالکل نہ سوتے تھے۔ بعض اوقات صرف ایک ہی آیت کی تلاوت پر اکتفا فرماتے تھے، اور طلوعِ فجر تک اسی کو پڑھتے رہتے، چنانچہ ایک رات تہجد میں جب اس آیت پر پہنچے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ[1] تو صبح تک اسی کی تلاوت کرتے رہے، امام نووی رح نے ان کو ایک خط لکھا تھا جس میں یہ شعر بھی تھا:-

لِکُلِّ زَمَانٍ وَاحِدٌ یُقْتَدٰی بِہٖ ۔۔۔ وَھٰذَا زَمَانٌ اَنْتَ لَاشَکَّ وَاحِدُہٗ

ہر زمانہ میں ایک مقتدا اور پیشوا ہوتا ہے ۔۔۔ اور اس زمانہ میں بیشک آپ یکتا ہیں

آپ کو نظم گوئی کا بھی شوق تھا۔ چنانچہ یہ اشعار آپ ہی کے فیضانِ طبع کا نتیجہ ہیں۔

علامہ ابن دقیق العید کے چند اشعار و اقوال

تَمَنَّیْتُ اَنَّ الشَّیْبَ عَاجِلُ لِمَّتِیْ ۔۔۔ وَقَرَّبَ مِنِّیْ فِیْ صِبَایَ مَزَارَہٗ

میں نے آرزو کی کہ بڑھاپا جلد آجائے ۔۔۔ اور میرے بچپن میں ہی اپنی تلخی کو قریب کرے

لِاٰخُذَ مِنْ عَصْرِ الشَّبَابِ نَشَاطَہٗ ۔۔۔ وَاٰخُذَ مِنْ عَصْرِ الْمَشِیْبِ وَقَارَہٗ

تاکہ میں زمانۂ شباب کا مزا لوٹوں ۔۔۔ اور زمانۂ پیری سے وقار حاصل کروں

یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں:-

اَلَا اِنَّ بِنْتَ الْکَرْمِ اَغْلٰی مَھْرُھَا ۔۔۔ فَاَخْبِرْ بِمَنْ اَضْحٰی لِذٰلِكَ بَاذِلًا

خبردار بنت کرم (شراب) کا مہر بہت بھاری ہے ۔۔۔ جو اس پر خرچ کرتا ہے اس کو خبر کردو۔

تَزَوَّجَ بِالْعَقْلِ الْمُکَرَّمِ عَاجِلًا ۔۔۔ وَبِالنَّارِ وَالْغِسْلِیْنِ وَالْمُھْلِ اٰجِلًا

اسکا مہر معجل یہ ہے کہ عقل دیکر نکاح کیا جاتا ہے ۔۔۔ اور آگ، دھواں اور گلا ہوا تانبا اسکا مہر موجل ہے

یہ بھی ان ہی کے نظم کئے ہوئے اشعار ہیں:-

---

[1] ترجمہ۔ پھر جب صور پھونکا جائیگا، تو ان میں آپس کے رشتے اس روز نہ رہیں گے، اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

کو اس طرح پر جمع کیا کہ اپنی سند کا سلسلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ملا دیا اور ایک کتاب عمدہ کی شرح کی۔ چنانچہ یہ دونوں کتابیں ان کی منتخب اور چیدہ تصانیف میں سے ہیں علوم حدیث میں بھی ایک کتاب (الاقتراح) لکھی ہے۔ اذکیار زمانہ سے وسعت علم میں بالاتر تھے۔ علم کے شغل میں اکثر شب بیداری کرتے اور بہت لکھا کرتے تھے۔ اصول و علوم معقولہ میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ دیار مصر میں چند سال قاضی رہ کر وفات پائی۔ لیکن طہارت اور پانی کے معاملہ میں کسی قدر وسواس تھا۔ اصول فقہ میں مقدمہ مطرزی کی شرح لکھی۔ چہل حدیث کا ایک دوسرا مجموعہ بھی تالیف کیا جس میں احادیث قدسیہ جمع کی ہیں اور اس کو اربعین فی روایۃ عن رب العالمین کے نام سے موسوم کیا۔ آپ نے ماہ صفر ۷۰۲ھ میں وفات پائی۔ اسی سال ابو محمد عبداللہ بن محمد ابن ہارون قرطبی نے بھی جو بلاد مغرب کے محدث تھے رحلت فرمائی۔ لوگوں کو یقین تھا کہ ہر سات سو سال پر جس عالم کے ظہور کا وعدہ ہے وہ یہی ہیں۔ طریق تصوف میں بھی کمال حاصل تھا۔ اور صاحب کرامات و خوارق عادات تھے۔ مالکی مذہب کی تحقیق اپنے والد ماجد سے کی تھی۔ اور مذہب شافعی کو شیخ عز الدین ابن عبدالسلام سے حاصل کیا تھا۔ چنانچہ فقہ میں ہر دو مذاہب کے استاد کامل ہوئے۔

علامہ ابن دقیق العید کی کرامات

جب تاتاریوں کا ہنگامہ رونما ہوا اور ان اشقیا رکی افواج ستم امواج دیار شام کی طرف متوجہ ہوئیں تو سلطانی حکم نافذ ہوا کہ علماء جمع ہو کر صحیح بخاری کا ختم کریں۔ اس کی ایک میعاد باقی رہ گئی تھی۔ جسے جمعہ کے دن کے لئے چھوڑ رکھا تھا۔ ابھی جمعہ نہیں آیا تھا کہ شیخ تقی الدین (ابن دقیق العید) جامع مسجد میں تشریف لائے اور علمائے حاضرین سے استفسار فرمایا کہ بخاری کے ختم سے فارغ ہو گئے؟ سب نے عرض کیا کہ ایک دن کا وظیفہ باقی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اسے جمعہ کے روز ختم کریں۔ آپ نے فرمایا کہ مقدمہ فیصل ہو چکا ہے۔ کل عصر کے وقت تاتاری فوج شکست فاش کھا کر لوٹ گئی۔ اور مسلمانوں نے فلاں صحرا میں فلاں گاؤں کے متصل انتہائی خوشی و خرمی سے قیام کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس خبر کو شائع کر دیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ چند روز کے بعد سلطانی ڈاک سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی اور سر مو تفاوت نہ نکلا۔ ایک دن آپ کی مجلس میں کسی شخص نے بے ادبی کی، آپ نے فرمایا کہ تو نے اپنے آپ کو موت کے حوالہ کر دیا

وَلَا اُبْرِزُ تُهُ كَيْفَ مَا اتَّفَقَ تَهَوُّرًا فَمَنْ فَهِمَ مَغْزَاهُ شَدَّ عَلَيْهِ يَدَ الصِّيَانَةِ وَ أَنْزَلَهُ مِنْ قَلْبِهِ وَتَعْظِيمِ الْأَغَرِّيْنَ مَكَانًا وَمَكَانَةً وَسَمَّيْتُهُ بِكِتَابِ الْإِلْمَامِ بِأَحَادِيْثِ الْأَحْكَامِ وَشَرْطِي فِيْهِ أَنْ لَا أُوْرِدَ فِيْهِ إِلَّا حَدِيْثَ مَنْ وَثَّقَهُ إِمَامٌ مِنْ مُزَكِّي رُوَاةِ الْأَخْبَارِ وَكَانَ صَحِيْحًا عَلٰى طَرِيْقَةِ بَعْضِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ الْحُفَّاظِ وَأَئِمَّةِ الْفِقْهِ النُّظَّارِ فَإِنَّ لِكُلٍّ مِنْهُمْ مَغْزًى قَصَدَهُ وَ سَلَكَهُ وَطَرِيْقًا أَعْرَضَ عَنْهُ وَتَرَكَهُ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَنْفَعُ بِهِ دِيْنًا وَ دُنْيَا وَيَجْعَلُهُ نُوْرًا يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَيَفْتَحُ لِدَارِسِيْهِ فِيْهِ حِفْظًا وَ فَهْمًا وَ يُبَلِّغُهُمْ وَإِيَّانَا بِبَرَكَتِهِ مَنْزِلَةً مِنْ كَرَامَةٍ عُظْمٰى إِنَّهُ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْغَنِيُّ الْكَرِيْمُ۔

نہ چھوڑا اور اس کی وضع کی تہذیب میں میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ نہ میں نے جسارت و دلیری کرکے کیف ما اتفق حدیثوں کو بے ربطی سے جمع کیا۔ اب جو شخص اس کے ماخذ اور جائے نسبت کو سمجھ لے گا تو حفاظت کے ہاتھ سے مضبوط پکڑ لے گا اور اس کو اپنے دل میں جگہ دے کر ان لوگوں کی طرح اس کی تعظیم بجالائے گا جن کا مقام و مرتبہ بلند و روشن ہے۔ میں نے اس کتاب کا نام الالمام باحادیث الاحکام رکھا ہے۔ میری شرط اس کتاب میں یہ ہے کہ اس میں صرف وہی حدیثیں لاؤں جن کے راوی امام ہیں اور راویان احادیث کے تزکیہ کرنے والے ہیں اور وہ بعض اہل حدیث حفاظ اور ائمہ فقہ کے طریق پر صحیح مانی گئی ہوں۔ اب اگر کوئی شخص اس کے ماخذ اور جائے نسبت کا انکار کرے تو وہ اس کا قصد کرے اور اس کو اختیار کرکے تبلائے یا اگر کسی طریقہ سے انحراف کرے تو اس سے اعراض کرے اور اس کو چھوڑ دے۔ ان دونوں باتوں کے اندر ہر ایک میں اس کے لئے خیر اور بھلائی ہے (میں دعا کرتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ اس سے (لوگوں کو) دین اور دنیا کا نفع عطا کرے، اور اس کتاب کو ایسا نور بنا دے کہ جو (قیامت کے دن) ہمارے آگے آگے چلتا ہو۔ اور اس کے پڑھنے والوں پر حفظ اور فہم (کے دروازہ) کو کھول دے اور اس کتاب کی برکت سے ان کو اور ہم کو شرافت و بزرگی کا بلند مرتبہ نصیب فرمائے۔ وہی فتاح علیم۔ غنی۔ اور کریم ہے۔

ان کی کنیت ابوالفتح اور سلسلہ نسب یہ ہے، تقی الدین محمد بن علی بن وہب بن مطیع قشیری منفلوطی۔ دونوں مذاہب یعنی مالکی و شافعی کے امام اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ ان کی ولادت بحر ینبع (حجاز) میں ماہ شعبان ۶۲۵ھ میں ہوئی۔ حافظ زکی الدین المنذری ج ابن الجمیزی اور (احمد) ابن عبدالدائم سے دمشق میں حدیث کا سماع کیا جہاں حدیث نسائی

وطن کی طرف واپس لوٹ رہے تھے۔ تو فاس کے دیہات میں سے کسی گاؤں میں انکی وفات ہوگئی۔ وہاں سے ان کی نعش فاس میں لائی گئی۔ اور باب محروق کے باہر سپرد خاک کیے گئے۔ رحمہ اللہ۔

الالمام فی احادیث الاحکام۔ ابن دقیق العید

یہ کتاب اور اس کا مختصر الالمام المجتہد باحادیث الاحکام، یہ دونوں کتابیں تقی الدین ابن دقیق العید کی تصانیف ہیں۔ اس کے اوّل میں بیان کرتے ہیں۔ کتاب الطہارۃ۔ باب المیاہ۔ ذکر بیان معنی الطہور وانہ المطہر لغیرہ:۔

عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِ هُشَيْمٍ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ إِنْتَهٰى۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں (۱) ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب دلوں میں ڈال کر میری مدد کی جاتی ہے (۲) میرے لیے پوری زمین مسجد و طہور بنا دی گئی لہذا میری امت میں سے جس کو جہاں نماز کا وقت ہوجائے وہ وہیں نماز ادا کرے (۳) میرے لیے مال غنیمت حلال کردیا گیا ہے مجھ سے پہلے وہ کسی کیلئے حلال نہیں کیا گیا تھا (۴) مجھ کو شفاعت کا حق عطا ہوا ہے (۵) دیگر انبیا خاص خاص اقوام کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

کتاب المام میں حمد و صلوٰۃ کے بعد بیان فرماتے ہیں:۔

وَبَعْدُ فَهٰذَا مُخْتَصَرٌ فِي عِلْمِ الْحَدِيثِ تَأَمَّلْتُ مَقْصُودَهُ تَأَمُّلًا وَلَمْ أَدَعِ الْأَحَادِيثَ إِلَيْهِ الْجُفَلَا وَلَا آلُوتُ فِي وَضْعِهِ مُحَرَّرًا

حمد و صلوٰۃ کے بعد (عرض ہے کہ) یہ کتاب علم حدیث میں ایک ایسا مختصر رسالہ ہے جس کے مقصود میں میں نے کافی تامل کیا اس کی احادیث کو غیر مرتب

وَحَثَّ مَطَايَا قَدْ مَطَاهَا لِغَيْرِهِ[1] | فَأَوْطَأَهَا قَسْرًا عَلَى قُبَّةِ النَّسْرِ
اس نے سواریوں کو چلنے کیلئے ابھارا جن پر غیرت سے سوار ہوا | اور ان کو جبرًا قبۂ نسر پر لے گیا
فَصَارَتْ ثِقَالًا بِالْجَلَالَةِ فَوْقَهَا | وَسَارَتْ عِجَالًا تَتَّقِي أَلَمَ الزَّجْرِ
تو وہ سواریاں اس بزرگی (محبوب) کی باعث جوان پر سے تھی | بوجھل ہوگئیں اور ڈانٹ کی تکلیف سے بچتی ہوئی تیز تیز چلیں
وَجَرَّتْ عَلَى ذَيْلِ الْمَجَرَّةِ ذَيْلَهَا | فَمِنْ ثَمَّ تَبْدُو مَا هُنَاكَ لِمَنْ يَسْرِي
اور کہکشاں کے دامن پر اپنا دامن کھینچا | اسی لئے وہاں کی ہر چیز چلنے والے کیلئے ظاہر ہوتی ہے
وَمَرَّتْ عَلَى الْجَوْزَاءِ تُوضِحُ فَوْقَهَا | فَآثَارُ مَا مَرَّتْ بِهِ كَلَفُ الْبَدْرِ
وہ سوار ہو کر جوزا پر گزری | چاند میں جو داغ ہیں وہ اسکے چلنے کے نشانات ہیں
وَسَاقَتْ أَرِيجَ الْخُلْدِ مِنْ جَنَّةِ الْعُلَى | فَدَعْ عَنْكَ رَمْلًا بِالْأُنَيْعِمِ يَسْتَذْرِي

جب مدینہ منورہ میں اقامت پذیر تھے تو یہ اشعار نظم کئے ہیں

لَمْ يَبْقَ لِي سُؤْلٌ وَلَا مَطْلَبٌ | مُذْ صِرْتُ جَارًا لِحَبِيبِ الْحَبِيبِ[1]
میرا کوئی سوال اور مطلب باقی نہ رہا | جب سے میں اپنے حبیب (محمدؐ) کے پہلو کا ہمسایہ ہوگیا
لَا أَبْتَغِي شَيْئًا سِوَى قُرْبِهِ | وَهَا أَنَا مِنْهُ قَرِيبٌ قَرِيبْ
اب میں سوائے اسکے قرب کے کچھ نہیں چاہتا | باخبر رہو میں اس سے بہت ہی قریب ہوں
مَنْ غَابَ عَنْ حَضْرَةِ مَحْبُوبِهِ | فَلَسْتُ عَنْ طَيْبَةٍ مِمَّنْ يَغِيبْ
جو محبوب کی درگاہ سے غائب ہوگیا تو ہونے دو | میں تو مدینہ طیبہ سے غائب ہونے والا نہیں ہوں
لَا تَسْأَلِ الْمَغْبُوطَ عَنْ حَالِهِ | جَارُ كَرِيمٍ وَمَحَلٌّ خَصِيبْ
تو اس کا حال مت پوچھ جس پر سب رشک کرتے ہوں | جو سرسبز جگہ پر شریف کا پڑوسی ہو۔
اَلْعَيْشُ وَالْمَوْتُ هُنَا طَيِّبٌ | بِطَيْبَةٍ لِي كُلُّ شَيْءٍ يَطِيبْ
یہاں کی زندگی بھی اچھی ہے اور موت بھی اچھی | مدینہ طیبہ میں میرے لئے ہر چیز اچھی ہے

انہوں نے ۵۴۶ھ[2] میں بحالت سفر انتقال فرمایا۔ یعنے جب مراکش سے اپنے

---

[1] یہ اشعار ابوبکر محمد بن ابی عامر بن حجاج الغافقی الاشبیلی کے ہیں۔ جن کا اندراج غالبًا سہوًا ابن العربی کے اس تذکرہ میں کردیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو نفح الطیب جلد اول ص ۲۲۳ طبع مصر ۱۳۰۲ھ

[2] بعض مورخین نے سن وفات ۵۴۳ھ نقل کیا ہے۔

امیرزادہ کے ہمراہ سوار ہو کر شکار کے لئے جا رہے تھے۔ راستہ میں امیرزادہ نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور اس کو ابن العربی کی طرف بار بار ہلانا شروع کیا یہ اس نے محض خوش طبعی کے طور پہ کیا تھا اور لہو ولعب کے سوا اس کا مقصد کچھ نہ تھا۔ ابن العربی رح نے فوراً یہ اشعار نظم کئے اور پڑھے۔

علامہ ابن العربی کے چند اشعار

يَهُزُّ عَلَيَّ الرُّمْحَ ظَبْيٌ مُهَفْهَفٌ — لَعُوبٌ بِأَلْبَابِ الْبَرِيَّةِ عَابِثٌ

مجھ پہ ایک پتلی کمر والی ہرنی نیزہ ہلاتی ہے — گویا لشکر کی عقلوں سے کھیل کرتی ہے

فَلَوْ كَانَ رُمْحًا وَاحِدًا لَاتَّقَيْتُهُ — وَلٰكِنَّهُ رُمْحٌ وَثَانٍ وَثَالِثٌ

اگر وہ ایک ہی نیزہ ہوتا تو میں بچ سکتا تھا — لیکن وہ تو ایک[۱] اور دو[۲] اور تین[۳] ہیں۔

شارحین اشعار نے ثانی و ثالث کی تعیین میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد نگاہ ہے، بعض نے کچھ اور بیان کیا ہے۔ مگر راقم الحروف کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ایک نیزہ سے مراد ایک مرتبہ نیزہ ہلانا ہے اور دو[۲] اور تین[۳] سے مراد دو اور تین دفعہ نیزہ ہلانا۔ واللہ اعلم۔

یہ اشعار بھی انہی کے ہیں۔

أَتَتْنِي تُؤَنِّبُنِي بِالْبُكَاءِ — فَأَهْلًا بِهَا وَبِتَأْنِيبِهَا[۱]

وہ مجھ کو رونے پر سرزنش کرتی ہوئی میرے پاس آئی — اس کا آنا اور اس کی سرزنش مبارک ہو

فَقُلْتُ إِذَا اسْتَحْسَنَتْ غَيْرَكُمْ — أَمَرْتُ جُفُونِي بِتَعْذِيبِهَا

بس میں نے کہا کہ جب ان آنکھوں نے دوسروں کو اچھا سمجھا تو — میں نے اپنی پلکوں کو ان کے عذاب کیلئے مامور کر دیا۔

دیار شام کے اشتیاق میں اس طرح فرماتے ہیں :۔

أَتَتْكَ سُرًى وَاللَّيْلُ يَصْدَعُ بِالْفَجْرِ — خَيَالُ حَبِيبٍ قَدْ حَوَى قَصَبَ الْفَخْرِ

رات کو اس وقت جبکہ صبح ہونے والی تھی اس حبیب کا — خیال آیا جو میدان فخر میں بازی لے گیا

جَلَا ظُلَمَ الظَّلْمَاءِ مَشْرِقُ نُورِهِ — وَلَمْ تَنْمَحِ الظَّلْمَاءُ بِالْأَنْجُمِ الزُّهْرِ

وہ جس کے نور سے اندھیری رات کی ظلمت دور ہوئی — حالانکہ روشن ستاروں سے وہ ظلمت زائل نہ ہوئی تھی۔

وَلَمْ يَرْضَ بِالْأَرْضِ الْأَرِيضَةِ مَسْحَبًا — فَصَارَ عَلَى الْجَوْزَاءِ إِلَى فَلَكٍ يَجْرِي

اس نے تر و تازہ باغ کو جولان گاہ بنانا پسند نہ کیا — تو فلک کی طرف رخ کر کے جوزا پر جگہ لی۔

---

[۱] اس کے بعد یہ شعر ہے۔ تَقُولُ وَفِي نَفْسِهَا حَسْرَةٌ ؛ أَتَبْكِي بِعَيْنٍ تَرَانِي بِهَا۔

یہ بھی کہتے تھے کہ میں جب تک مکہ معظمہ میں مقیم رہا اس کی پابندی کی کہ جب آب زمزم کا گھونٹ لیتا تو نبات علم و ایمان کی خواہش دل میں رکھتا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر علم وافر کا دروازہ کھول دیا لیکن مجھے اس امر کا افسوس ہے کہ میں نے عمل کی نیت سے ایک دو گھونٹ کیوں نہ پی لئے کیونکہ میں اپنے اندر عمل کا شوق علم کے میلان سے کم تر پاتا ہوں۔ یہ بھی کہتے تھے کہ بغداد میں ایک روز میں ابوالوفا ابن عقیل کی مجلس میں حاضر تھا تفسیر قرآن مجید کا ذکر جاری تھا۔ ایک قاری نے یہ آیت پڑھی تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلَامٌ۔ میں ابوالوفا کے پیچھے بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے جو میرے بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا آہستہ سے کہا کہ یہ آیت اس امر کی صریح دلیل ہے کہ قیامت کے دن باری تعالیٰ کی رویت ہوگی۔ کیونکہ اہل عرب لَقِیْتُ فُلَانًا صرف رویت کے وقت ہی کہتے ہیں، ابوالوفا نے اس شخص کی بات سنکر مذہب اعتزال کی تائید میں جلدی سے یہ آیہ پڑھی:۔ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ اور کہا کہ اس آیت کا کیا جواب ہوگا۔ حالانکہ منافقین کو بالاجماع رویت نصیب نہ ہوگی۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت تو ادب مجلس کے باعث میں کچھ نہ بولا۔ لیکن کتاب المشکلین میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے میں نے لکھا ہے کہ یَلْقَوْنَهٗ کی ضمیر جزار کی تقدیر کے ساتھ نفاق کی طرف راجع ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ ضمیر جناب باری تعالیٰ کی طرف راجع ہوتی تو بِمَا اَخْلَفُوْهُ مَا وَعَدُوْهُ فرماتے اور لفظ اللہ کے اظہار کی کوئی وجہ تلاش کرنی چاہیے۔ یہ بھی کہتے تھے کہ ایک دن ابن صادہ مشہور شاعر میری مجلس میں آیا میرے سامنے مجمر (انگیٹھی) میں بجھی ہوئی آگ پر راکھ پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ اس بارے میں کوئی شعر نظم کرو۔ اس نے فی البدیہ یہ شعر کہا:۔

شَابَتْ نَوَاصِیُ النَّارِ بَعْدَ سَوَادِهَا ۔۔۔ وَتَسَتَّرَتْ عَنَّا بِثَوْبِ رَمَادِ

آگ کی پیشانیاں (گیسو) سیاہی کے بعد سفید یعنے بوڑھی ہوگئیں۔ اور راکھ کے آثار نے اس کو ہم سے چھپا لیا۔

اس نے مجھ سے کہا کہ اس بیت کا تتمہ تم کہو۔ میں نے بھی فوراً یہ کہا:۔

شَابَتْ کَمَا شِبْنَا وَزَالَ شَبَابُنَا ۔۔۔ فَکَاَنَّمَا کُنَّا عَلٰی مِیْعَادِ!

جیسے وہ بوڑھی ہوگئی ایسے ہی ہم بھی بوڑھے ہوگئے ۔۔۔ اور ہماری جوانی جاتی رہی گویا کہ ہمارا ایک وقت معین تھا

راقم الحروف کہتا ہے کہ اگرچہ یہ شعر چنداں لطیف نہیں ہے تاہم اُن کی جودت طبع پر ضرور دلالت کرتا ہے۔ ان کے اشعار لطیفہ میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک وزدہ

مصروف رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کو درجۂ اجتہاد حاصل تھا۔ حدیث۔ فقہ۔ اصول۔ علم قرآن۔ علوم ادبیہ۔ نحو اور تاریخ میں بہت سی تصانیف ان کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ کثرتِ مال اور سخاوت کی وجہ سے آپ ممدوحِ شعراء تھے۔ آپ نے اشبیلیہ کی شہرپناہ کو اپنے مال سے بھر دیا تھا۔ تفسیر انوار الفجر ان کی بہترین تصانیف میں سے ہے۔ جسے انہوں نے بیس سال میں مرتب کیا اور اسی ہزار اوراق پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر اسی زمانہ میں ابوعیان فارس بن علی بن یوسف کے کتب خانہ میں اسی جلدوں میں موجود تھی۔ کتاب قانون التاویل۔ کتاب الناسخ والمنسوخ (فی القرآن)۔ کتاب احکام القرآن۔ ترتیب المسالک فی شرح موطا مالک۔ کتاب القبس علی موطا مالک بن انس۔ عارضۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی۔ کتاب المشکلین (مشکل الکتاب والسنۃ) کتاب النیرین فی شرح الصحیحین۔ شرح حدیث ام زرع۔ شرح حدیث الافک۔ شرح حدیث جابر فی الشفاعۃ۔ کتاب الکلام علی مشکل حدیث السبحات والحجاب۔ یعنی حجاب النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ۔ تبیین الصحیح فی تعیین الذبیح۔ تفصیل التفضیل بین التحمید والتہلیل۔ کتاب السباعیات۔ کتاب المسلسلات۔ سراج المریدین۔ کتاب المتوسط فی معرفۃ صحۃ الاعتقاد والرد علی من خالف اہل السنۃ من ذوی البدع والالحاد۔ شرح غریب الرسالہ۔ الانصاف فی مسائل الخلاف۔ بیس جلدوں میں تخلیص۔ کتاب المحصول فی علم الاصول۔ عواصم وقواصم۔ نواہی الدواہی۔ کتاب ترتیب الرحلۃ۔ کتاب ملجأۃ المتفقہین الی معرفۃ غوامض النحویین۔ یہ سب کتابیں اور ان کے علاوہ بھی ان کی اور بہت سی تصانیف ہیں۔ ان کی کتاب الرحلہ قواعد عربیہ پر مشتمل ہے۔

وہ کہتے تھے کہ مدینۃ السلام میں ابوالوفا ابن عقیل سے جو حنبلیوں کے امام ہیں میں نے سُنا ہے کہ وہ یہ فرماتے تھے کہ مال ہونے اور غلام و آزاد ہونے میں لڑکا اپنی والدہ کے تابع ہوتا ہے۔ کیونکہ نطفہ جب باپ سے جدا ہوا تو بے قیمت تھا کوئی مالیت نہیں رکھتا تھا۔ جو کچھ مالیت یا قدر و قیمت اسے نصیب ہوئی وہ شکم مادر میں ہوئی پس اسی کا تابع ہوگا جیسا کہ اگر کوئی کھجور کھا کر گٹھلی کسی کی زمین میں ڈال کر چل دیا۔ اور اس سے کوئی درخت پیدا ہوا تو وہ درخت صاحبِ زمین کی ملک ہوگا نہ کہ کھجور کھانے والے کا کیونکہ گٹھلی پھینکے جانے کے وقت بے قیمت شے تھی۔ یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے ساحروں سے جو زمین بابل میں رہتے تھے یہ سُنا ہے کہ جو کوئی ہر سورۃ کی آخری آیت لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے گا اس پر کوئی جادو اثر نہ کرے گا

مَادُمْتَ حَيًّا فَدَارِ النَّاسَ كُلَّهُمُ — فَإِنَّمَا أَنْتَ فِي دَارِ الْمُدَارَاةِ

جبتک تو زندہ ہے تمام لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آ — کیونکہ تو اس وقت دارِ مدارات میں مقیم ہے۔

وَلَا تَعَلَّقْ لِغَيْرِ اللّٰهِ فِي تَعَبٍ — أَنَّ الْمُهَيْمِنَ كَافِيكَ الْمُهِمَّاتِ[1]

کسی رنج و غم میں غیر اللہ سے اپنا رشتہ نہ جوڑ — کیونکہ مشکلات میں اللہ ہی تجھ کو کافی ہے

عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی۔ ابن العربی

یہ کتاب حافظ قاضی ابوبکر بن العربی مغربی اندلسی کی تصنیف ہے۔ ان کی کنیت ابوبکر اور نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد۔ ابن العربی المعافری الاشبیلی سے مشہور ہیں۔

یہ اندلس کے آخری عالم اور آخری حافظ حدیث تھے۔ انہوں نے مشرقی بلاد کا سفر کیا اور ہر ملک کے بڑے بڑے علماء سے علم حاصل کر کے روایت میں وسعت تامہ حاصل کی نیز علم اصول و خلاف و کلام اور دوسرے فنون میں بھی پوری مہارت حاصل کی۔ تمام کمالات کے باوجود حسن خلق۔ تحمل ایذاء دوستی میں ثابت قدمی اور حسن عہد میں بلند مرتبہ کے مالک تھے۔ ۴۶۸ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد کے ہمراہ شام گئے۔ طراد بن محمد الزینبی ابوالفضل ابن الفرات۔ قاضی ابوالحسن خلعی۔ ابن مشرف۔ حافظ (ابوالقاسم) مکی بن عبدالسلام الرمیلی۔ ابوعبداللہ حسین بن علی الطبری۔ اور اس زمانہ کے دوسرے بزرگوں سے بغداد۔ دمشق۔ مصر بیت المقدس اور اندلس میں رہ کر علم حاصل کیا۔ امام ابوحامد غزالی رح سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ اسی طرح فقیہ ابوبکر الشاشی اور ابوزکریا التبریزی سے بھی علم کی خوشہ چینی کی۔ پھر تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔ علم ادب و بلاغت میں بھی پورا پورا دخل رکھتے تھے۔ محدثین میں سے محمد بن یوسف بن سعادہ۔ حافظ ابوالقاسم السہیلی اور شحنہ بن یحیٰی رعینی ان کے شاگرد ہیں۔ انہیں ہر قسم کی فراغت اور جاہ و ثروت حاصل تھی۔ اشبیلیہ کی قضا بھی ان کے سپرد تھی۔ اسی خدمت کے دوران میں خاص و عام کی تعریف کا مرکز بنے۔ پھر جب اس تعلق سے دستکش ہو گئے تو تصنیف و تالیف کے شغل اور افادہ درس میں اپنے اوقات عزیز کو

[1] بعض نے اسکے بجائے یہ شعر نقل کیا ہے۔ مَنْ يَدْرِ دَارِي وَمَنْ لَمْ يَدْرِ سَوْفَ يُرٰى ؛ عَمَّا قَلِيلٍ نَدِيمًا لِلنَّدَامَاتِ ؛

الحدیث۔ معالم السنن۔ شرح اسماء الحسنیٰ، کتاب العزلہ۔ اور کتاب الغنیہ عن الکلام واہلہ۔ وغیرہ تالیف فرمائیں۔ لغت ابو عمر زاہد سے اور فقہ شافعی ابو علی ابن ابی ہریرہ اور قفال (کبیر) سے حاصل کیا ہے۔ اُن کی وفات ماہِ ربیع الثانی ۳۸۸ھ میں بمقام بُست واقع ہوئی نظم کی طرف بھی میلان تھا۔ چنانچہ یہ چند اشعار ان کی تصنیف ہیں:۔

علامہ خطابی کے چند اشعار

اِرْضَ لِلنَّاسِ جَمِیْعًا مِثْلَ مَا تَرْضٰی لِنَفْسِکَ
سب کے لئے اس چیز کو پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے

اِنَّمَا النَّاسُ جَمِیْعًا کُلُّھُمْ اَبْنَاءُ جِنْسِکَ
کیونکہ یہ سب لوگ تو سب کے سب تیری ہی ہم جنس ہیں

فَلَھُمْ نَفْسٌ کَنَفْسِکَ! وَلَھُمْ حِسٌّ کَحِسِّکَ!
ان کا نفس تیرے نفس کی طرح ہے اور ان کی حس تیری حس کی مثل ہے

ولہ ایضًا

وَمَا غُرْبَةُ الْاِنْسَانِ فِیْ سِعَةِ النَّوٰی وَلٰکِنَّھَا وَاللّٰہِ فِیْ عَدَمِ الشَّکْلِ
انسان کی مسافرت مسافت کی دوری سے نہیں بلکہ قسم بخدا ہم مشرب نہ ہونے کے باعث ہوتی ہے

وَاِنِّیْ غَرِیْبٌ بَیْنَ بُسْتٍ وَاَھْلِھَا وَاِنْ کَانَ فِیْھَا اُسْرَتِیْ وَبِھَا اَھْلِیْ
اور میں بست اور اسکے باشندوں کے درمیان مسافر ہوں اگرچہ میرا کنبہ اور میرے اہل عیال یہاں موجود ہیں

ولہ ایضًا

تَسَامَحْ وَلَا تَسْتَوْفِ حَقَّکَ کُلَّہٗ وَاَبْقِ فَلَمْ یَسْتَوْفِ قَطُّ کَرِیْمٌ
درگذر کر اور اپنے پورے حق کو حاصل نہ کر (بلکہ اس کو) باقی چھوڑ کیونکہ کسی کریم نے اپنا پورا حق کبھی حاصل نہیں کیا۔

وَلَا تَغْلُ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْاَمْرِ وَاقْتَصِدْ کِلَا طَرَفَیْ قَصْدِ الْاُمُوْرِ ذَمِیْمٌ
کسی امر میں حد سے آگے قدم نہ رکھ اور میانہ روی اختیار کر۔ کیونکہ درمیانی حالت کی ہر دو طرف (افراط و تفریط) مذموم ہوتی ہیں

ولہ ایضًا

وَوَصْلَ تَعْلِيقٍ لَمْ يَقَعْ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَصْلُهُ وَتَسْمِيَةَ مُبْهَمٍ وَإِعْرَابَ مُشْكِلٍ وَجَمْعٍ بَيْنَ مُخْتَلِفٍ بِحَيْثُ لَمْ يَفُتْهُ مِنَ الشَّرْحِ إِلَّا الِاسْتِنْبَاطُ وَقَدْ عَزَمْتُ عَلَى أَنْ أَضَعَ عَلَى كُلٍّ مِنَ الْكُتُبِ السِّتَّةِ دِيتَا بَا عَلَى هٰذَا النَّمَطِ لِيَحْصُلَ بِهِ النَّفْعُ بِلَا تَعَبٍ وَبُلُوغُ الْأَرَبِ بِلَا نَصَبٍ حَقَّقَ اللّٰهُ بِمَنِّهٖ وَيُمْنِهٖ ؁ فَصْلٌ فِي بَيَانِ شَرْطِ الْبُخَارِيِّ الخ۔	کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے جن کی طرف پڑھنے والے اور سننے والے کو احتیاج ہوتی ہے۔ (مثلاً) الفاظ کا ضبط۔ غریب باتوں کی تفسیر۔ اختلاف روایات کا بیان۔ ان اخبار میں زیادتی جو بخاری کے طرق میں وارد نہیں ہوئیں نیز اس ترجمہ کا بیان کرنا جس کے الفاظ میں کوئی حدیث مرفوع وارد ہوئی ہے۔ ان معلقات کا وصل جن کو صحیحین میں موصولاً بیان نہ کیا گیا ہو۔ مبہم کے نام کا اظہار اور مشکل کا ایضاح اور مختلف احادیث کا جمع کرنا گویا استنباط کے علاوہ شرح میں سے کوئی چیز نہ رہی۔ میں نے اس کا بھی

ارادہ کیا کہ تمام صحاح ستہ پر اسی نوعیت کے حواشی لکھوں تاکہ ان سے نفع اندوزی آسان ہو جائے اور بغیر دقت کے مطلب برآری ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو تکمیل تک پہنچائے۔ **فصل** اس میں بخاری کی شرط کا ذکر ہے الخ

معالم السُّنن شرح سُنن ابی داوٗد۔ خطابی

یہ کتاب خطابیؒ کی تصنیف ہے۔ جن کا نام ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب خطابی بُستی ہے۔ ان کی بہت سی مفید و نافع تصنیفات ہیں۔ مکہ معظمہ میں ابن الاعرابی سے اور بغداد میں اسمٰعیل بن محمد صفّار اور اسی طبقہ کے دوسرے علماء سے اس علم کو حاصل کیا۔ بصرہ میں ابوبکر بن داسہ سے اور نیشاپور میں ابوالعباس اصم سے کتب حدیث کی سند حاصل کی۔ حاکم، ابوحامد اسفرایئنی، ابومسعود حسین بن محمد کرابیسی اور ابونصر محمد بن احمد بلخی نے ان کی سے روایت کی ہے اور ان سے اخذ علم کیا ہے۔

ابومنصور ثعالبی نے یتیمۃ الدہر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر ان کے نام میں غلطی کی ہے کہ هُوَ اَبُو سُلَيْمَانَ اَحْمَدُ، ان کی یہی غلطی شہرت پکڑ گئی، تحقیق یہ ہے کہ ان کا نام حمد ہے۔ ان کی زیادہ تر اقامت نیشاپور میں رہی۔ اور اسی شہر میں تصنیف اور تالیف میں مشغول رہے۔ غریب

ؔ سن ولادت ۳۱۹ھ

توشیح علی الجامع الصحیح للسیوطی

یہ کتاب حافظ العصر ابوالفضل (عبدالرحمن) بن ابی بکر سیوطی رح کی تصنیف ہے۔

اس کے اوّل دیباچہ میں اس طرح لکھا ہے:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَجْزَلَ لَنَا الْمِنَّۃَ بِاَنْ جَعَلَنَا مِنْ حَمَلَۃِ السُّنَّۃِ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ شَھَادَۃً اُعِدُّھَا لِھَوْلِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ جُنَّۃً وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ الْمَبْعُوْثُ اِلٰی کَافَّۃِ الْاِنْسِ وَالْجِنَّۃِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ جَعَلَ حُبَّھُمْ اٰیَۃَ الْاِیْمَانِ وَمَظِنَّۃَ الْفَوْزِ ھٰذَا تَعْلِیْقٌ عَلٰی صَحِیْحِ الْاِسْنَادِ شَیْخِ الْاِسْلَامِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْبُخَارِیِّ مُسَمًّی بِالتَّوْشِیْحِ یَجْرِیْ مَجْرٰی تَعْلِیْقِ الْاِمَامِ بَدْرِ الدِّیْنِ الزَّرْکَشِیِّ الْمُسَمّٰی بِالتَّنْقِیْحِ وَیَفُوْقُہٗ بِمَا حَوَاہُ مِنَ الزَّوَائِدِ یَشْتَمِلُ عَلٰی مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ الْقَارِیُٔ وَالْمُسْتَمِعُ مِنْ ضَبْطِ اَلْفَاظِہٖ وَتَفْسِیْرِ غَرِیْبِہٖ وَبَیَانِ اِخْتِلَافِ رِوَایَاتِہٖ وَزِیَادَۃٍ فِیْ جُزْءٍ لَمْ یَرِدْ فِیْ طُرُقِہٖ وَتَرْجَمَۃٍ وَرَدَ بِلَفْظِھَا حَدِیْثٌ مَّدْفُوْعٌ

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہم پر احسان کیا کہ ہم کو حدیث کا حامل بنایا میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ ایسی شہادت جس سے میں قیامت کی ہولناکی کے لئے سپر (ڈھال) کا کام لینا چاہتا ہوں میں اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور جو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف رسول بنا کر) بھیجے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ ان پر اور ان کی اولاد پر اور ان کے اصحاب پر جن کی محبت کو ایمان کی نشانی اور کامیابی کی علامت بنایا۔ (اس کے بعد عرض ہے) کہ یہ کتاب شیخ الاسلام امیر المومنین ابوعبداللہ البخاری رح کی صحیح الاسناد جامع پر ایک حاشیہ ہے جو توشیح کے نام سے موسوم ہے۔ اور جو اسی طرز پر ہے جسے بدر الدین زرکشی رح نے اپنے حاشیہ تنقیح میں اختیار کیا ہے۔ (بلکہ) اس حاشیہ سے میرا یہ حاشیہ چند ایسے زائد فوائد کی وجہ سے فائق ہے اور ان تمام چیزوں

ے سن ولادت ۸۴۹ھ سن وفات ۹۱۱ھ۔

طاہر بن زبان رواد کی اور ان جیسے بڑے بڑے علماء نے ان کی شاگردی پر فخر و ناز کیا ہے قصیدۂ جیلانیہ کی طرز پر ان کا ایک قصیدہ ہے جس کے بعض ابیات یہ ہیں:۔

اَنَا لِمُرِیْدِیْ جَامِعٌ لِشَتَاتِہٖ	اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَکْبَتِہٖ
میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں	جب زمانہ نکبت وادبار سے اس پر حملہ آور ہو
وَاِنْ کُنْتَ فِیْ ضَیْقٍ وَّکَرْبٍ وَّوَحْشَۃٍ	فَنَادِ بِیَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَتِہٖ
اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو	یا زروق! کہہ کر پکار میں فوراً آموجود ہوں گا۔

ماہِ صفر ۸۹۹ھ میں بلاد طرابلس الغرب میں انکا انتقال ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

بہجۃ النفوس۔ ابن ابی جمرہ

یہ کتاب ابو محمد[1] عبداللہ (بن سعد) بن ابی جمرہ کی تصنیف ہے۔ اس میں تقریباً تین سو حدیثوں کو بخاری سے انتخاب کر کے اُن کی شرح دو جلدوں میں کی ہے۔ اور بہت سے گہرے علوم اور حقائق خفیہ اس میں درج کیے ہیں۔ وہ اس وقت کے عارفین اور اکابر اولیاء میں سے تھے۔ ان سے کرامتیں بھی بہت سی ظاہر ہوئی ہیں۔ ان کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے جو خود انہوں نے ایک روز فرمایا تھا۔ اِنِّیْ بِحَمْدِ اللّٰہِ لَمْ اَعْصِ اللّٰہَ (یعنے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے اللہ پاک کی کبھی نافرمانی نہیں کی)۔ اُن کے شاگرد رشید ابو عبداللہ ابن الحاج ہیں۔ جو مذہب مالکی کی کتاب المدخل کے مصنف ہیں۔ ابن الحاج نے اپنے شیخ کی کرامات اور ان کے حالات کا مجموعہ بھی تالیف کیا ہے۔ ابن مرزوق حفید نے شرح مختصر خلیل میں کسی سلسلہ میں لکھا ہے کہ اِنَّ ابْنَ اَبِیْ جَمْرَۃَ وَتِلْمِیْذَہٗ اِبْنُ الْحَاجِ لَا یُعْتَمَدُ عَلَیْہِ فِیْ نَقْلِ الْمَذَاہِبِ (یعنے ابن ابی جمرہ اور اُن کے شاگرد ابن الحاج پر نقل مذاہب میں اعتماد نہ کرنا چاہیئے)۔

اس کلام سے در اصل مختصر خلیل کے مؤلف پر اعتراض مقصود ہے جن کا زیادہ تر اعتماد نقل مذاہب میں مدخل ابن الحاج ہے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] المتوفی ۶۹۵ھ

حاشیہ شیخ سیدی زروق فاسی علی البخاری

یہ (شہاب الدین) ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برنسی فاسی ہیں۔ جو زروق کے نام سے مشہور ہیں۔ بروز پنجشنبہ بوقت طلوع آفتاب ۲۸ محرم ۸۴۶ھ میں پیدا ہوئے ابھی سات سال کے نہ ہوتے تھے کہ ان کے ماں باپ نے انتقال کیا۔ دیار مغرب کے بڑے بڑے علماء مثلاً فوری۔ محاجی۔ استاد ابوعبداللہ صغیر۔ امام صعابی۔ ابراہیم تازی۔ سیبوسی سخاوی مصری، رصاع دوہمی۔ اور اس مقام کے دیگر بزرگوں سے علوم حاصل کئے ان کے شیخ سیدی زیتون رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حق میں بشارت دی تھی کہ وہ ابدال سبعہ میں سے ہیں حال باطنی میں یہ بلند مرتبہ رکھتے ہوئے علوم ظاہرہ میں بھی ان کی تصانیف نفع بخش اور بہت مفید واقع ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حاشیہ ہے جو نہایت برجستہ واقع ہوا ہے۔ شرح رسالہ ابن ابی زید بھی ہے جو فقہ مالکی میں ہے۔ کتاب ارشاد ابن عسکر جو فقہ مالکی کی مشہور کتاب مختصر شیخ خلیل کے چند ابواب کی شرح ہے، اس کی شرح لکھی۔ شرح قرطبیہ۔ شرح راغلبیہ، شرح عافیہ، شرح عقیدہ قدسیہ۔ بست و چند شرح بر حکم شیخ تاج ابن عطاء اللہ اسکندرانی۔ شرح حزب البحر۔ شرح مشکوٰۃ الحزب الکبیر۔ شرح حقائق المقری، شرح اسماء حسنیٰ۔ شرح مراصد۔ جو ان کے شیخ ابوالعباس احمد بن عقبۃ الحضرمی کی تصنیف ہے۔ نصیحۃ کافیہ اور اس کا مختصر۔ اعانۃ المتوجہ المسکین علی الطریق القیم والتمکین۔ قواعد التصوف[۱]۔ جو حسن اور خوبی میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ حوادث الوقت جو نہایت نفیس کتاب ہے اور سو فصلوں میں اس زمانہ کے فقیروں کی بدعات کے رد میں تالیف کی ہے، علم حدیث میں بھی ایک مختصر رسالہ لکھا ہے نیز اپنے احباب کے لئے بہت سے ایسے مراسلات تحریر فرمائے جن میں ان کو آداب حکم مواعظ و لطائف سلوک لکھے تھے۔

الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبۂ کمال کو ظاہر کرنا تحریر و بیان سے باہر ہے، وہ متاخرین صوفیہ کرام کے ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا ہے شیخ شہاب الدین قسطلانی رح جن کا حال پہلے گزر چکا۔ شمس الدین لقانی۔ خطاب الکبیر،

[۱] قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ۔ کشف الظنون۔

علامہ قسطلانی اور علامہ سیوطی کے مابین واقعہ

شیخ جلال الدین سیوطی رح کو ان سے بڑی شکایت تھی اور گلہ تھا۔ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے مواہب لدنیہ میں میری کتابوں سے مدد لی ہے۔ اور اس میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ میری کتابوں سے نقل کر رہے ہیں یہ بات ایک قسم کی خیانت ہے جو نقل میں معیوب ہے اور حق پوشی ہے جب اس شکایت کا چرچا ہوا اور یہ شکایت شیخ الاسلام زین الدین زکریا الانصاری رح کے حضور میں محاکمہ کی شکل میں پیش ہوئی تو شیخ جلال الدین سیوطی رح نے قسطلانی رح کو بہت سے مواضع میں الزام دیا۔ ان میں سے ایک یہ کہ مواہب کے وہ کتنے مواقع ہیں جو بیہقی سے نقل کیے گئے ہیں۔ اور بیہقی کی مؤلفات اور تصنیفات میں سے کس قدر تصانیف ان کے پاس موجود ہیں۔ اور ذرا یہ بتائیں کہ ان میں سے کن تصنیفات سے انہوں نے نقل کی ہے۔ جب قسطلانی مواضع نقل کی نشان دہی سے عاجز رہے۔ تو سیوطی رح بولے کہ آپ نے میری کتابوں سے نقل کیا ہے۔ اور میں نے بیہقی سے۔ پس آپ کے لئے مناسب اور ضروری تھا کہ آپ اس طرح کہتے۔ نَقَلَ السُّیُوطِیُّ عَنِ الْبَیْهَقِیِّ کَذَا۔ تاکہ مجھ سے استفادہ کا حق بھی ادا ہوتا اور تصحیح نقل کی ذمہ داری سے بھی بری ہو جاتے۔ قسطلانی ملزم ہو کر مجلس سے اٹھے اور یہ بات ہمیشہ دل میں رکھی کہ شیخ جلال الدین سیوطی رح کے دل سے اس کدورت کو دھویا جائے۔ مگر ناکام رہے۔ ایک روز اسی ارادہ سے شہر مصر (قاہرہ) سے روضہ تک پیادہ پا روانہ ہوئے۔ جو دراز مسافت پر واقع تھا۔ شیخ جلال الدین سیوطی رح کے دروازہ پہنچ کر دستک دی۔ شیخ نے اندر سے دریافت کیا کون شخص ہے؟ قسطلانی رح نے عرض کیا کہ میں احمد ہوں۔ برہنہ پا اور برہنہ سر آپ کے دروازہ پر کھڑا ہوں تاکہ آپ کے دل سے کدورت دور ہو۔ اور آپ راضی ہو جائیں۔ یہ سنکر شیخ جلال الدین رح نے اندر ہی سے کہا کہ میں نے دل سے کدورت کا ازالہ کر دیا۔ لیکن نہ دروازہ کھولا اور نہ ان سے ملاقات کی۔

قسطلانی رح کی وفات قاہرہ مصر میں ۷ محرم ۹۲۳ھ کو شب جمعہ میں ہوئی۔ جمعہ کی نماز کے بعد جامع ازہر میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور مدرسہ العینی میں جو ان کے مکان کے قریب ہے دفن کئے گئے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

پھر اس نظم کی بھی ایک شرح لکھی۔ شرح لامیۃ الافعال ابن مالک کو بھی نہایت خوبی اور تحقیق کے ساتھ لکھا ہے۔ فن سیرۃ میں ان کا ایک مختصر رسالہ ہے اور فرائض میں ایک نظم ہے، لیکن افسوس ان کے انتقال کے بعد ان کی کتابیں متفرق اور منتشر ہو گئیں ۲۰ ماہ جمادی الثانی ۸۳۱ھ کو جمعرات کے دن وفات ہوئی۔ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں حضرت شیخ ابو عبداللہ قرشی قدس سرہ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔

ارشاد السّاری۔ قسطلانی

یہ قسطلانی کے نام سے مشہور ہے، اور صحیح بخاری کی شرح ہے۔ یہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن احمد بن محمد بن الحسین قسطلانی مصری شافعی کی تصنیف ہے۔ وہ ۱۲ ذیقعدہ ۸۵۱ھ کو مصر میں پیدا ہوئے اور ابتدائی عمر میں ہی علم قراءت کی تحصیل میں مشغول ہو کر سبعہ کو یاد کیا۔ پھر دوسرے فنون کی جانب توجہ کی۔ صحیح بخاری پانچ مجلسوں میں احمد بن عبدالقادر ساوی کو سنائی۔ اور جامع عمری میں درس اور وعظ میں مشغول ہو گئے۔ ان کا وعظ سننے کے لئے دنیا سمٹتی تھی۔ اور اس میں وہ اپنے وقت کے بینظیر تھے۔ ان کی بات دل کو لگتی تھی۔ ایک مدت دراز کے بعد تصنیف و تالیف کا شوق ہوا۔ چنانچہ بہت سی مقبول تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں۔ ان سب میں بڑی یہ شرح ہے، جس میں فتح الباری اور کرمانی کا پورا پورا اختصار موجود ہے۔ نہ اتنی مختصر ہی ہے، اور نہ اتنی طویل۔ المواہب اللدنیہ بھی ان کی ہی تصنیف ہے۔ جو اپنے باب میں لاثانی ہے۔ العقود السنیۃ فی شرح المقدمۃ الجزریہ لطائف الاشارات فی عشرات القرات۔ اور کتاب الکنز فی وقف حمزۃ وہشام علی الہمزۃ۔ بھی ان کی تصانیف ہیں۔ شاطبیہ کی بھی ایک شرح لکھی ہے۔ جس میں ابن الجزری کی زیادات کو ملا کر وہ فوائد عجیبہ بیان کئے گئے ہیں جو کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے۔ قصیدہ بردہ کی بھی ایک شرح لکھی ہے۔ جس کا نام مشارق الانوار المضیہ ہے۔ آداب صحبۃ الناس میں ایک کتاب لکھی ہے جو نفائس الانفاس کے نام سے مشہور ہے۔ ایک کتاب سیدنا شیخ عبدالقادرؒ کے مناقب میں لکھی ہے جو الروض الزاہر کے نام سے موسوم ہے۔ ان کی ایک کتاب اور ہے جس کا نام تحفۃ السامع والقاری بختم صحیح البخاری ہے۔

طرف ضمیر کو راجع کریں۔ کیونکہ کلام سے مقصود مضاف ہی ہوتا ہے۔

اللامع الصحیح فی شرح جامع الصحیح شمس الدین برماوی

یہ کتاب علامہ محقق شمس الدین محمد بن عبدالدائم برماوی کی تصنیف ہے۔ انکا پورا نام و نسب یہ ہے :۔ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالدائم بن موسیٰ بن عبدالدائم بن عبداللہ نعیمی۔ نعیم کی طرف بصیغۂ تصغیر منسوب ہیں۔ اصل کے اعتبار سے عسقلانی۔ اور سکونت کے لحاظ سے برماوی مصری ہیں۔ شافعی المسلک تھے۔ ۱۵ ذیقعدہ ۷۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائے زندگی ہی سے علمی مشاغل میں نشوونما پائی۔ علم حدیث کو برہان بن جماعۃ۔ تاج الدین بن الفصیح۔ برہان الدین شامی۔ ابن الشیخہ۔ سراج الدین بلقینی۔ زین الدین عراقی اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے حاصل کیا۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ اور علوم عربیہ میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے۔ آخر میں بدرالدین زرکشی کی صحبت اختیار کی اور ان کے شاگردانِ رشید کی جماعت میں داخل ہوئے۔ یہ اپنے زمانہ کے عجیب لوگوں میں سے تھے۔ بہت لکھنے والے تھے۔ اکثر نسخوں کے حاشیے اور تعلیقات بھی لکھے۔ فتویٰ نویسی اور خوشخطی میں بھی ممتاز تھے ان کمالات کے ساتھ ساتھ خوش کلام۔ نیک صورت، باوقار اور کم گفتار تھے۔ زندگی سادہ بسر کرتے تھے۔ محبوبیت اور مقبولیت کا حصہ بھی حق تعالےٰ نے انہیں عنایت فرمایا تھا۔ ان کی تصانیف میں سے ایک یہ بخاری کی شرح ہے جو کرمانی اور زرکشی کا منتخب ہے۔ چند فوائد مقدمہ شرح ابن حجر سے لے کر بھی اس میں درج کئے ہیں۔ اصولِ فقہ میں ان کی کتاب الفیہ ہے جو نہایت عمدہ اور خوبی میں اعلیٰ واقع ہوئی ہے۔ اور کتبِ متقدمین میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

اسی الفیہ کی ایک شرح لکھی ہے۔ جس میں تمام فن کا استیعاب کر لیا گیا ہے۔ اس شرح کے اکثر حصہ میں اصولیوں کے مذہب کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ کتاب البحر المحیط زرکشی سے ماخوذ ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ کتاب نرالی وضع کی واقع ہوئی ہے۔ عمدۃ الاحکام کی بھی ایک شرح لکھی ہے۔ اور اس کے رجال کو نظم میں بیان کیا۔

---

[1] کشف الظنون میں اس کا نام "اللامع الصبیح" درج ہے۔

فَهَلْ مِنْ جَوَابٍ عِنْدَ كُمْ أَسْتَفِيدُهُ	فَمِنْ بَحْرِكُمْ مَازَالَ يُسْتَخْرَجُ الدُّرُّ
تو کیا تمہارے پاس کوئی جواب ہے جس سے میں استفادہ کر سکوں	کیونکہ تمہارے سمندر سے ہمیشہ موتی ہی نکلتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ اس سے مراد لفظ صنبر ہے جو ذیل کے شعر میں ہاج کا فاعل واقع ہوا ہے۔ یہ شعر طرفۃ بن العبد کا ہے۔

بِجِفَانٍ نَعْتَرِي نَادِيَنَا	وَسَدِيفٍ حِينَ هَاجَ الصِّنَّبِرْ

یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں۔

زَمَانِي زَمَانِي بِمَا سَاءَنِي	فَجَاءَتْ نُحُوسٌ وَغَابَتْ سُعُودُ
میری زمانہ نے مجھ کو رنجیدہ چیزوں سے رنجیدہ کر دیا	گویا نحوست کے ستارے نکل آئے اور نیکبختی کے ستارے غائب ہو گئے
وَأَصْبَحْتُ بَيْنَ الْوَرَى بِالْمَشِيْبِ	عَلِيلًا فَلَيْتَ الشَّبَابَ يَعُودُ
اب میں بڑھاپے کیوجہ سے مخلوق میں بیمار ہوں	کاش جوانی پھر لوٹ آتی

یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں:-

أَلَا يَا عَذَارِيكَ هُمَا أَوْقَعَا	قَلْبَ الْمُعَنَّى الصَّبِّ فِي الْحَيْنِ نَائِمًا
اے معشوق! اپنے رخساروں کی خبر لے۔ اس لئے کہ انہوں نے میرے مصیبت زدہ حیران دل کو موت کی ہلاکت میں ڈال دیا ہے	
فَجِدْ لَهُ بِالْوَصْلِ وَاسْمَحْ بِهِ	فَكَيْفَ قَدْ هَامَ بِلَا مَيْنٍ نَائِمًا
پس اسکو وصل دے کر اسکے ساتھ سخاوت و بخشش سے پیش آ۔ اور ایسا تو کیوں نہ کرے جبکہ وہ بغیر جھوٹ کے (یعنی سچ مچ) سرگشتہ اور حیران ہے۔	

یہ اپنے استاد سے ایک عجیب لطیفہ نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز اسکندریہ میں ان کے درس میں حاضر تھا۔ ان کے تلامذہ میں سے ایک شخص ان کی کتاب مختصر جو فقہ میں ہے پڑھتا تھا۔ کتاب الحج چل رہی تھی۔ اسی مجلس میں بعض ایسے طلبہ بھی حاضر تھے جو بحث و اعتراض کے زیادہ دلدادہ تھے۔ اتفاقاً اس میں ایک ایسی عبارت واقع ہوئی جس میں مضاف الیہ کی طرف ضمیر راجع ہوتی تھی۔ طالب علم مذکور نے جرأت کر کے استاد سے پوچھا نحوی کہتے ہیں کہ مضاف الیہ کی طرف ضمیر کو نہیں پھیرنا چاہیئے تو پھر یہ عبارت کیسے درست ہوئی؟ شیخ نے فوراً جواب میں یہ آیہ پڑھی۔ قال اللہ تعالیٰ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا۔ یعنی یحمل کی ضمیر حمار کی طرف جو مضاف الیہ ہے راجع ہے۔ اس جواب میں جو لطافت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ مضاف الیہ کی طرف ضمیر کا لوٹانا منع نہیں ہے البتہ اگر مضاف اور مضاف الیہ دونوں کی طرف ضمیر کا راجع کرنا ممکن ہو تو اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ مضاف کی

تقی الدین بن حجة اور ناصر الدین البارزی (کاتب السر) ان کی پرورش وحمایت کے لئے کمربستہ ہوئے اور ان کا حال ایک حد تک اصلاح پذیر ہوگیا۔ پھر وہاں سے یمن کی طرف رحلت کی اور وہاں سے بلادِ ہند پہنچے۔ اور شہر احمد آباد و گجرات میں جو اس وقت حسن آباد کے نام سے مشہور تھا آئے۔ یہاں انھیں اقبال نصیب ہوا۔ اور انہوں نے سلطانِ وقت سے بہت فائدہ اٹھایا۔ اب ان کی زندگی نہایت خوشحالی سے گزرنے لگی۔ یہاں تک کہ ماہ شعبان ۸۲۸ھ میں انتقال ہو گیا۔ چونکہ ان کی موت ناگہانی واقع ہوئی تھی۔ اس وجہ سے لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ کسی نے ان کو زہر دیدیا ہے۔ واللہ اعلم (آپ شہر گلبرکہ، دکن میں مدفون ہیں)۔

علم حدیث میں ان کی صرف یہی شرح ہے مگر علم ادب میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں سے شرح تسہیل اور شرح خزرجیہ ہے، عروض میں اُن کی تالیف جواہر البحور ہے۔ الفواکہ البدریہ بھی اُن ہی کی منظومات میں سے ہے۔ مقاطع الشرب اور نزول الغیث فی الاعتراض علی الغیب الذی انسجم فی شرح لامیة العجم و الغیث الذی انسجم بھی ان کی تالیف کردہ ہے۔ یہ (شرح لامیة العجم) علامہ صفدی کی تالیف ہے، جو صلاح الدین کے لقب سے ملقب اور علم ادب میں یکتا و مشہور ہیں۔ جواہر البحور کی ایک شرح بھی لکھی ہے۔ اور تحفة الغریب فی شرح مغنی اللبیب بھی اُن (بدر الدین) کی ہی تالیف ہے۔ ان کی منظومات میں سے یہ چند اشعار سپرد قلم ہیں:

علامہ بدر الدین دمامینی کے چند اشعار

اَیَا عُلَمَاءَ الْهِنْدِ اِنِّیْ سَائِلٌ	فَمُنُّوْا بِتَحْقِیْقٍ بِهٖ یَظْهَرُ السِّرُّ
اے علماء ہند میں ایک سوال پیش کرتا ہوں	پس از کو حل کر نیوالی تحقیق سے واقف فرما کر مجھ کو ممنون فرمائیں
۱ اَرٰی فَاعِلًا لِلْفِعْلِ اُعْرِبَ لَفْظُهٗ	بِجَرٍّ وَلَا حَرْفٌ بِهٖ یُمْكِنُ الْجَرُّ
ایک فعل کا فاعل ہے جسے جر کا اعراب دیا گیا ہے	حالانکہ کوئی حرف ایسا نہیں ہے جس سے جر دیا جا سکے
وَلَیْسَ بِمَحْكِیٍّ وَلَا بِمُجَاوِرٍ	لِذِی الْخَفْضِ وَالْاِنْسَانُ بِالْبَحْثِ یَضْطَرُّ لِلْجَبْرِ
اور نہ وہ محکی ہے اور نہ کسی مجرور کے متصل ہے	اور انسان تفتیش و تحقیق کرنے پر مجبور ہے

(حاشیہ: نحوی جبر)

ل نزول الغیث الذی انسجم فی شرح لامیة العجم للصفدی۔ ۲ بعض نے یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔

فما فاعل قد جر بالخفض لفظه	صریحا ولا حرف یکون به جر

ان اشعار کی لطافت کے باعث میں چاہتا ہوں کہ ان کو نقل کروں۔ جب اس نے اپنے قریب ایک کبوتری کو نوحہ زن دیکھا تو یہ ابیات نظم کئے۔

ابی فراس بن حمدان کے چند اشعار

أقولُ وقد ناحتْ بقربي حمامةٌ — أيا جارتا هل تشعرينَ بحالي

جب میرے قریب میں ایک کبوتری نوحہ زن ہوئی تو میں اس سے کہتا ہوں اے میری پڑوسن کیا تجھ کو میرے حال کی کچھ خبر ہے۔

معاذ النوى ما ذقتِ طارقة النوى — ولا خطرت منكِ الهمومُ ببالِ

غم فرقت سے پناہ۔ خدا کرے تو کبھی کھٹکا دینے والی جدائی کا مزہ نہ چکھے۔ اور نہ کبھی غم تیرے دل میں واقع ہو

أيا جارتا ما أنصف الدهرُ بيننا — تعالي أقاسمكِ الهمومَ تعالي

اے پڑوسن! میرے تیرے درمیان زمانے نے انصاف نہیں برتا — چلی آ تاکہ ہم غم کو باہم تقسیم کرلیں چلی آ

تعالي ترَي روحاً لديَّ ضعيفةً — تردد في جسمٍ يعذَّبُ بالِ

آجا تاکہ تو میرے پاس ایک ایسی کمزور روح کو دیکھے — ایسے جسم میں جو بوسیدہ ہوگیا ہے اور عذاب دیا جاتا ہے

أيضحكُ مأسورٌ وتبكي طليقةٌ — ويسكتُ محزونٌ ويندبُ سالي

کیا قیدی ہنستا ہے اور آزاد روتا ہے — (کیا) غمزدہ خاموش رہتا ہے غمگین اور بے غم نوحہ گر ہوتا ہے

لقد كنتُ أولى منكِ بالدمعِ مقلةً — ولكنَّ دمعي في الحوادثِ غالي

بیشک میری آنکھ آنسو کیلئے تجھ سے زیادہ مستحق تھی — لیکن میرے آنسو حوادث میں بہنے سے بالاتر ہیں

بدرالدین رح کی ولادت ۷۶۳ھ میں ہوئی۔ ابتدا ہی سے تحصیل علم میں مشغول رہے۔ اور اسی میں نشوونما پائی۔ سرعت ادراک اور قوت حافظہ میں اپنے ہمعصروں میں یکتا تھے۔ خصوصاً علوم ادبیہ، نحو اور نظم و نثر میں تو سب پر صاف برتری حاصل تھی۔ فقہیات، علم شروط اور سجلات میں بھی اصحاب فن کے ساتھ مشارکت تامہ رکھتے تھے۔ جامع ازہر میں ایک عرصہ تک علم نحو کے درس میں مشغول رہے۔ پھر اسکندریہ لوٹ آئے۔ تحصیل مال کی طرف راغب ہوئے تو ایک بڑا کارخانہ کھولا اس میں بہت سے جولاہوں کو اجرت پر رکھ کر کام میں لگایا۔ تقدیر الٰہی سے عمارت کارخانہ میں آگ لگ گئی۔ اور سوت وروئی نیز اس صنعت کا بہت سا سامان نذر آتش ہوگیا۔ بہت سا قرض ان کے ذمہ باقی رہ گیا۔ جب قرضداروں نے تنگ کرنا شروع کیا تو مجبوراً اسکندریہ سے صعید (بالائی مصر) کی طرف چل دیئے۔ قرضداروں نے بھی ان کا تعاقب کیا۔ آخر قاہرہ میں گرفتار ہو کر آئے

پیدا ہوئے۔ حافظ علاؤ الدین مغلطائی رح کے شاگردوں میں سے ہیں۔ جمال الدین اسنوی رح
سے بھی فن حدیث میں استفادہ کیا۔ فقہ اور علم حدیث ابن کثیر رح اور اذرعی رح سے خصوصیت
کے ساتھ رکھتے ہیں۔ بہت صاحب تصنیف تھے۔ بالخصوص آپ نے فقہ شافعی رح اور علوم
قرآن کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے تخریج احادیث الرافعی ہے، جو پانچ
جلدوں میں ہے، الخادم الرافعی بیس جلدوں میں ہے۔ اور بخاری کی ایک دوسری شرح لکھی ہے جو
بہت طویل ہے جسے شرح ابن ملقن سے ملخص کیا ہے۔ اور بہت سے دیگر مسائل کا ان میں اضافہ
کیا ہے۔ دو جلدوں میں جمع الجوامع کی شرح بھی لکھی ہے۔ منہاج کی شرح دس جلدوں میں اور
اس کی مختصر کی شرح کو دو جلدوں میں تالیف کیا۔ اصول فقہ میں تجرید بھی ان کی تالیف ہے۔ جو
تین جلدوں میں ہے اور متوسط درجہ کی ایک شرح بھی لکھی ہے۔ آپ نے (قاہرہ میں) ۱۳ رجب
۷۹۴ھ میں وفات پائی

تعلیق المصابیح ابواب الجامع الصحیح

بدر الدین دمامینی

یہ کتاب ابو عبد اللہ محمد بن (ابی بکر بن) عمر بن ابی بکر قرشی مخزومی اسکندری کی تصنیف
ہے۔ ان کا لقب بدر الدین ہے۔ اور دمامینی (یا ابن الدمامینی) کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ اس حدیث کی شرح میں (جس میں حضرت صفیہؓ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے اور وہ آپؐ کی زیارت کے لئے مسجد میں
تشریف لائی تھیں۔ جب مکان کو واپس جانے لگیں تو چونکہ رات زیادہ ہو گئی تھی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم انہیں پہنچانے کے لئے مسجد سے باہر تشریف لائے۔ راستے میں ایک انصاری
ملے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ دیکھ کر ایک طرف
ایک گوشے میں ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تعالیا انہا صفیۃ (یعنی
کچھ فکر مت کرو چلے آؤ یہ صفیہ ہیں) یہ کہتے ہیں کہ تعال کا لام ہمیشہ مفتوح پڑھا جاتا ہے
خواہ مفرد سے خطاب کیا جائے یا غیر مفرد سے، خواہ مذکر سے یا مؤنث سے۔ ابی فراس ابن حمدان
کے بہت سے محمود اشعار میں مؤنث کو خطاب کرنے کے وقت لام کا کسرہ بھی واقع ہوا ہے

فهل في مسند ما ادّعي   او اثر يرويه اهل الكمال

پس کیا کسی مسند میں یہ دعوی کی ہوئی حدیث موجود ہے   یا کوئی اثر ہے جس کو اہل کمال روایت کرتے ہیں

بيّن رعاك الله يا سيدي   جواب ما ضمنته في السؤال

اے میرے سردار! خدا آپ کی حفاظت کرے   میرے سوال کا جواب بیان فرمائیے۔

لا زلت يا مولى لنا دائما   في الحال والماضي كذا في المآل

آپ ہمیشہ سلامت رہیں   زمانہ حال اور ماضی میں اور ایسے ہی آخرت میں بھی

حافظ ابن حجرؒ نے اس کے جواب میں فوراً یہ اشعار لکھ کر روانہ کئے :-

اهلا بها بيضاء ذات الحجال   بالنقش يزهو ثوبها بالصقال

خوش آمدید اس مسئلہ کو جو خوبصورت سفید ہے جس میں آنکھوں والی اور منقش و صیقل شدہ کپڑوں والی عورت کی طرح رونما ہوا

منّت بوصل بعد فصل شفى   من الم الفرقة بعد اعتلال

جدائی کے بعد وصل کے احسان سے ممنون کیا   جس نے جدائی کے رنج و غم سے شفا بخشی

تسأل هل جاء لنا مسندا   عمّن له المجد سماء الكمال

تمہارا سوال ہے کہ کیا کوئی مسند حدیث اس ذات سے مروی ہے جس کے لئے سماء کمال پر مجد ہے۔

فذم الى العزبة ثكلنا نعم   من بال الف وفي الكف مال

جس میں نکاح نہ کرنے کی مذمت ہو تو ہم کہتے ہیں بیشک اس کے لئے ایسا ذکر جو الفت والا دل اور ہاتھ میں مال رکھتا ہو

اراذل الاموات عزابكم   شراركم عزابكم يا رجال

وہ حدیث یہ ہے کہ ذلیل ترین مردے وہ ہیں جو غیر شادی شدہ ہوں۔ اے لوگو! تم میں بدترین بے شادی شدہ لوگ ہیں

اخرجه الاحمد والموصلي   والطبراني الثقات الرجال

اس کی تخریج احمد و موصلی   اور طبرانی نے کی ہے ثقہ رجال سے

من طرق فيها اضطراب ولا   يخلو من الضعف على كل حال

ایسے طریقوں سے جن میں اضطراب ہے   جو کمزوری سے بہرحال خالی نہیں۔

تنقیح الالفاظ الجامع الصحیح ۔ زرکشی

یہ کتاب بدر الدین محمد بن بہادر بن عبد اللہ الزرکشیؒ کی تصنیف ہے۔ آپ ۷۴۵ھ میں

وَنِّیْ بِرَحْمَتِهٖ لِلْخَلْقِ یَرْزُقُھُمْ — کَمَا عَلَا عَنْ سِمَاتِ الْمُحْدَثَاتِ عَلَا

(وہ رب) جو اپنی رحمت کے ساتھ مخلوق کے قریب ہے جو ان کو رزق دیتا ہے جیسا کہ حوادث کی علامات سے برتر اور عالی ہے

فِیْ مُدَّۃٍ نَحْوَ عِشْرِیْنَ مَضَتْ هَمَلًا — وَلِیَ مِنَ الْعُمْرِ فِیْ ذَا الْیَوْمِ قَدْ کَمُلَا

میں نے (اس کتاب کو تصنیف کیا) اتنی مدت میں کہ تئیس برس بیکار ضائع ہو چکے تھے اور اب آج میری عمر تکمیل کو پہنچی

سِتٌّ وَسَبْعُوْنَ عَامًا رُحْتُ اَحْسِبُهَا — مِنْ سُرْعَۃِ السَّیْرِ سَاعَاتٍ وَّ یَا خَجَلَا

چھہتر سال گزر چکے جن کو میں تیزی سے گزر جانے کے سبب گھڑیاں سمجھتا ہوں۔ ہائے شرمندگی

اِذَا رَاَیْتُ الْخَطَایَا اَوْبَقَتْ عَمَلِیْ — فِیْ مَوْقِفِ الْحَشْرِ لَوْلَا اَنَّ لِیْ اَمَلًا

جب میں نے اپنی خطاؤں کو دیکھا تو انہوں نے موقف حشر میں میرے عمل کو ہلاک کر دیا ہوتا۔ اگر مجھ کو امید نہ ہوتی

تَوْحِیْدُ رَبِّیْ یُنَجِّیْنِیْ وَالرَّجَاءُ لَهٗ — وَخِدْمَتِیْ وَاِکْثَارُ الصَّلٰوۃِ عَلٰی

کہ میرے رب کی توحید اس کو بچائے گی اور امید اسی سے ہے، اور (نیز) میری خدمت اور کثرت سے جناب

مُحَمَّدٍ صَبَاحِیْ وَالْمَسَاءُ وَفِیْ — خُطَبِیْ یُنَظِّمِیْ عَسَاهَا تَمْحَقُ الزَّلَلَا

محمد پر صبح و شام اپنی تقریروں اور نظموں میں درود بھیجا نہ ہوتا۔ قریب ہے کہ وہ (امور) میری لغزشوں کو محو کر دیں

فَاَقْرَبُ النَّاسِ مِنْهُ فِیْ قِیَامَتِهٖ — مَنْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْهِ کَانَ مُشْتَغِلَا

حضرت سے قیامت کے دن قریب تر وہ شخص ہوگا جو — آپ پر درود بھیجنے میں مشغول رہتا ہے

یَا رَبِّ حَقِّقْ رَجَائِیْ وَالْاُولٰی سَمِعُوْا — مِنِّیْ حَدِیْثًا بِعَفْوٍ مِنْكَ قَدْ شَمَلَا

اے رب! میری اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے مجھ سے سنا ہے امیدوں کو محقق کر اپنی اس صفت عفو سے جو یقیناً سب کو شامل ہے۔

شیخ شمس الدین مصری نے حافظ ابن حجر رح کی خدمت میں ایک منظوم سوال لکھ کر بھیجا جو درج ذیل ہے:-

یَا حَافِظَ الْعَصْرِ وَیَا مَنْ لَهٗ — تُشَدُّ مِنْ اَقْصَی الْبِلَادِ الرِّحَالُ

اے حافظ وقت اور اے وہ شخص جس کے لئے — دور دراز مقامات سے لوگ آتے ہیں

وَیَا اِمَامًا لِلْوَرٰی بَابُهٗ — مَحَطُّ اٰمَالِ الثِّقَاتِ الرِّجَالِ

اور اے مخلوق کے امام جس کا دروازہ — ثقہ لوگوں کی امیدوں کا ٹھکانا ہے۔

اِبْنُ الْعِمَادِ الشَّافِعِیُّ اِدَّعٰی — وُرُوْدَ مَا فَاهَ بِهٖ فِی الْمَقَالِ

ابن عماد شافعی نے دعویٰ کیا — کہ حدیث زبان زد خلق صحیح منقول ہے

شِرَارُکُمْ عُزَّابُکُمْ اَنَّهٗ مِنَ — الْخَبَرِ الْمَرْوِیِّ حَقًّا یُقَالُ

یعنی حدیث "تم میں غیر شادی شدہ بدتر ہیں" — صحیح السند احادیث میں سے ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے

چنانچہ عالم تبحر پر یہ امر بخوبی روشن ہے۔ نیز حافظ ابن حجرؒ کا اتقان وانضباطِ علوم بھی جلال الدین سیوطیؒ سے بڑھا ہوا ہے، گو جلال الدینؒ عبور و اطلاع میں اُن سے فی الجملہ زیادہ ہیں۔ ابن حجرؒ کی بہترین تصنیف یہی کتاب فتح الباری فی شرح صحیح البخاری شمار ہوتی ہے۔ جس سے فراغت پر انہوں نے بہت خوشی منائی۔ اور تقریباً پانچسو دینار اس کے ولیمہ میں صرف کئے۔ بخاری پر ان کی ایک دوسری شرح ہدی الساری کے نام سے ہے جو فتح الباری سے بڑی ہے اور اس کا ایک مختصر بھی ہے، لیکن یہ دونوں تکمیل تک نہیں پہنچیں۔ ان کی یہ تصانیف بھی ہیں۔ تعلیق التعلیق۔ اللباب فی شرح قول الترمذی فی الباب۔ اتحاف المہرۃ باطراف الاسانید العشرۃ۔ اطراف المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی۔ تہذیب التہذیب۔ تقریب۔ احتفال ببیان احوال الرجال۔ طبقات الحفاظ۔ الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف۔ الدرایہ فی منتخب تخریج احادیث الہدایہ۔ ہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح والمشکوٰۃ۔ تخریج احادیث الاذکار۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ۔ الاحکام لبیان ما فی القرآن من الابہام۔ نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر۔ شرح النخبہ۔ الافصاح تکمیل النکت علی ابن الصلاح۔ لسان المیزان۔ تبصیر المنتبہ فی تحریر المشتبہ۔ نزہۃ السامعین فی روایۃ الصحابۃ عن التابعین۔ المجموع العام فی آداب الشراب والطعام ودخول الحمام۔ الخصال المکفرۃ للذنوب المقدمۃ والمؤخرۃ۔ توالی التانیس[1] لمناقب ابن ادریس۔ فہرس المرویات۔ نعم السنوح والانوار بخصائص المختار۔ انباء الغمر بابناء العمر۔ الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ۔ بلوغ[2] المرام فی احادیث الاحکام۔ قوۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج۔ الخصال[3] الموصلہ للظلال۔ بذل الماعون فی فضل من صبر فی الطاعون۔ الامتناع بالاربعین المتباینۃ بشرط السماع۔ مناسک الحج۔ الاحادیث العشاریہ۔ الاربعون العالیۃ لمسلم علی البخاری۔ دیوان الشعر۔ دیوان الخطب الازہریہ اور امالی حدیثیہ، جو عدد میں ہزار مجلس سے زائد ہے۔ اپنے انتقال سے قبل اس کتاب کے بارے میں یہ اشعار نظم کئے:۔

یَقُوْلُ رَاجِیْ اِلٰہِ الْخَلْقِ اَحْمَدُ مِنْ ۔۔۔ اَھْلِ الْحَدِیْثِ نَبِیِّ الْخَلْقِ مُنْتَقِلاً

احمد جو اللہ تعالیٰ سے امید رکھنے والا ہے عام مخلوق کے نبی کی حدیثیں نقل کرنے والوں سے ناقل ہے۔

یَدْنُوْا مِنَ الْاَلْفِ اِنْ عُدَّتْ مَجَالِسُہٗ ۔۔۔ تَخْرِیْجُ اَذْکَارِ رَبٍّ نَاقِدٍ وَّ عَلَا

اگر مجالس شمار کی جائیں تو ہزار کے قریب ہیں جن میں اس نے ربّ ناقد و برتر کے اذکار کئے ہیں۔

---

[1] توالی التانیس بمعالی ابن ادریس۔ [2] بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام۔ [3] الخصال الموجبہ للظلال۔

يَقُوْلُ ذَا اَلْكُرْهُوْنِيْ وَذَا يَقُوْلُ اسْتَرَحْنَا وَيَكْذِبَانِ جَمِيْعًا فَمَنْ يَصْدُقُ مِنَّا

یہ کہتا ہے کہ مجھ کو (قاضی بننے پر) مجبور کیا گیا اور وہ کہتا کہ میں (معزول ہوکر) راحت پائی حالانکہ دونوں جھوٹے ہیں پس ہم میں سے کون سچا ہے؟

ان کے لطائف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب سلطان نے مدرسہ مؤیدہ کی بنا کو تمام کیا اور اس کے مناروں میں سے ایک منارہ جو برج شمالی پر بنا ہوا تھا گرنے کے قریب ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے گرا کر پھر از سرِ نو تعمیر کرو۔

اتفاقاً عینی جو بخاری کے شارح ہیں اس منارہ کے نیچے بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ نے یہ قطعہ نظم کر کے بادشاہ کے حضور میں پڑھا۔

علامہ ابن حجر کے چند اشعار

لِجَامِعِ مَوْلَانَا الْمُؤَيَّدِ رَوْنَقٌ مَنَارَتُهُ بِالْحُسْنِ تَزْهُوْ وَبِالزَّيْنِ

ہمارے مولانا مؤید کی جامع مسجد کا منارہ رونق دار اور حسن و زینت کے جامہ میں ظاہر ہوتا ہے۔

تَقُوْلُ وَقَدْ مَالَتْ عَنِ الْقَصْدِ اَمْهِلُوْا فَلَيْسَ عَلٰى جِسْمِيْ اَضَرُّ مِنَ الْعَيْنِ

استقامت چھوڑ کر جھکتے وقت کہتا تھا کہ مجھے مہلت دو کیونکہ میرے جسم پر عینی سے زائد مضر کوئی چیز نہیں ہے

لوگوں نے یہ قصہ عینی تک پہنچایا۔ اور کہا کہ حافظ ابن حجرؒ نے آپ پر تعریض کی ہے۔ بدرالدین عینی اس بات سے بہت خشمناک ہوئے وہ تو خود شعر کہنے پر قادر نہ تھے اس لئے نواجی مشہور شاعر کو بلا کر ابن حجرؒ کی تعریض میں ایک قطعہ نظم کرا کر شائع کرایا۔ وہ پُر لطف قطعہ یہ ہے:

مَنَارَةٌ كَعَرُوْسِ الْحُسْنِ قَدْ جُلِيَتْ وَهَدْمُهَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَالْقَدَرِ

منارہ عروس حسن کی طرح زینت دیا گیا ہے اور اس کا گرنا اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر سے ہے

قَالُوْا اُصِيْبَتْ بِعَيْنٍ قُلْتُ ذَا غَلَطٌ مَا اَوْجَبَ الْهَدْمَ اِلَّا خِطَّةُ الْحَجَرِ

لوگوں نے کہا کہ عینی کی وجہ سے ضرر پایا ہے میں نے کہا یہ غلط ہے اس کا گرنا تو صرف حجر (پتھر) کے علیحدہ ہوجانے سے ہے۔

ابن حجرؒ کی تصانیف ڈیڑھ سو سے زائد ہیں۔ سب کی سب جلال الدین سیوطیؒ کی تصانیف سے بہتر اور محکم تر ہیں۔ کیونکہ جلال الدین سیوطیؒ کی تصانیف اگرچہ تعداد میں زیادہ ہیں لیکن ابن حجرؒ کی تصانیف اکثر کلاں اور کبیر الحجم (ضخیم) ہیں اور ان میں نئے نئے مضامین اور مفید فوائد موجود ہیں۔

قَرَأْتُ بِحَمْدِ اللّٰهِ جَامِعَ مُسْلِمٍ — بِجَوْفِ دِمَشْقَ الشَّامِ عَرْشِ الْاِسْلَامِ
خدا کا شکر ہے میں نے جامع مسلم کو پڑھا ہے — دمشق شام میں جو اسلام کا دل ہے

عَلٰی نَاصِرِ الدِّیْنِ الْاِمَامِ بْنِ جَهْبَلِ — بِحَضْرَةِ حُفَّاظٍ مُجَادِیْهِ اَعْلَامِ
امام ناصر الدین ابن جہبل کے رُو برو — ایسے حفاظ کے حضور میں جو علماء کی حاجتوں کا مرکز ہیں

وَتَمَّ بِتَوْفِیْقِ الْاِلٰهِ وَفَضْلِهِ — قِرَاءَةُ ضَبْطٍ فِیْ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ
اور اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے — پورے ضبط کیساتھ تین دن میں اس کی قرأت تمام ہوئی

سنن کبیر نسائی کو بھی شیخ ابن حجرؒ نے دس مجلسوں میں شرف الدین بن کویک کے روبرو پڑھا ہے۔ ہر مجلس چار ساعت نجومی کے قریب ہوتی تھی۔ جو عرف ہندوستان میں دس دقیقہ کے برابر ہوتی ہے۔ معجم صغیر طبرانی کو بھی جس میں ایک ہزار پانچسو حدیثیں معہ اسناد مروی ہیں۔ ظہر و عصر کے مابین ایک ہی مجلس میں ختم کر ڈالا۔ صحیح بخاری کو دس مجلسوں میں پورا کیا۔ اور ہر مجلس قریب چار ساعت کی (ظہر سے عصر تک) ہوتی تھی۔ غرض ان کے اوقات معمور تھے کسی وقت خالی نہ بیٹھتے تھے۔ تین مشغلوں میں سے ایک شغل میں ضرور مصروف رہتے تھے۔ مطالعہ کتب۔ یا تصنیف و تالیف۔ یا عبادت۔ دمشق میں دو ماہ دس دن تک قیام فرمایا۔ اور اس مدت میں افادۂ عام کی غرض سے کتب حدیث کی سو جلدیں پڑھیں اور تصنیف و تالیف عبادت و دیگر ضروریات کو ان اوقات کے علاوہ انجام دیتے تھے۔ ان کے علم و اوقات میں یہ برکت اور ان کی تصانیف کی اس قدر مقبولیت حضرت شیخ صنافیریؒ کی (جو مشہور صاحب کرامات ولی تھے) دعا کی برکت سے تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابن حجرؒ کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ وہ ایک دن شکستہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو کر شیخ کی خدمت میں پہنچے تو شیخؒ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہو گا جو اپنے علم سے دنیا کو مالا مال کر دے گا۔

علامہ ابن حجر کے لطائف و ظرائف

شیخ ابن حجرؒ کے لطائف و ظرائف میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ عہدۂ قضا سے معزول ہوئے اور شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن علی قایاتی ان کی جگہ قاضی مقرر ہوئے اور دونوں نے ایک جگہ جمع ہو کر کھانا کھایا تو حافظ ابن حجرؒ نے یہ قطعہ پڑھا:

عِنْدِیْ حَدِیْثٌ ظَرِیْفٌ بِمِثْلِهٖ تَلْتَقِیْ — مِنْ قَاضِیَیْنِ یُعَزّٰی هٰذَا وَهٰذَا یُهَنَّا
میرے پاس ایک عجیب ظرافت آمیز بات ہے — کہ دو قاضیوں سے ملاقات ہو جاری ہے ایک کے سامنے اظہار افسوس کیا جارہا ہے اور دوسرے کو

فتح الباری شرح بخاری

ابن حجر عسقلانی

یہ کتاب اور مقدمہ فتح الباری قاضی القضاۃ خاتم الحفاظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد ابن حجر الکنانی العسقلانی المصری الشافعی کی تصانیف ہیں۔
ابوالفضل ۲۳ر شعبان ۷۷۳ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور وہاں سے طلب علم کیلئے اسکندریہ تشریف لے گئے۔ قوص۔ شام۔ حلب۔ حجاز۔ اور یمن میں سیاحت کر کے چشمۂ علم سے سیرابی حاصل کی۔ نظم و نثر میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ان کی تمام تصانیف ایسی مقبول ہوئیں کہ ان کی زندگی ہی میں دور و نزدیک کے لوگ ان کی تصانیف کو طلب کرنے لگے اساتذہ و مشائخ علم حدیث میں ان کی جلالت و عظمت کے قائل تھے۔ اور انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔
ابوالفضل کی وفات ۲۸ر ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں شنبہ کی رات بمقام قاہرۂ مصر ہوئی اور قرافۂ صغریٰ میں مزار بنوالخروبی کے متصل مدفون ہوئے۔ ان کے جنازہ پر آدمیوں کا ہجوم کثرت سے تھا۔ بادشاہِ وقت نے بہ نفس نفیس برکت حاصل کرنے کی غرض سے جنازہ کو کاندھا دیا۔ پھر امرا اور رؤسا شہر دست بدست مزار تک جنازہ کو لے گئے۔

علامہ ابن حجر کے قرات حدیث میں عجائبات

قرات حدیث میں عجیب عجیب کیفیات ان سے ظہور میں آئیں۔ سنن ابن ماجہ کو چار مجلسوں میں ختم کر دیتے تھے۔ صحیح مسلم کو سوا مجلس ختم کے چار مجلسوں میں یعنے دو روز اور چند ساعت میں تمام کر ڈالا۔ مجدالدین لغوی صاحب قاموس بھی جو ابن حجرؒ کے شیخ تھے صحیح مسلم کو بہت تیزی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ دمشق میں ناصرالدین ابوعبداللہ محمد بن جہبل کو سنانے کے لئے باب النصر اور باب الفرج کے درمیان جو مزار نعل شریف نبوی ؐ کے مقابل ہے۔ تین روز میں ختم کیا۔ چنانچہ اس پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کتاب کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے :-

مَشَارِقُ اَنْوَارٍ سُنَّتْ بِسَبْتَةٍ ‏ وَذَا عَجَبٌ کَوْنُ الْمَشَارِقِ بِالْغَرْبِ

انوار سنت کے مشارق مقام سبتہ میں (طلوع کرتے) ہیں ‏ مشرق کا مغرب میں ہونا تعجب ہے

ابو عبداللہ الرشید نے بھی یہ بیت کہا ہے :-

وَمَرْعَی خَصِیْبٌ فِیْ جَدِیْبٍ خَلَا لَہَا ‏ اَلَا فَاعْجَبُوْا لِلْخَصِیْبِ فِیْ مَنْزِلِ الْجَدْبِ

(یہ) خشک و قحط زدہ زمین میں سرسبز چراگاہ ہے ‏ آگاہ ہو اور تعجب کرو اس سرسبزی شادابی پر جو مقام قحط میں ہے

شرح کرمانی بر بخاری

یہ کتاب الکواکب الدراری کے نام سے مشہور ہے۔ انھیں طواف سے فارغ ہونے کے بعد مطاف شریف میں اس نام کا الہام ہوا تھا۔ ان کا نام محمد بن یوسف بن علی بن عبد الکریم کرمانی ہے۔ اور لقب شیخ شمس الدین ہے۔ آخر عمر میں بغداد کو اپنا مسکن بنالیا تھا ۱۶ ر جمادی الآخر ۷۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اول اپنے والد بزرگوار (بہاؤ الدین) کے پاس رہ کر علم حاصل کرتے رہے۔ پھر قاضی عضد الدین یحییٰ سے استفادہ کیا۔ مدتِ دراز تک انہی کی صحبت میں رہے۔ بارہ سال تک ان سے جدا نہ ہوئے، اس کے بعد شہروں کی سیاحت شروع کی۔ علماء مصر، شام، حجاز۔ اور عراق سے مستفید ہو کر آخر بغداد میں مقیم ہوئے۔ اور تیس ۳۰ سال تک وہیں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ دنیا داروں سے بہت گریز کرتے تھے۔ علمی مشغلہ پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ حسن خلق و تواضع میں یکتائے روزگار تھے۔ چونکہ ایک دفعہ کوٹھے (چھت) پر سے گر گئے تھے اور آپ کا ایک پاؤں بیکار ہو گیا اس لئے عصا کے سہارے بغیر نہیں چل سکتے تھے۔ آخر عمر میں حج کا قصد کیا۔ حج سے فارغ ہو کر بغداد کی طرف (جسے آپ نے اپنا مسکن بنالیا تھا) مراجعت فرمائی۔ اثنائے راہ میں ۱۶ ر ماہ محرم ۷۸۶ھ کو بمقام روض مہنا آپ کا انتقال ہو گیا۔ وہاں سے ان کی نعش بغداد پہنچائی گئی۔ آپ نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی رح کے مزار کے جوار میں بنالیا تھا اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرالیا تھا۔ چنانچہ اسی جگہ دفن کئے گئے۔

لہ سبتہ بلادِ مغرب میں ایک شہر ہے۔

فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں آگئی تو (حدیث کی موجودہ) تصانیف یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی۔ فی الحقیقت احادیث کو بلا تکرار بیان کرنے اور حسن ترتیب و اختصار کے لحاظ سے کوئی کتاب اس کی ہمسر نہیں ہے۔ حافظ ابو زرعہؒ نے بھی اس کی صحت پر گواہی دی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ اس کتاب میں ایسی حدیثیں جن کی سندوں میں کچھ خلل ہے یا وہ منہم بانہ صحیح یا شدید النکارۃ ہیں تیس[۱] سے زیادہ نہ ہوں گی۔ اس سنن میں بتیس[۳۲] کتابیں ہیں۔ ایک ہزار[۱۵۰۰] پانچ سو باب اور کل چار ہزار[۴۰۰۰] احادیث پر مشتمل ہے۔ صحیح یہی ہے کہ ماجہ جیم کی تخفیف سے (جس میں جیم پر تشدید نہیں ہے) آپ کی والدہ تھیں۔ ابن میں الف لکھنا چاہئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ابن ماجہ محمد کی صفت ہے نہ کہ عبداللہ کی۔ جس طرح ہے کہ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ازدی میں کہ جو مشہور صحابی ہیں اور اسماعیل بن ابراہیم ابن عُلَیّہ میں جو امام شافعیؒ کے معاصر تھے۔ لفظ "ابن" میں الف لکھنے کا دستور ہے۔ ان کی دیگر تصانیف میں سے کتاب اللہ کی تفسیر اور ایک کتاب التاریخ ہے، ابن ماجہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے، انہیں عراق۔ بصرہ۔ کوفہ۔ بغداد۔ مکہ۔ ہرات۔ مصر۔ واسط۔ رے۔ اور دیگر اسلامی شہروں میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ حدیث کے تمام علوم سے واقفیت و شناسائی رکھتے تھے۔ جبارۃ بن المغلس۔ ابراہیم بن المنذر، ابن نمیر۔ ہشام بن عمار۔ اور اسی طبقہ کے دوسرے محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔ ابوبکر بن ابی شیبہ سے زیادہ تر استفادہ کیا۔ ابوالحسن کی سنن کے راوی ہیں ان کے شاگرد رشید ہیں۔ مگر ابو عیسیٰ ابہری اور دوسرے بڑے لوگوں نے ان (ابوالحسن) کو بڑوں میں شمار نہیں کیا۔ ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ میں دوشنبہ کے روز ابن ماجہؒ کا انتقال ہوا۔ اور سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے۔

مشارق قاضی عیاض

یہ کتاب گویا موطا و صحیحین کی شرح ہے[۱]۔ قاضی عیاض (اس کے مؤلف) ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض یحصبی سبتی ہیں۔ (المتوفی ۵۴۴ھ) حافظ ابو عمرو ابن الصلاح نے اس

---

[۱] اس کا پورا نام "مشارق الانوار علی صحاح الآثار" ہے۔

امام نسائیؒ کی موت کا واقعہ

اُن کی موت کا واقعہ یہ ہے کہ جب آپ مناقب مرتضوی (کتاب الخصائص) کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انھوں نے چاہا کہ اس کتاب کو دمشق کی جامع مسجد میں پڑھ کر سنائیں تاکہ بنی امیہ کی سلطنت کے اثر سے عوام میں ناصبیہ کی طرف جو رجحان پیدا ہو گیا تھا اسکی اصلاح ہو جائے ابھی اسکا تھوڑا سا حصہ ہی پڑھنے پائے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا امیر المؤمنین معاویہؓ کے مناقب کے متعلق بھی آپ نے کچھ لکھا ہے؟ تو نسائیؒ نے جواب دیا کہ معاویہؓ کے لئے یہی کافی ہے کہ برابر سرابر چھوٹ جائیں۔ ان کے مناقب کہاں ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا تھا کہ مجھے ان کے مناقب میں سوائے اس حدیث لا اشبع اللہ بطنہ کے اور کوئی صحیح حدیث نہیں ملی۔ پھر کیا تھا لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور شیعہ شیعہ کہہ کر مارنا پیٹنا شروع کیا۔ ان کے خصیتین میں یا چند شدید ضربیں ایسی پہنچیں کہ نیم جان ہو گئے۔ خادم انھیں اٹھا کر گھر لے آئے۔ پھر فرمایا کہ مجھے ابھی مکہ معظمہ پہنچا دو۔ تاکہ میرا انتقال مکہ یا اس کے راستہ میں ہو۔ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات مکہ معظمہ پہنچنے پر ہوئی۔ اور وہاں صفا و مروہ کے درمیان دفن کئے گئے۔ ۱۳ صفر ۳۰۳ھ پیر کے دن آپ کا انتقال ہوا۔ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ مکہ جاتے ہوئے راستہ میں رملہ (فلسطین میں) انتقال ہوا۔ پھر وہاں سے آپ کی نعش مکہ معظمہ پہنچائی گئی۔ واللہ اعلم۔

سُنن ابن ماجہ

یہ کتاب ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ قزوینی ربعی کی تصنیف ہے۔ ربعی راء اور بار دونوں کے فتحہ کے ساتھ، ولاء کی طرف نسبت ہے۔ ابن خلکان بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ عرب کے متعدد قبیلوں کا نام ہے معلوم نہیں کہ ان بزرگ کی نسبت ان میں سے کس کی طرف ہے۔ قزوین عراق عجم کا مشہور شہر ہے۔ ابن ماجہؒ نے بہت سی مفید اور نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ سُنن ہے جس کا صحاح ستہ میں شمار ہے وہ جب اس کی تالیف سے فارغ ہوئے تو اسے ابو زرعہ رازیؒ کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اسے دیکھ کر

اور ابن الاحمر کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ دونوں تالیفات (سنن صغریٰ و سنن کبریٰ) ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی کی ہیں۔ اس لفظ (نسائیؔ) میں سین کے بعد ہمزہ مکسور اور بغیر مد کے ہے یہ نسبت نسار کی طرف ہے جو خراسان کا ایک مشہور شہر ہے۔ کبھی عرب لوگ اس ہمزہ کو واؤ سے بدل کر نسبت کرنے میں نسوی بھی کہا کرتے ہیں۔ اور قیاس کے مطابق بھی یہی ہونا چاہیئے۔ لیکن مشہور نسائی ہی ہے۔ یہ علم حدیث کے ایک رکن ہیں۔ ان کی ولادت سنہ ۲۱۴ھ میں ہوئی۔ خراسان، حجاز، عراق، جزیرہ، شام، مصر، اور ان کے علاوہ شہروں میں گشت کرکے بہت سے اکابر شیوخ سے ملاقات کی۔ سب سے پہلے قتیبہ بن سعید بغلانی بلخی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت پندرہ ۱۵ برس کے تھے۔ ان کی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر علم حدیث حاصل کیا۔ ان کے مناسک سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شافعی المذہب تھے۔ صوم داؤدی پر ہمیشہ عمل پیرا رہتے تھے۔ باایں ہمہ کثیر الجماع تھے۔ چنانچہ چار عورتیں آپ کے نکاح میں تھیں۔ اور ہر ایک کے پاس ایک ایک شب رہتے تھے۔ ان کے علاوہ لونڈیاں بھی موجود تھیں۔

مجتبیٰ کی تالیف کا سبب

جب سنن کبریٰ کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو امیر وقت نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کی یہ کتاب تمام صحیح ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں، اس میں حسن و صحیح دونوں موجود ہیں۔ اس امیر نے عرض کیا کہ ان تمام احادیث میں سے جو صحت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوں میرے لئے ان سب کا مجموعہ مرتب فرما دیجئے، تو انھوں نے مجتبیٰ تصنیف فرمائی۔

لفظ مجتبیٰ تار فوقانیہ کے بعد بار موحدہ کے ساتھ زیادہ مشہور ہے، بعض نے بجائے بار کے نون سے پڑھنا جائز رکھا ہے۔ بہرحال دونوں لفظوں کے معنے قریب قریب ہیں۔ اجتبار جو بار موحدہ سے ہے اس کے معنے انتخاب اور برگزیدہ کرنے کے ہیں۔ اور اجتنار جو نون سے ہے اس کے معنے درخت سے پختہ میوہ چننے کے ہیں۔

---

۵ بعض کے نزدیک ۲۱۵ھ سن ولادت ہے۔

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ : مَا يَكْفِيكَ أَنْ تُكَنَّى بِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنَّانِي فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَإِنَّا فِي جَلْجَتِنَا فَلَمْ يَزَلْ يُكَنَّى بِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ حَتَّى هَلَكَ ۔ اِنْتَهٰی ۔ اَلْجَلْجَةُ[1] بِجِيمَيْنِ بَيْنَهُمَا لَامٌ مَفْتُوحَةٌ اَلْأَمْرُ الْمُضْطَرِبُ ۔

شعبہ کی کنیت بھی ابوعیسیٰ تھی تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم کو ابو عبداللہ کی کنیت کافی نظر نہیں آتی ۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کنیت کے ساتھ پکارا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں اور بھول چوک اللہ تعالےٰ نے معاف فرمادی تھیں اور ہم تو ایک امر مضطرب میں مبتلا ہیں پھر انہوں نے مرتے دم تک اپنی کنیت ابو عبداللہ ہی رکھی ۔

" اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنَّانِي " کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوعیسیٰ کہہ کر بلایا اور پکارا ہے نہ یہ کہ آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ تیری کنیت ابوعیسےٰ ہے ۔ حضرت عمرؓ کے کلام کے معنے یہ ہیں کہ ابوعیسیٰ کی کنیت مکروہ ہے ۔ یہ کنیت نہ رکھنی چاہئے ۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اس کنیت کے ساتھ پکار لیا تو تمہارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اسے اپنی کنیت قرار دو ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی صرف بیان جواز کیلئے ایک امر اولیٰ کو ترک فرمادیا کرتے تھے اور آپ کے لئے یہ ترک اولیٰ کراہیت سے پاک تھا آپ کو یہ ضرورت بھی محض تبلیغ حکم کی وجہ سے پیش آتی تھی ۔ اور مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ کے معنے بھی یہی ہیں ۔

سُنن صغریٰ نسائی

یہ کتاب مجتبیٰ کے نام سے مشہور ہے ۔ ابن السُّنّی جو مشہور محدث ہیں اس کے راوی ہیں ۔ ان کا نام و کنیت یہ ہے ۔ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السّنّی الدینوری ۔ (المتوفی ۳۶۴ھ)

سُنن کبرےٰ نسائی

یہ نسخہ ابن الاحمر کی روایت سے مروی ہے ۔ ان کا نام و کنیت ابوبکر محمد بن معاویہ ہے ۔

---

[1] حلجہ میں دو جیم ہیں اور ان دونوں کے درمیان لام مفتوح ہے اور اس کے معنے ہیں امر مضطرب ۔

كَتَبْنَاهُ رَوَيْنَاهُ لِنَرْوِيَ — مِنَ التَّسْنِيمِ فِي دَارِ النَّعِيمِ

ہم نے اس کو لکھا کر اس کی روایت کی ہے — تاکہ ہم جنت میں آبِ تسنیم سے سیرابی حاصل کریں

وَغَاصَ الْفِكْرُ فِي بَحْرِ الْمَعَانِي — فَأَدْرَكَ كُلَّ مَعْنًى مُسْتَقِيمٍ

جب فکر نے معانی کے سمندر میں غوطہ لگایا — تو وہ ہر درست معنی تلاش کر کے لایا

جَزَى الرَّحْمٰنُ خَيْرًا بَعْدَ خَيْرٍ — أَبَا عِيسٰى عَلَى الْفِعْلِ الْكَرِيمِ

خدا تعالیٰ ابو عیسیٰ کو انکے نیک کام کے بدلے میں — پے در پے جزائے خیر عطا فرمائے

ابو عیسیٰ کنیت رکھنے پر بحث

۱۳ رجب ۲۷۹ھ[1] میں شب دوشنبہ کو خاص ترمذ میں امام ترمذی رح کی وفات ہوئی۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ایک باب باندھا ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ مَا يُكْرَهُ لِلرَّجُلِ اَنْ يُكْتَنٰى بِهِ اور اس کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا اكْتَنَى بِأَبِي عِيسَى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عِيسَى لَا أَبَ لَهُ۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ضَرَبَ ابْنًا لَهُ اكْتَنَى بِأَبِي عِيسَى فَقَالَ إِنَّ عِيسَى لَيْسَ لَهُ أَبٌ۔ انتہی۔

موسیٰ بن علی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ عیسیٰ کے تو باپ نہیں تھے۔ فضل بن دکین، عبد اللہ بن عمر بن حفص، زید بن اسلم، اسلم سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رض نے اپنے لڑکے کو مارا جنہوں نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تھی اور کہا کہ عیسیٰ کے باپ نہیں تھے۔

سنن ابو داؤد کی کتاب الادب میں اس طرح آیا ہے بَابُ الرَّجُلِ يَتَكَنّٰى بِأَبِي عِيسٰى۔ اس کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ ابْنًا لَهُ تَكَنّٰى أَبَا عِيسٰى وَأَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ تَكَنّٰى بِأَبِي عِيسٰى

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رض نے اپنے بیٹے کو اس بات پر مارا کہ انہوں نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تھی، اور یہ کہ مغیرہ بن

---

[1] سن ولادت ۲۰۹ھ ہے۔

انہوں نے بھی یک زبان ہو کر اس کی مدح فرمائی۔ پھر علماء خراسان کے روبرو پیش کیا تو انہوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ بعد ازاں میں نے اس کی ترویج و تشہیر کی کوشش کی۔

امام ترمذیؒ یہ بھی فرماتے تھے کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا اس گھر میں پیغمبر علیہ السلام ہیں جو تکلم فرماتے ہیں۔ بعض علماء اندلس نے اس کتاب کی تعریف میں نظم لکھی ہے جو یہاں لکھی جاتی ہے:

جامع ترمذی کی مدح میں علمائے اندلس کی نظم

كِتَابُ التِّرْمِذِيِّ رِيَاضُ عِلْمٍ — حَكَتْ أَزْهَارُهُ زَهْرَ النُّجُوْمِ
کتاب ترمذی گویا علم کے ایسے باغات ہیں — جن کے پھول روشن ستاروں کے مشابہ ہیں

بِهِ الْآثَارُ وَاضِحَةٌ أُبِيْنَتْ — بِأَلْفَاظٍ أُقِيْمَتْ كَالرُّسُوْمِ
اس میں واضح آثار ایسے الفاظ کے ساتھ بیان — کئے گئے ہیں جو مثل نشانات قائم ہیں

وَأَعْلَاهَا الصِّحَاحُ وَقَدْ أَنَارَتْ — نُجُوْمًا لِلْخُصُوْصِ وَلِلْعُمُوْمِ
ان کی اعلیٰ قسم تو صحیح ہے جس نے — خاص و عام کیلئے ستاروں کو روشن کر دیا

وَمِنْ حَسَنٍ يَلِيْهَا أَوْ غَرِيْبٍ — وَقَدْ بَانَ الصَّحِيْحُ مِنَ السَّقِيْمِ
اس میں بعض احادیث حسن ہیں اور بعض غریب — گویا صحیح سقیم سے ممتاز ہو گئی ہیں

فَعَلَّلَهُ أَبُوْ عِيْسٰى مُبَيِّنًا — مَعَالِمَهُ لِأَرْبَابِ الْعُلُوْمِ
پھر ابو عیسیٰ نے سقیم کو معلول کر کے اس کی علامتوں کو — اہل علم کے لئے ظاہر کر دیا ہے

وَطَرَّزَهُ بِآثَارٍ صِحَاحٍ — تَخَيَّرَهَا أُولُو النَّظَرِ السَّلِيْمِ
اور اس کو ایسے آثار صحیحہ کے ساتھ منقش کیا ہے — جن کو اہل نظر حضرات نے پسند فرمایا

مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ قِدْمًا — وَأَهْلِ الْفَضْلِ وَالنَّهْجِ الْقَوِيْمِ
پہلے اگلے علماء و فقہاء — اور اہل فضل اور اصحاب طریقہ مستقیم نے

فَجَاءَ كِتَابُهُ عِلْقًا نَفِيْسًا — تَفَقَّهَ فِيْهِ أَرْبَابُ الْعُلُوْمِ
ان کی کتاب ایسی عمدہ نفیس (چیز بن) گئی ہے — جس کی طرف اہل علم راغب ہیں

وَيَقْتَبِسُوْنَ مِنْهُ نَفِيْسَ عِلْمٍ — يُفِيْدُ النَّفْسَ أَسْنَى الرُّسُوْمِ
وہ اس سے عمدہ علم حاصل کرتے ہیں — جو ان کے نفوس کو عمدہ علامات کا فائدہ دیتا ہے

مذہب اور اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک کا استدلال بیان کیا گیا ہے۔ سوم اس وجہ سے کہ اس میں حدیث کے انواع مثلاً صحیح۔ حسن، ضعیف، غریب، اور معلل بہ علل وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے چہارم اس وجہ سے کہ اس میں راویوں کے نام، اُن کے القاب اور کنیت کے علاوہ اُن فوائد کو بھی بیان کیا گیا ہے جن کا علم الرجال سے تعلق ہے۔

ترمذی رح حفظِ حدیث میں بے مثل اور امام بخاری رح کے صحیح جانشین مشہور ہیں۔ تورع زہد اور خوفِ خدا اس درجہ رکھتے تھے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ خوفِ الٰہی میں روتے روتے آخر کار ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔ ان کے حفظ کی حکایاتِ صحیحہ میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شیخ کی روایات کے دو جزء انہوں نے نقل کئے تھے مگر اب تک انہیں پڑھ کر سنانے کا موقع نہ ملا تھا۔ مکہ مکرمہ کے راستہ میں اتفاقاً ان سے ملاقات ہوگئی۔ ترمذی نے (نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر) ان سے ان اجزاء کی قرأت کی درخواست پیش کی۔ شیخ نے قبول فرمایا اور کہا کہ ان اجزاء کو نکال لو اور اپنے ہاتھ میں لے لو۔ میں پڑھتا ہوں تم مقابلہ کرتے جاؤ۔ امام ترمذی رح نے تلاش کیا تو اتفاقاً وہ اجزاء ان کے ساتھ نہ تھے (کہیں گم ہوگئے تھے) ترمذی بہت گھبرائے (لیکن اس وقت ان کی سمجھ میں سوائے اس کے اور کچھ نہ آیا کہ) دو اجزاء سادے کاغذ کے ہاتھ میں لے کر فرضی طور پر سننے میں مشغول ہوگئے۔ شیخ نے قرأت شروع کی۔ اتفاقاً ان کی نظر کاغذات پر پڑگئی تو سادے نظر آئے، شیخ کو طیش آیا اور فرمایا کیا میرا مذاق بناتے ہو۔ ترمذی رح نے بالآخر جو واقعہ تھا صاف عرض کر دیا اور کہا اگرچہ وہ اجزاء میرے ساتھ نہیں ہیں لیکن مجھے لکھے ہوئے سے زیادہ محفوظ ہیں۔ شیخ نے فرمایا اچھا ذرا پڑھ کر تو سناؤ۔ ترمذی رح نے وہ تمام حدیثیں سنا دیں۔

شیخ بہت متعجب ہوئے اور فرمایا یقین نہیں آتا کہ صرف میرے ایک بار پڑھنے سے یہ سب حدیثیں تم کو محفوظ ہوگئی ہوں گی۔ ترمذی رح نے عرض کیا اچھا اب امتحان کرلیجئے۔ شیخ نے خاص اپنی چالیس حدیثیں اور پڑھیں۔ ترمذی رح نے فوراً انہیں بھی اس صحت کے ساتھ سنا دیا کہ کہیں ایک جگہ بھی غلطی نہ ہوئی۔ اس ایک واقعہ کے علاوہ ان کے حفظ کے اور بہت سے واقعات مشہور ہیں۔

امام ترمذی رح فرماتے ہیں کہ جب میں اس جامع کی تالیف سے فارغ ہوا تو پہلے میں نے یہ نسخہ علماء حجاز کو دکھایا انہوں نے بہت پسند فرمایا۔ پھر علماء عراق کی خدمت میں لے گیا۔

مُحَقِّقًا صَادِقًا فِيمَا يَجِيْئُ بِهِ ! ‏ قَدْ شَاعَ فِي الْبَدْوِ عَنْهُ ذَا وَفِي الْحَضَرِ

اپنی روایت میں وہ سچے بھی ہیں اور محقق بھی ‏ اور ان کی یہ بات دیہات میں بھی مشہور ہے اور شہر میں بھی

وَالصِّدْقُ لِلْمَرْءِ فِي الدَّارَيْنِ مَنْقَبَةٌ ‏ مَا فَوْقَهَا أَبَدًا فَخْرٌ لِمُفْتَخِرٍ !

اور دونوں جہانوں میں انسان کیلئے سچائی بڑی خوبی ہے ‏ کسی فخر کرنیوالے کیلئے اس سے بڑھ کر اور کوئی فخر نہیں ہے

ابو داؤد کا ۱۶ ؍ شوال ‏۲۷۵ھ میں انتقال ہوا۔ اور بصرہ میں دفن کیے گئے۔ تہتر[۷۳] سال کی عمر پائی۔

جامع کبیر ترمذی

مؤلفہ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَوْرَہ بن موسیٰ بن الضحاک السلمی البُوْغی۔ یہ لفظ (بوغ) بار موحدہ کے ضمہ اور واؤ کے سکون سے ہے اور واؤ کے بعد غین معجمہ ہے، یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو ترمذ کے دیہات میں سے ہے اور اُس سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ترمذ اُس پرانے شہر کا نام ہے جو ماوراء یا (جس کو جیجون اور نہر بلخ بھی کہتے ہیں) کے کنارے پر واقع ہے۔ لفظ ماوراء النہر میں بھی نہر سے بیشتر یہی نہر مراد لی گئی ہے۔ اس (ترمذ) کے تلفظ میں بہت اختلاف ہے بعض تار اور میم کو مفتوح کہتے ہیں اور بعض دونوں کو مضموم۔ خود وہاں کے لوگوں اور نیز دوسرے اشخاص کی زبان زد اُن دونوں کا کسرہ ہے۔ اور یہی مشہور ہے۔ اور ایک جماعت تار کو فتح اور میم کو کسرہ دیتی ہے۔

ترمذی رح، امام بخاری رح کے سب سے مشہور تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور مسلم و ابو داؤد اور اُن کے شیوخ سے بھی روایت رکھتے ہیں۔ علم حدیث کی طلب میں بصرہ، کوفہ، واسط، رَے، خراسان اور حجاز میں بہت سال گذارے اور اس فن میں بہت سی تصانیف ان کی یادتازہ کرتی ہیں۔ جامع ترمذی ان کی بہت مشہور اور مقبول تصنیف ہے۔

جامع ترمذی کی بعض خصوصیات

مجموعی حدیثی فوائد کے لحاظ سے اس کتاب کو تمام کتابوں پر فوقیت دی گئی ہے۔ اوّل اس وجہ سے کہ اس کی ترتیب عمدہ ہے اور تکرار نہیں ہے۔ دوم اس باعث کہ اس میں فقہار کا

تو یہ معاملات دین میں اس کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے کتب اصول میں سرمایہ اجتہاد کے لئے مثال کے طور پر اسی سنن ابی داؤد کو پیش کرتے ہیں۔

ابوداؤد رح کے مذہب کے بارے میں لوگ مختلف الرائے ہیں بعض کہتے ہیں کہ شافعی تھے اور بعض حنبلی بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ شیخ ابواسحاق شیرازی رح نے اُن کو طبقات الفقہاء میں امام احمد بن حنبل رح کے اصحاب میں شمار کیا ہے، حافظ ابوطاہر رح نے سنن ابی داؤد کی مدح میں ایک عمدہ نظم لکھی ہے جس کا یہاں لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

سنن ابی داؤد کی مدح میں حافظ ابوطاہر سلفی کی نظم

اَولیٰ کِتَابٍ لِذِی فِقْہٍ وَذِی نَظَرٍ
تمام کتابوں میں سے فقیہ اور صاحب نظر

وَمَنْ یَکُونُ مِنَ الْاَوْزَارِ فِی وَزَرٍ
اور اس شخص کے لئے جو گناہوں سے بچنا چاہے

مَا قَدْ تَوَلّٰی اَبُوْدَاؤدَ مُحْتَسِبًا
وہ کتاب ہے جس کو ابوداؤد نے طلب ثواب کیلئے تالیف کیا

تَالِیْفُہٗ فَاقَ فِی الْاَضْوَاءِ کَالْقَمَرِ
جو روشنی میں چاند کی طرح فوقیت لے گئی ہے

لَا یَسْتَطِیْعُ عَلَیْہِ الطَّعْنَ مُبْتَدِعٌ
کوئی بدعتی اس پر طعن کرنے کی جرات نہیں کر سکتا

وَلَوْ تَقَطَّعَ مِنْ ضِغْنٍ وَّمِنْ ضَجَرٍ
اگرچہ کینہ اور تنگدلی (حسد) سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے

فَلَیْسَ یُوْجَدُ فِی الدُّنْیَا اَصَحُّ وَلَا
روشن سنت اور آثار (حدیث) میں دنیا میں

اَقْوٰی مِنَ السُّنَّۃِ الْغَرَّاءِ وَالْاَثَرِ
اس سے صحیح تر و قوی تر کوئی کتاب نہیں ہے

وَکُلُّ مَا فِیْہِ مِنْ قَوْلِ النَّبِیِّ وَمِنْ
اور جو کچھ اس میں ہے نبی کا قول یا

قَوْلِ الصَّحَابَۃِ اَھْلِ الْعِلْمِ وَالْبَصَرِ
اہل دانش و بینش صحابہ رض کا کلام ہے

یَرْوِیْہِ عَنْ ثِقَۃٍ عَنْ مِثْلِہٖ ثِقَۃٍ
یہ اسکو ثقہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ بھی اپنے جیسے ثقہ سے

عَنْ مِثْلِہٖ ثِقَۃٍ کَالْاَنْجُمِ الزُّھُرِ
اور وہ بھی اپنے مثل ثقہ سے جو چمکدار ستاروں کی طرح ہیں

وَکَانَ فِیْ نَفْسِہٖ فِیْمَا اُحِقُّ بِہٖ
اور وہ خود بھی جیسا کہ میری تحقیق ہے

لَا شَکَّ فِیْہِ اِمَامًا عَالِیَ الْخَطَرِ
بلاشبہ امام عالی مرتبت تھے۔

یَبْلُغُ الصَّحِیْحَ مِنَ الْاٰثَارِ یَحْفَظُہٗ
وہ آثار صحیحہ کو جانتے تھے اور ان کے حافظ تھے

وَمَنْ رَوٰی ذَالِکَ مِنْ اُنْثٰی وَمِنْ ذَکَرٍ
اور ان راویوں کے بھی حافظ تھے جو روایت کرتے تھے خواہ وہ مرد ہیں یا عورت

خود اپنے لئے پسند کرتا ہے) چہارم اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَہُمَا مُشْتَبِہَاتٌ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُہَاتِ اِسْتَبْرَءَ لِدِیْنِہٖ۔ (حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں اور اُن کے درمیان مشتبہات ہیں پس جس شخص نے شبہات سے پرہیز کیا اُس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا)

راقم الحروف کہتا ہے کہ ان کے کافی ہونے کے معنے یہ ہیں کہ شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ معلوم کر لینے کے بعد جزئیات مسائل میں کسی مجتہد یا مرشد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مثلاً عبادات کی درستی کے لئے پہلی حدیث اور اس عمر عزیز کے اوقات کی حفاظت کے لئے دوسری حدیث اور حقوق ہمسایہ وسلوک خویش واقارب اور دوسرے اہل تعارف ومعاملہ کی رعایت کے لئے تیسری حدیث اور ان شکوک وترددات کے ازالہ کے لئے جو اختلاف علماء یا دلائل کے مختلف ہونے سے پیدا ہوتے ہیں چوتھی حدیث کافی ہے۔ گویا مرد عاقل کے لئے یہ چاروں حدیثیں اُستاد و پیر کے درجہ میں ہیں۔

ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اُس زمانہ کے عمدہ محدثین میں سے ہیں جب سُنن ابوداؤد کو دیکھا تو فرمایا کہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے لئے علم حدیث خداتعالےٰ نے ایسا نرم کر دیا ہے۔ جیسا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم ہوا تھا۔ حافظ ابوطاہر سلفی نے اس مضمون کو پسند کرکے اس قطعہ میں نظم کیا ہے:۔

لَانَ الْحَدِیْثُ وَعِلْمُہٗ بِکَمَالِہٖ ۔۔۔ لِاِمَامِ اَھْلِیْہِ اَبِیْ دَاؤدَ

حدیث اور علم حدیث اپنے کمال کے ساتھ نرم ہو گئی ۔۔۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جو اہل حدیث کے امام ہیں

مِثْلُ الَّذِیْ لَانَ الْحَدِیْدُ وَسَبْکُہٗ ۔۔۔ لِنَبِیِّ اَھْلِ زَمَانِہٖ دَاؤدَ

جیسے لوہا اور اس کا گلانا سہل ہو گیا تھا۔ ۔۔۔ داؤد علیہ السلام کیلئے جو اپنے زمانہ کے نبی تھے

حافظ ابوطاہر رحمۃ اللہ علیہ نے بسند خود حسن بن محمد بن ابراہیم ازدی سے روایت کیا ہے کہ حسن بن محمد نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپؐ فرماتے ہیں:۔ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّتَمَسَّکَ بِالسُّنَنِ فَلْیَقْرَأْ سُنَنَ اَبِیْ دَاؤدَ۔ (جو شخص سنت پر عمل کرنا چاہیے اسے سنن ابوداؤد پڑھنا چاہیئے) اور یحیٰی بن زکریا بن یحیٰی ساجی سے روایت کرکے کہتے ہیں کہ اَصْلُ الْاِسْلَامِ کِتَابُ اللّٰہِ وَسُتُوْنُ الْاِسْلَامِ سُنَنُ اَبِیْ دَاؤدَ۔ (اسلام کی بنیاد کتاب اللہ ہے اور اس کا ستون سنن ابی داؤد ہے)

ابن الاعرابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو کتاب اللہ اور سُنن ابی داؤد کا علم حاصل ہو جائے

رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ اپنی ایک آستین فراخ اور دوسری تنگ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ایک آستین تو اس لئے کشادہ رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزاء رکھ لوں۔ دوسری آستین کشادہ رکھنا اسراف میں داخل سمجھتا ہوں۔ آپ امام احمد بن حنبلؒ قعنبیؒ اور ابوالولید طیالسیؒ کے شاگرد ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے علماء سے بھی روایت و سماع رکھتے ہیں، ان سے ترمذیؒ و نسائیؒ روایت کرتے ہیں، ان کے شاگردوں میں سے چار شخص جماعت محدثین کے سردار و پیشوا ہوئے، ابوبکر بن ابی داؤد (ان کے صاحبزادے) لؤلؤی۔ ابن الاعرابی ابن داسہ۔ ان کے استاد امام احمد بن حنبلؒ نے حدیث عتیرہ ان سے روایت کی ہے۔

موسیٰ بن ہارون نے جو ان کے معاصر تھے ان کے حق میں کہا ہے کہ ابوداؤدؒ دنیا میں حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کہ میں نے مصر میں ایک لمبی ککڑی دیکھی۔ اس کو ناپا تو تیرہ بالشت کی تھی۔ اور میں نے ایک ترنج دیکھا۔ جب اسے کاٹ کر اونٹ پر لادا تو اس کے دونوں حصے بڑے نقاروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔

جب وہ اس سنن کی تصنیف سے فارغ ہوئے اور امام احمد بن حنبلؒ کی خدمت میں لے گئے تو امام احمدؒ نے اسے دیکھ کر بہت پسند فرمایا۔ اس سنن کی تالیف کے وقت ابوداؤدؒ کے پاس پانچ لاکھ حدیثوں کا مجموعہ تھا۔ ان سب سے انتخاب کر کے اس کتاب کو مرتب کیا جو اب چار ہزار آٹھ سو احادیث پر مشتمل ہے۔

ابوداؤدؒ نے اس کا بھی التزام کیا ہے کہ اپنی اس کتاب میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے جو صحیح ہوگی یا حسن۔

سنن ابی داؤد کی وہ چار حدیثیں جو دین میں کفایت کے درجے میں ہیں

یہ بھی کہا ہے کہ ان احادیث میں سے عقلمند کے لئے دین میں صرف چار حدیثیں کافی ہیں۔

اول اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) دوم مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ (اسلام کی عمدگی سے یہ بات ہے کہ انسان بے فائدہ امور کو ترک کر دے) سوم لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جسے وہ

سُنن ابی داوٗد

اس کتاب کے تین[۳] نسخے مشہور ہیں۔ نسخہ لؤلؤی۔ نسخہ ابن داسہ۔ نسخہ ابن الاعرابی۔ بلادِ مشرق میں روایتِ لؤلؤی زیادہ مشہور ہے۔ بلادِ مغرب میں روایت ابن داسہ زیادہ مروج ہے اور یہ دونوں نسخے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر اختلاف تقدیم و تاخیر کا ہے۔ کمی و زیادتی کا اختلاف نہیں ہے۔ مگر ان دونوں سے ابن الاعرابی کا نسخہ بیّن طور پہ ناقص ہے۔

لؤلؤی کا پورا نام ابو علی محمد بن احمد بن عمرو لؤلؤی ہے۔

ابن داسہ کا نام ابوبکر محمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق بن داسہ التمار البصری ہے۔

ابن الاعرابی کا نام ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بابن الاعرابی ہے۔

ابوداؤد کا نام و نسب یہ ہے۔ سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شدّاد بن عمرو ابن عمران الازدی السجستانی۔

ابن خلکان نے جو یہ کہا ہے کہ نِسْبَتُہٗ اِلٰی سِجِسْتَانَ اَوْ سِجِسْتَانَۃَ قَرْیَۃٌ مِّنْ قُرَی الْبَصْرَۃِ۔ (ان کی نسبت سجستان یا سجستانہ کی طرف ہے جو بصرہ کا ایک قریہ ہے۔) انتہیٰ اس نسبت کی تحقیق میں ان سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔ حالانکہ انھیں تاریخ دانی اور تصحیح انساب و نسب میں کمال حاصل ہے۔ چنانچہ شیخ تاج الدین سبکیؒ ان کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:- وَھٰذَا وَھْمٌ وَالصَّوَابُ اَنَّہٗ نِسْبَۃٌ اِلَی الْاِقْلِیْمِ الْمَعْرُوْفِ الْمُتَاخِمِ لِبِلَادِ الْھِنْدِ۔ (یہ ان کا وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ نسبت اس اقلیم کی طرف ہے جو ہند کے پہلو میں واقع ہے) یعنے یہ سیستان کی طرف نسبت ہے۔ جو سندھ و ہرات کے مابین مشہور ملک ہے۔ اور قندھار کے متصل واقع ہے، اور چشت جو بزرگانِ چشتیہ کا وطن ہے وہ بھی اسی ملک میں واقع ہے۔ پہلے زمانہ میں بُست اس ملک کا پایہ تخت تھا۔ عرب لوگ اس ملک کی نسبت میں کبھی سجزی بھی کہہ دیتے ہیں۔

ابوداؤد کی ولادت ۲۰۲ھ میں ہوئی۔ آپ نے بلادِ اسلامیہ میں عموماً اور مصر، شام، حجاز، عراق، خراسان اور جزیرہ وغیرہا میں خصوصیت کے ساتھ کثرت سے گشت کر کے علم حدیث حاصل کیا۔ حفظِ حدیث، اتقانِ روایت، عبادت و تقویٰ اور صلاح و احتیاط میں بلند درجہ

ابوحاتم رازی رحؒ نے جو اکابر محدثین میں سے ہیں۔ امام مسلم رحؒ کو خواب میں دیکھا اور انکا حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جنّت کو میرے لئے مباح کر دیا ہے جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔

ابو علی زاغوانی کو ان کی وفات کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ کس عمل سے تمہاری نجات ہوئی۔ تو انہوں نے صحیح مسلم کے چند اجزاء کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان اجزاء کی بدولت۔

امام مسلم رحؒ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ ۲۰۴ھ میں اور بعض ۲۰۶ھ میں بیان کرتے ہیں۔ ابن الاثیر نے جامع الاصول کے مقدمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے واللہ اعلم۔ لیکن ان کی وفات پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کا انتقال یک شنبہ کی شام کو ہوا۔ اور ۲۵ رجب ۲۶۱ھ میں دو شنبہ کے روز دفن کئے گئے۔

امام مسلم کی موت کا سبب

امام مسلم رحؒ کی وفات کا سبب بھی عجیب و غریب ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز مجلس مذاکرۂ حدیث میں آپ سے کوئی حدیث پوچھی گئی آپ اس وقت اسے نہ پہچان سکے۔ اپنے مکان پر تشریف لائے اور اپنی کتابوں میں اسے تلاش کرنے لگے۔ کھجوروں کا ایک ٹوکرا ان کے قریب رکھا تھا۔ آپ اسی حالت میں ایک ایک کھجور اس میں سے کھاتے رہے۔ امام مسلم رحؒ حدیث کی فکر و جستجو میں کچھ ایسے مستغرق رہے کہ حدیث کے ملنے تک تمام کھجوروں کو تناول فرما گئے۔ اور کچھ خبر نہ ہوئی۔ بس یہی زیادہ کھجور کھالینا ان کی موت کا سبب بنا۔

حافظ عبد الرحمٰن بن علی الربیع یمنی شافعی کہتے ہیں:-

تَنَازَعَ قَوْمٌ فِی الْبُخَارِیِّ وَ مُسْلِمٍ لَدَیَّ وَقَالُوْا اَیُّ ذَیْنِ یُقَدَّمُ

میرے سامنے بخاری اور مسلم کے بارے میں کچھ لوگوں نے تنازع کیا اور کہا کہ ان دونوں میں سے (مرتبہ میں) کون مقدم ہے

فَقُلْتُ لَقَدْ فَاقَ الْبُخَارِیُّ صِحَّةً

میں نے کہا بخاری صحت کے اعتبار سے فوقیت رکھتے ہیں

کَمَا فَاقَ فِیْ حُسْنِ الصِّنَاعَةِ مُسْلِمٌ

جیسے مسلم ترتیب ابواب میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں

راقم الحروف کہتا ہے کہ دوسرے علماء نے اس شرط پر بحث کی ہے کیونکہ حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اس شرط کے خلاف ہے پھر بھی مسلم میں موجود ہے۔ کُل طُرق و روایات میں حضرت عمر رضؓ اس کے راوی ہیں اور اُن سے روایت کرنے میں علقمہ تنہا ہیں۔ البتہ علقمہ سے سلسلوں کی بہت شاخیں پھوٹ پڑی ہیں۔

مغاربہ (اہلِ مغرب) نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس حدیث کو مسلمؒ بغرض تبرّک اپنی صحیح میں لائے ہیں۔ چونکہ اس کے سب طرق مشہور اور اس کی صحت ثابت ہے اس لئے اس میں اپنی شرط کا لحاظ نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں یہ شرط اس حدیث میں موجود ہے اگرچہ ان کی صحیح میں ذکر نہیں۔ کیونکہ صحابہ رضؓ میں سے حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے اسے روایت کیا ہے اور ان دونوں حضرات سے بہت سے تابعین روایت کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ مسلمؒ نے نہایت تورّع اور احتیاط کے ساتھ اپنی سُنی ہوئی تین لاکھ حدیثوں میں سے اس صحیح کا انتخاب کیا ہے مسلم کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے عمر بھر میں کسی کی غیبت نہیں کی، نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی، صحیح وسقیم حدیث کی پہچان میں اپنے تمام اہلِ عصر میں ممتاز تھے۔ بلکہ بعض امور میں انہیں امام بخاریؒ پر بھی ترجیح و فضیلت حاصل ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بخاریؒ کی اکثر روایات اہلِ شام سے بطریق مناولہ ہیں (یعنے ان کی کتابوں سے لی گئی ہیں خود ان کے مؤلفین سے نہیں سُنی گئیں) اس لئے ان کے راویوں میں کبھی کبھی امام بخاریؒ سے غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ ایک ہی راوی کہیں اپنی کنیت اور کہیں اپنے نام سے مذکور ہوتا ہے، امام بخاریؒ اسے دو شخص سمجھ لیتے ہیں۔ یہ مغالطہ امام مسلمؒ کو پیش نہیں آتا۔ نیز حدیث میں امام بخاریؒ کے تصرفات مثلاً تقدیم و تاخیر، حذف و اختصار کی وجہ سے بعض اوقات تعقید پیدا ہو جاتی ہے ہر چند کہ خود بخاری ہی کے دوسرے طُرق دیکھ کر وہ صاف بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن امام مسلمؒ نے یہ طریقہ ہی اختیار نہیں کیا بلکہ متون حدیث کو موتیوں کی لڑی کی طرح اس طرح مرتب روایت کیا ہے کہ تعقید کی بجائے اس کے معانی اور چمکتے چلے جاتے ہیں۔

اس صحیح کے علاوہ امام مسلمؒ کی دوسری مفید تالیفات بھی ہیں۔ مثلاً کتاب المسند الکبیر علی الرّجال۔ کتاب الاسماء والکُنیٰ۔ کتاب العلل۔ کتاب الوحدان۔ کتاب حدیث عمر بن شعیب کتاب مشائخ مالک۔ کتاب مشائخ الثوری۔ کتاب ذکر اوہام المحدثین، اور کتاب طبقات (التابعین)

امام مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری کی کنیت ابوالحسین اور لقب عساکر الدین ہے۔ ان کے دادا کا نام مسلم بن ورد بن کرشاد ہے۔ بنی قشیر عرب کے مشہور قبیلہ کی طرف منسوب تھے۔ نیشاپور، خراسان کا ایک بہت خوبصورت اور بڑا شہر ہے۔ اس لحاظ سے نیشاپوری بھی کہے جاتے تھے۔

امام مسلمؒ فن حدیث کے اکابرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم نے ان کی امامت حدیث کی گواہی دی ہے۔ اور انہیں محدثین کا پیشوا تسلیم کیا ہے۔ ابوحاتم رازیؒ اور اس زمانہ کے دوسرے بزرگوں مثلاً ترمذیؒ اور ابوبکر بن خزیمہؒ نے ان سے روایت کی ہے مسلمؒ کی بہت سی تالیفات ہیں، جن میں تحقیق وامعان کامل طور سے کیا گیا ہے، اور اس صحیح میں تو خصوصیت کے ساتھ فن حدیث کے عجائبات بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان میں بھی اخص خصوص سرد اسانید اور متون کا حسن سیاق ہے اور روایت میں تو آپ کا ورع تام اور احتیاط اس قدر ہے جس میں کلام کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اختصار کے ساتھ طرق اسانید کی تلخیص اور ضبط انتشار میں یہ کتاب بے نظیر واقع ہوئی ہے۔

صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا موازنہ

حافظ ابوعلی نیشاپوری ان کی اس صحیح کو تمام تصانیف علم حدیث پر ترجیح دیا کرتے اور کہا کرتے تھے مَا تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ اَصَحُّ مِنْ کِتَابِ مُسْلِمٍ (فِیْ عِلْمِ الْحَدِیْثِ) یعنی علم حدیث میں روئے زمین پر مسلم سے بڑھ کر صحیح ترین اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ اہل مغرب کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے۔ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ مسلم نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اپنی صحیح میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے جس کو کم از کم دو ثقہ تابعین نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو۔ اور یہی شرط تمام طبقات تابعین: تبع تابعین میں ملحوظ رکھی ہے۔ یہاں تک کہ سلسلۂ اسناد ان (مسلم) تک ختم ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ راویوں کے اوصاف میں صرف عدالت پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ شرائط شہادت بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔ بخاریؒ کے نزدیک اس قدر پابندی نہیں ہے۔

كِتَابٌ لَهُ مِنْ شَرْحِ أَحْمَدَ شِرْعَةٌ ‌ ‌ مُطَهَّرَةٌ تَعْلُو السِّمَاكَيْنِ وَالنَّسْرَا

یہ وہ کتاب ہے جس سے شرع احمدی کا راستہ ملتا ہے ‌ ‌ پاک ہے اور مرتبہ میں سماکین اور نسر ستاروں سے بھی بلند ہے

یہ قصیدہ بہت لمبا ہے طوالت کے خوف سے اسی قدر پر اکتفا کیا گیا ہے۔ شیخ تاج الدین سبکی نے بھی امام بخاری رح کی مدح و ستائش میں ایک طویل قصیدہ نظم کیا ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں:۔

امام بخاری کی مدح میں شیخ تاج الدین سبکی کا قصیدہ

عَلَا عَنِ الْمَدْحِ حَتَّى مَا يُزَانُ بِهِ ‌ ‌ كَأَنَّمَا الْمَدْحُ مِنْ مِقْدَارِهِ يَضَعُ

بخاری چونکہ مدح سے بالاتر ہیں اس لئے اس سے انکو زینت نہیں ہوتی ‌ ‌ گویا مدح ان کے مرتبہ سے کمتر ہے

لَهُ الْكِتَابُ الَّذِي يَتْلُو الْكِتَابَ هُدًى ‌ ‌ نَدَى السِّيَادَةِ طَوْدًا لَيْسَ يَنْصَدِعُ

ان کی کتاب قرآن کے بعد پہلا درجہ رکھتی ہے ‌ ‌ جو سرداری کی بارش ہے اور نہ پھٹنے والا پہاڑ ہے

اَلْجَامِعُ الْمَانِعُ الدِّيْنَ الْقَوِيْمَ وَسُنَّةَ الشَّرِيْعَةِ أَنْ تَغْتَالَهَا الْبِدَعُ

وہ جامع دین استوار کو محفوظ رکھتی ہے ‌ ‌ اور سنت شریعت کو بدعتوں کے حملہ سے بچاتی ہے

قَاضِي الْمَرَاتِبِ دَانِي الْفَضْلِ تَحْسَبُهُ ‌ ‌ كَالشَّمْسِ يَبْدُو سَنَاهَا حِيْنَ تَرْتَفِعُ

بلند مرتبہ والی ہے اور برگزیدہ فضیلتوں والی گویا اس کو ‌ ‌ مثل آفتاب سمجھا جاتا ہے جو بلند ہو کر روشنی فگن ہوتا ہے

ذَلَّتْ رِقَابُ جَمَاهِيْرِ الْأَنَامِ لَهُ ‌ ‌ فَكُلُّهُمْ وَهُوَ عَالٍ فِيْهِمْ خَضَعُوا

سب لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں ‌ ‌ اور ان سب نے اپنے عجز کا اقرار کیا، اور وہ سب میں اول اور برتر ہیں

لَا تَسْمَعَنَّ حَدِيْثَ الْحَاسِدِيْنَ لَهُ ‌ ‌ فَإِنَّ ذٰلِكَ مَوْضُوْعٌ وَّ مُقْتَطَعٌ

ان کے حاسدوں کی بات پر کان نہ رکھو ‌ ‌ کیونکہ یہ باتیں من گھڑت اور بے اصل ہیں

وَقُلْ لِمَنْ لَامَ مُحْكِيْهِ اصْطَبَارَكَ لَا ‌ ‌ تَعْجَلْ فَإِنَّ الَّذِي تَبْغِيْهِ مُمْتَنِعُ

جو ان کی نقل کر کے ان کی ملامت کرتا ہے اس سے کہدو کہ صبر کر جلدی نہ کر جس بات کو طلب کرتا ہے وہ ممتنع الوقوع ہے

وَهَبْكَ تَأْتِيْ كَمَا يُحْكٰى شَكًا بِتَاءٍ

فرض کرو اسکی شکایا ایسی ہی ہیں جیسا کہ بیان کی جاتی ہیں۔

أَلَيْسَ يُحْكِيْ مُحَيَّا الْجَامِعِ الْبِيَعُ

تو کیا معبد نصاریٰ جامع مسجد کے چہرہ کی نقل نہیں کرتا ہے

أسامع أخبار الرسول لك البشرى — لقد سدت في الدنيا وقد زدت في الأخرى

اے احادیث رسول سننے والے تجھ کو بشارت ہو — بیشک تو دنیا میں سردار اور آخرت میں فائز المرام ہوا

تشنف آذانا بعقد جواهر — تود الغواني لو تقلدنه النحرا

تو نے ایسے جواہر سے کانوں کی بالیاں تیار کیں — کہ نازک تن عورتیں بھی انہیں پہن کے گلے کا ہار بنانا چاہتی ہیں

جواهر کم حلت نفوسا نفیسة — فحلت بها صدرا وحلت بها قدرا

وہ جواہر کہ بسا اوقات پاک نفوس نے ان سے زیور تیار کیا — اور انہوں نے اپنے سینوں کو آراستہ اور اپنے مرتبہ کو بڑھایا

أبى الدين إلا ما روته أكابر — لنا نقلوا الأخبار عن طيب خبرا

انہوں نے صرف اکابر ہی سے دین کی روایت کی — اور رسول اللہ سے حدیث ہم تک نقل کی ۔

وذادوا أحاديث الرسول مصونة — عن الزيف والتصحيف فاستوجبوا الشكرا

اور رسولؐ کی ان حدیثوں کو بیان کر دیا جو محفوظ ہیں — تحریف اور تغیر سے ۔ پس وہ شکریہ کے مستحق بنے

وإن البخاري الإمام بجامع — بجامعه منها اليواقيت والدرا

اور یقیناً امام بخاری جو ان حدیثوں میں سے — اپنی جامع میں موتیوں اور یاقوت کو جمع کرنیوالے ہیں

على مفرق الإسلام تاج مرصع — أضاء به شمسا وناربه بدرا

وہ جامع جو اسلام کے سر پر مرصع تاج ہوا ایسا روشن ہو کہ اس کے سبب سے سورج نے روشنی حاصل کی اور چاند نے نور ۔

وبحر علوم تلقط الدر لا الحصى — فأنفس به درا وأعظم به بحرا

بخاری علوم کے ایسے سمندر ہیں جو بجائے کنکریوں کے موتی پھینکتے ہیں — پس کیا ہی خوب ہیں یہ موتی اور کیا ہی بڑا ہے سمندر

تصانيفه نور ونور لناظر — فقد أشرقت زهرا وقد أينعت زهرا

ان کی تصانیف کلیاں ہیں اور آنکھ کے لئے نور — جو روشنی سے چمکدار ہوئیں اور کلیوں سے ثمردار ہوئیں

بجامعه المختار ينظم بينها — يلخصها جمعا ويخلصها تبرا

وہ اپنی جامع مختار میں موتی پروتے ہیں — انکا خلاصہ جمع کرتے ہیں اور خالص سونا ان سے نکالتے ہیں

وكم بذل النفس المصونة جاهدا — فجاز لها بحرا وجاز لها برا

اپنے برگزیدہ نفس کو اس سلسلہ میں مشقت میں ڈالا — دریا کو ناپا اور کبھی خشکی کو طے کیا

وطورا عراقيا وطورا يمانيا — وطورا حجازيا وطورا أتى مصرا

کبھی عراق میں آئے اور کبھی یمن میں — کبھی حجاز میں اور کبھی مصر میں

إلى أن حوى منها الصحيح صحيحة — نوافي كتابا قد غدا الآية الكبرى

حتی کہ احادیث میں سے صحیح صحیح حدیثوں کو جمع کیا اور ایک ایسی کتاب کی شکل دی جو انکے بعد انکی بڑی یادگار ثابت ہوئی

صحیح بخاری کی فضیلت

وقتِ شدّت خوف دشمن، سختیٔ مرض، قحط سالی اور دیگر بلاؤں میں اس جامع صحیح کا پڑھنا تریاق کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ اکثر اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ بہت سے خوابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ محمد بن مروزی مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے مابین سوئے ہوئے تھے۔ تو یہ خواب دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے ابوزید! کتاب شافعی کا درس کب تک دو گے ہماری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتے؟ محمد بن احمد نے سراسیمہ ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری جان آپ پر قربان ہو۔ آپ کی کتاب کونسی ہے، فرمایا جامع محمد بن اسمٰعیل۔ امام الحرمین سے بھی اس طرح کا خواب منقول ہے۔

ایک شخص نے بخاری رح کی ولادت، وفات اور سنین عمر کو اس طرح نظم کیا ہے:۔

كَانَ الْبُخَارِيُّ حَافِظًا وَّ مُحَدِّثًا	جَمَعَ الصَّحِيْحَ مُكَمَّلَ التَّحْرِيْرِ
بخاری رح حافظ حدیث اور محدث تھے	انہوں نے ایسی صحیح کو جمع کیا جو کامل اور منقح ہے
مِيْلَادُهٗ صِدْقٌ وَّمُدَّةُ عُمْرِهٖ	فِيْهَا حَمِيْدٌ وَّانْقَضٰى فِىْ نُوْرٍ
ان کا سال ولادت صدق ۱۹۴ ہے، مدت عمر	حمید ۶۲ ہے اور سال وفات نور ۲۵۶ ہے۔

بخاری رح کبھی کبھی نظم کا شوق فرماتے تھے، چنانچہ طبقات (شافعیہ) کبریٰ میں سبکی نے یہ قطعہ ان کی طرف منسوب کیا ہے:۔

امام بخاری کے چند اشعار

اِغْتَنِمْ فِى الْفَرَاغِ فَضْلَ رُكُوْعٍ	فَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ مَوْتُكَ بَغْتَةً
فرصت کے وقت ایک رکعت نماز کی فضیلت کو غنیمت جان	کیونکہ شاید تیری موت اچانک آجائے
كَمْ صَحِيْحٍ رَاَيْتَ مِنْ غَيْرِ سُقْمٍ	ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِيْحَةُ فَلْتَةً
میں نے بہت سے تندرستوں کو دیکھا ہے کہ بلا کسی مرض کے	ان کا تندرست نفس اچانک چل بسا

اثیر الدین ابو حیان نے بخاری رح اور ان کی جامع کی مدح میں یہ کہا ہے:۔

لے یعنی صحیح بخاری جس کا پورا نام "الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ" ہے۔

تیار کرایا۔ اور اس حیلہ و بہانہ سے بخارا سے انہیں نکال دیا۔ بخاری رح وہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے اللہ! ان لوگوں کو اس بلا میں مبتلا کر جس میں وہ مجھے کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں ابھی ایک ماہ بھی پورا گزرنے نہ پایا تھا کہ خالد بن احمد معزول ہوئے خلیفہ کا حکم پہنچا کہ انہیں گدھے پر سوار کر کے شہر میں گھمائیں۔ انجام کار انہیں کامل تباہی کا سامنا ہوا جیسا کہ کتب تاریخ میں لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے۔ حریث بن ابی الورقا کو بھی بجد رسوائی اور فضیحت کا منہ دیکھنا پڑا۔ اُن کا وقار خاک میں مل گیا۔ نیز اس وقت کے ان علماء کو بھی جو بخاری رح کے درپے تذلیل اور (خالد بن احمد ذُہلی کے) مشورہ میں شریک تھے، پوری پوری آفت پہنچی۔

بخاری رح اس بیکسی کی حالت میں پہلے نیشاپور گئے جب وہاں کے امیر سے بھی نہ بنی تو وہاں سے مراجعت کر کے خرتنگ تشریف لائے (جو سمرقند سے تین فرسخ یعنی نو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے) ۲۵۶ھ میں شب شنبہ کو جو لیلۃ الفطر تھی عشاء کی نماز کے وقت اسی جگہ بخاری رح کا انتقال ہوا۔ عید کے دن نماز ظہر کے بعد دفن کر دیئے گئے۔

بخاری رح کی عمر ۶۲ سال کی ہوئی۔ چنانچہ کہا گیا ہے:-

وُلِدَ فِی صِدْقٍ وَّعَاشَ حَمِیْدًا وَّمَاتَ فِی نُوْرٍ،

اس جملہ میں صدق کے اعداد ۱۹۴، ان کی پیدائش، حمید کے اعداد ۶۲۔ ان کی عمر، اور نور کے اعداد ۲۵۶۔ ان کی وفات کا سال ظاہر کرتے ہیں۔

عبد الواحد طوسی رح نے جو اس زمانہ کے صلحاء اور اکابر اولیاء میں سے تھے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے اصحاب رض کے بر سر راہ منتظر کھڑے ہیں۔ انہوں نے سلام کر کے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) کس کا انتظار ہے؟ آپ نے فرمایا محمد بن اسمٰعیل بخاری رح کا انتظار کر رہا ہوں۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد ہی میں نے بخاری رح کی وفات کی خبر سُنی۔ جب میں نے لوگوں سے وقت وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت معلوم ہوئی جس میں میں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں منتظر دیکھا تھا۔

✥ ✥ ✥ ✥

اور پھر اسے لکھتے، چنانچہ سولہ سال کے عرصہ میں اس انتخاب سے فراغت پائی۔ جب اسکا قصد کیا کہ ان حدیثوں کی ان کے مضمون کے مطابق ترتیب دی جائے (اس کو اصطلاح محدثین میں ترجمۃ الباب کہتے ہیں) تو مدینہ منورہ میں قبر مبارک اور منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیانی مقام میں اس اہم کام کو انجام دیا۔ ہر ترجمہ پہ دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔

الغرض بخاری رح کی حسن نیت کا نتیجہ تھا کہ یہ جامع اس قدر مقبول ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی اُسے نوّے ہزار آدمیوں نے آپ سے بلاواسطہ سنا جن میں سب سے آخری فربری ہیں اور آج کل ان کی روایت ہی علو اسناد کی وجہ سے شائع و مشہور ہے۔

بخاری رح کی نادر باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کسی شخص کی غیبت کا سوال نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ میں نے بفضل اللہ کسی کی غیبت نہیں کی۔ سبحان اللہ کس قدر تعفف اور تورّع تھا۔ (خدا تعالےٰ ہر مسلمان کو اس کی توفیق عنایت فرمائے آمین)

امام بخاری پر مصائب و ابتلاء

طریقہ صالحین کے مطابق بخاری رح کو بھی محنت و ابتلاء یہ پیش آیا کہ خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے انہیں اس امر کی تکلیف دینی چاہی کہ اس کے مکان پر آکر اس کے بیٹوں کو جامع و تاریخ اور دوسری انہیں کتابوں کا درس دیں۔ بخاری رح نے جواب دیا کہ یہ حدیث کا علم ہے میں اس کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔ اگر تمھیں کوئی غرض ہے تو اپنے بیٹوں کو میری مجلس میں بھیجدیا کرو تاکہ دوسرے طلبہ کی طرح وہ بھی علم حاصل کریں۔ امیر نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو جس وقت میرے بیٹے آپ کے پاس آئیں آپ دوسرے طلبہ کو اپنی خدمت میں نہ آنے دیں۔ میرے دربان اور چوب دار دروازہ پر تعینات رہیں گے۔ میری نخوت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ جس مجلس میں میرے بیٹے موجود ہوں وہاں جولاہے، دُھنئے بھی ان کے ہمنشیں ہوں۔ بخاری رح نے اسے بھی قبول نہ کیا۔ اور فرمایا کہ یہ علم پیغمبر کی میراث ہے۔ اس میں تمام امت شریک ہے۔ کسی کی کوئی خصوصیت نہیں۔ اس گفت و شنید سے امیر مذکور بخاری رح سے رنجیدہ ہو گئے۔ طرفین میں کدورت بڑھتی رہی۔ نوبت بایں جا رسید کہ امیر مذکور نے ابن ابی الورقاء اور اس وقت کے دوسرے علماء ظاہری کو اپنے ساتھ ملالیا اور بخاری رح کے مسلک پر طعن کرنے لگے اور ان کے اجتہاد میں غلطیاں نکال کر ایک محضر

شاگردوں کے ملال اور اُکتا جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُن تمام قصوں کو اس تاریخ میں لکھ دیتا۔

امام بخاریؒ کی بےمثال قوت حافظہ

حاشد بن اسمٰعیل (جو بخاری کے زمانہ کے محدث ہیں) کہتے ہیں کہ بخاری طلب حدیث کے لئے میرے ہمراہ شیوخ وقت کی خدمت میں آمدورفت رکھتے تھے لیکن اُن کے پاس قلم دوات بھی لکھنے کا سامان کچھ نہ ہوتا تھا۔ اور نہ وہاں کچھ لکھتے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ جب تم حدیث کو سُن کر لکھتے نہیں تو تمہارے آنے جانے سے کیا فائدہ۔ اس طرح کا سننا تو ہوا کی طرح ہے ایک کان سے گھس کر دوسرے کان سے نکل جاتی ہے، سولہ[16] دن کے بعد بخاریؒ نے مجھ سے کہا کہ تم لوگوں نے مجھ کو بہت تنگ کر دیا۔ آؤ اب میری یاد کا اپنے نوشتوں سے مقابلہ کر دو۔ اس مدت میں ہم نے پندرہ[15000] ہزار حدیثیں لکھی تھیں۔ بخاری رحنے از بر صحت کے ساتھ سب کو اس طرح سنایا کہ میں خود اپنی لکھی ہوئی کو ان سے صحیح کرتا تھا۔ اس کے بعد بخاری رحنے کہا کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں عبث اور بے فائدہ سرگردانی کرتا ہوں۔

حاشد بن اسمٰعیل کہتے ہیں کہ میں اسی روز سمجھ گیا کہ یہ ہونہار ہیں اور (آگے چل کر) کوئی اُن سے مقابلہ نہ کر سکے گا۔

اس جامع (صحیح بخاری) کی تصنیف کا سبب یہ ہوا کہ وہ ایک روز اسحاق بن راہویہ کی مجلس میں حاضر تھے۔ اسحاق بن راہویہ کے احباب نے کہا کہ کیا اچھا ہو اگر اللہ تعالےٰ کسی شخص کو اس کی توفیق دے کہ سُنن میں کوئی ایسا مختصر تیار کرے جس میں صرف وہ صحیح حدیثیں ہوں جو صحت میں اعلیٰ مرتبہ رکھتی ہیں۔ تاکہ عمل کرنے والے بلا خوف و تردد مجتہدین کی طرف مراجعت کئے بغیر اس پر عمل پیرا ہوں۔ بخاری رحکے دل میں یہ بات جاگزین ہو گئی۔ اور اسی وقت سے اس جامع کی تصنیف کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ چھ لاکھ حدیثوں کے اس ذخیرہ میں سے جو انکے پاس موجود تھا انتخاب شروع کیا۔ جو ان میں صحیح ترین تھیں ان پر اکتفا کیا۔ اور بعض وہ احادیث جو اسی درجہ پر صحیح تھیں ان کو طوالت کے خوف یا کسی دوسرے سبب سے چھوڑ بھی گئے۔

امام بخاریؒ کا تالیف صحیح میں اہتمام

بخاری رح جب کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اول غسل کرکے دو رکعت نفل ادا کرتے

فرماتا تھا (اور وہ نہایت گریہ وزاری سے خدا تعالے کی جناب میں ان کی بصارت کے لئے دعا کیا
کرتی تھیں) ایک شب کو ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو خواب میں دیکھا
آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے تیری گریہ وزاری اور دعا کے سبب سے تیرے فرزند کو
بصارت عنایت فرمائی۔ جب وہ صبح کو اٹھیں تو اپنے لخت جگر کی آنکھوں کو روشن اور بینا پایا۔
(بخاری رح کو احادیث یاد کرنے کا شغف و شوق بچپن ہی سے تھا) چنانچہ دس سال کی
عمر میں یہ حالت تھی کہ مکتب میں جس جگہ پر حدیث کا نام سنتے فوراً اسے یاد کر لیتے۔ مکتب سے
فراغت پائی اور یہ معلوم ہوا کہ بخارا میں داخلی علماء حدیث میں سے ہیں۔ تو ان کی خدمت میں
آمد و رفت شروع کی۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ داخلی اپنے نسخہ میں سے لوگوں کو احادیث سنا
رہے تھے۔ اثناء درس میں ان کی زبان سے نکلا۔ سُفیانُ عَنْ اَبی الزُّبیرِ عَنْ اِبراھیم۔ بخاریؒ
فوراً بول پڑے کہ حضرت ابوالزبیرؓ تو ابراہیم سے روایت نہیں کرتے۔ مگر جب داخلی نے ان
کی بات کو تسلیم نہ کیا تو بخاری رح نے کہا کہ اس کو اصل نسخہ میں تو دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ داخلی
اپنے مکان میں تشریف لے گئے اور اصل نسخہ پر نظر ڈالی۔ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اس
لڑکے کو بلاؤ۔ جب بخاری حاضر ہوئے تو داخلی نے فرمایا کہ میں نے اس وقت جو پڑھا تھا
بیشک وہ غلط نکلا۔ اب آپ بتلائیں کہ صحیح کس طرح ہے، اس پر بخاری رح نے عرض کیا کہ صحیح
سُفیانُ عَنِ الزُّبیرِ بنِ عدیٍّ عَنْ اِبراھیمَ ہے۔ داخلی حیران ہو گئے اور کہا کہ واقعی ایسا
ہی ہے۔ پھر قلم اٹھا کر قراۃ کے نسخہ کی تصحیح کی۔

یہ واقعہ ان کی عمر کے گیارھویں سال کا ہے۔ جب بخاری سولہ (۱۶) سال کے ہوئے تو آپ نے
(عبداللہ) ابن المبارک کی تمام کتابیں یاد کر لیں۔ اور وکیع کے نسخے بھی ازبر کر لئے۔ پھر اپنی والدہ
اور بھائی احمد کے ہمراہ برائے حج مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ حج سے فراغت پائی تو ان کی والدہ اور
بھائی وطن واپس چلے آئے۔ اور وہ خود بلادِ حجاز میں طلب حدیث کے لئے رک گئے۔ جب
اٹھارہ (۱۸) سال کے ہوئے تو سلسلہ تصنیف شروع کیا اور فضائل صحابہ رض و تابعین رح اور ان کے
اقوال کا ذخیرہ فراہم کرنے لگے یہاں تک کہ اسے ایک مجموعہ کی شکل دے کر اسے مرتب کر کے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر کتاب التاریخ کا مسودہ شروع کر دیا۔ آپ
راتوں کو چاند کی روشنی میں لکھا کرتے تھے۔ بخاری رح یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس تاریخ میں کوئی
ایسا نام نہیں ہے جس کے بارے میں ایک طویل قصہ مجھے یاد نہ ہو۔ اگر کتاب کی طوالت اور

تخریج احادیث الاحیاء۔ عراقی

اس کتاب کا نام المغنی عن حمل الاسفار (فی الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار) ہے اور شیخ حافظ زین الدین عراقی رح (المتوفی ۸۰۶ھ) کی تصنیف ہے۔ ان کی کنیت ابو الفضل اور نام عبدالرحیم بن الحسین العراقی ہے۔

صحیح بخاری

اس کتاب اور نیز اس کے مصنف کے حالات اس درجہ مشہور اور شائع ہیں کہ ان کے بیان میں مشغول ہونا فضول سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن صرف اس نیت سے کہ صالحین کا ذکر نزولِ رحمت کا باعث ہوتا ہے اور نیز یہ کہ اور مشہور کتابوں اور ان کے مصنفین کے حالات بھی اس مختصر رسالہ میں لکھے گئے ہیں اس وجہ سے امام بخاری ؒ کے کچھ حالات جن کا یہ رسالہ متحمل ہو سکتا ہے اس میں لکھے جاتے ہیں۔

امام بخاری رح کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ اور نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بَرِدِزْبہ۔ اس لفظ کو بارِ موحّدہ کے فتح اور رائے مہملہ کے سکون اور دال مہملہ کے کسرہ اور زار معجمہ کے سکون اور اس کے بعد کی بار موحدہ کو فتح اور تار تانیث موقوفہ سے پڑھنا چاہیئے۔ بَرْدِزْبہ، دہقانِ بخارا کی لغت میں کاشتکار یا کارندہ کو کہتے ہیں۔ بخاری رح کو ولار کی طرف نسبت کر کے جُعفی کہتے ہیں۔ چونکہ اس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا اس کو اسی کے قبیلہ کی طرف منسوب کرتے تھے، بخاری رح کے جدّ ثانی مغیرہ حاکم بخارا یمان (بخاری ؒ) جُعفی کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے اس وجہ سے بخاری کو بھی جعفی کہنے لگے۔

امام بخاری رح ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ پیدا ہوئے آپ کمزور جسم کے تھے۔ نہ دراز قامت نہ کوتاہ قد بلکہ درمیانہ قد رکھتے تھے۔

امام بخاری رح کی عودت بصارت

بخاری رح بچپن میں ہی نابینا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ان کی والدہ کو اس کا سخت قلق

مختصر حصن حصین۔ ابن الجزری

اس کتاب کا نام عُدّۃ ہے، جو خود صاحب حصن حصین شیخ شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد الجزری (المتوفی ۸۳۳ھ) کی تصنیف ہے، اس کے خطبہ میں فرماتے ہیں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ ذِکْرَہٗ عُدَّۃً مِّنَ الْحِصْنِ الْحَصِیْنِ وَصَلٰوتُہٗ وَسَلَامُہٗ عَلٰی سَیِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ (الطَّاھِرِیْنَ) وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالتَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَبَعْدُ فَلَمَّا کَانَ کِتَابِی الْحِصْنُ الْحَصِیْنُ مِنْ کَلَامِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مِمَّا لَمْ اُسْبَقْ اِلٰی مِثْلِہٖ مِنَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ وَعَزَّ تَالِیْفُ نَظِیْرِہٖ عَلٰی مَنْ سَلَكَ طَرِیْقَہٗ مِنَ الْمُتَاخِّرِیْنَ لِمَا حَوٰی مِنَ الْاِخْتِصَارِ الْمُبِیْنِ وَالْجَمْعِ الرَّمِیْنِ وَالتَّصْحِیْحِ الْمَتِیْنِ وَالرَّمْزِ الَّذِیْ ھُوَ عَلَی الْعِزِّ وَھِیْنٌ حَدَانِیْ عَلٰی اِخْتِصَارِہٖ فِیْ ھٰذِہِ الْاَوْرَاقِ مِنْ اَصْلِہِ الْمَذْکُوْرِ بَعْدَ اِنْ کُنْتُ سُئِلْتُ عَنْ ذٰلِكَ مِرَارًا فِیْ سِنِیْنَ وَشُھُوْرٍ مِمَّنْ ھُوَ اُنْسُ غُرْبَتِیْ وَکَشْفُ کُرْبَتِیْ فَاَوْجَبَ الْحَقُّ عَلٰی مُکَافَاتِہٖ وَلَمْ اَقْدِرْ عَلَیْھَا اِلَّا بِالدُّعَاءِ لَہٗ فَاَسْاَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی نُصْرَہٗ وَمُعَافَاتَہٗ الخ۔

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنے ذکر کو ایک محفوظ قلعہ کا سامان بنایا اور صلوٰۃ وسلام ہو مخلوق کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی اُمّی اور امین ہیں اور آپ کی پاک و برگزیدہ اولاد پر اور آپؐ کے تمام اصحابؓ پر اور ان لوگوں پر جو قیامت تک نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کریں، اس کے بعد (گزارش ہے کہ) چونکہ میری کتاب الحصن الحصین من کلام سید المرسلین، ایسی کتاب تھی کہ متقدمین نے اس جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اور متاخرین کا طریقہ اختیار کرنے والوں میں اس کی نظیر کا تالیف ہونا نادر تھا۔ کیونکہ وہ صاف اختصار، عمدہ جامعیت اور مضبوط صحت پر حاوی اور محمد معاون رموز سے مزیّن ہے میں ان اوراق میں اصل مذکور کا کچھ خلاصہ اختصار کرنے پر آمادہ ہوا ہوں۔ چونکہ مجھ سے بارہا مہینوں اور برسوں ایسے شخص کی جانب سے اس امر کی خواہش کی گئی جو میری وحشت میں اُنس پیدا کرتا اور میرے کرب کو دور کرتا ہے، اور جس کا بدلہ میرے ذمہ واجب ہے درآنحالیکہ میں اس کے حقوق کی تلافی پر قادر نہیں سوائے اس کے کہ اس کے لئے دعا کروں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کی مدد کرے اور اسکو تندرست اور خوش و خرّم رکھے الخ۔

پانچویں حدیث کے بعد جو نہی عن الشرب قائما (یعنے کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت) ہے، یہ قطعہ درج ہے:۔

إِذَا رُمْتَ تَشْرَبُ فَاقْعُدْ تَفُزْ	تَشَبُّهُ صَفْوَةِ اَهْلِ الْحِجَازِ
جب پانی پینے کا ارادہ کرے تو بیٹھ جا تاکہ	اہل عرب کے برگزیدہ سے مشابہت نصیب ہو
وَقَدْ صَحَّحُوا شُرْبَهُ قَائِمًا	وَلٰكِنَّهُ لِبَيَانِ الْجَوَازِ
محدثین نے نبی کریمؐ کی کھڑے ہو کر پانی پینے کو بھی صحیح ثابت کیا ہے	لیکن یہ عمل صرف بیان جواز کے لیے تھا

چھٹی حدیث کے بعد جس کے راوی ضمام بن ثعلبہؓ ہیں یہ قطعہ درج ہے:۔

وَاظِبْ عَلَى السُّنَنِ الصَّحِيحَةِ تَكْتَسِبْ	اَجْرًا وَيَرْضَى اللّٰهُ عَنْكَ وَتَرْبَحُ
احادیث صحیحہ پر ہمیشہ عمل پیرا رہ تجھ کو اسکے عوض اجر حاصل ہوگا۔	اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوگا اور تو اس سے نفع بھی اٹھائے گا
فَاِنِ اقْتَصَرْتَ عَلَى الْفَرَائِضِ فَلْيَكُنْ	مِنْ غَيْرِ زُهْدٍ فِي النَّوَافِلِ تُفْلِحُ
اگر تو فرائض پر اکتفا کرے تب بھی فلاح کو پہنچے گا۔	بشرطیکہ نوافل سے اعراض و انکار نہ کرے

ساتویں حدیث کے بعد جس میں دس صحابیوں کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ یہ قطعہ درج ہے:۔

لَقَدْ بَشَّرَ الْهَادِي مِنَ الصَّحْبِ زُمْرَةً	بِجَنَّاتِ عَدْنٍ كُلُّهُمْ فَضْلُهُ اشْتَهَرْ
صحابہ میں سے ایک جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات عدن کی خوشخبری دی ہے، ان میں سے ہر ایک کا فضل و کمال مشہور ہے۔	
سَعِيدٌ زُبَيْرٌ سَعْدٌ طَلْحَةُ عَامِرٌ	اَبُو بَكْرٍ عُثْمَانُ ابْنُ عَوْفٍ عَلِيٌّ عُمَرْ
وہ یہ ہیں سعیدؓ زبیرؓ سعدؓ طلحہؓ عامرؓ	ابوبکرؓ عثمانؓ ابن عوفؓ علیؓ اور عمرؓ

مسلسلات صغرای

یہ کتاب جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔ ان میں سے ایک حدیث مسلسل بیوم العید ہے۔ اور ایک حدیث مسلسل بمصافحہ ہے، جو انس بن مالکؓ سے مروی ہے، ان میں سے اکثر مسلسلات حضرت شیخ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کی کتاب المسلسلات میں درج ہیں، راقم الحروف کو بحمد اللہ انکا سماع حاصل ہے، اسی سبب سے اس میں سے کچھ نہیں لکھا گیا۔

---

[۱] مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

مجموعہ ہے جنہیں وہ اپنے چالیس شیوخ سے نقل کرتے ہیں اور ہر شیخ کی سند علیحدہ علیحدہ صحابی تک منتہی ہوتی ہے۔ گویا صحابہ میں سے بھی چالیس شخص اُن کے راوی ہوئے۔ اُن میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ روایتِ حدیث کے بعد کوئی شعر بھی ضرور لکھتے ہیں۔ چنانچہ ان چالیس حدیثوں میں سے دوسری حدیث یہ ہے:۔

اِنَّ النَّاسَ لَمْ يُؤْتَوْا شَيْئًا بَعْدَ كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ مِثْلَ الْعَافِيَةِ۔ یعنی لوگوں کو کلمۂ اخلاص کے بعد عافیت اور صحت سے بڑھ کر (قابلِ قدر) کوئی چیز عطا نہیں کی گئی۔

اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے:۔

اَمْرَانِ لَمْ يُؤْتَ امْرُءٌ عَاقِلٌ ۔۔۔ مِثْلَهُمَا فِيْ دَارِنَا الْفَانِيَةِ

دو چیزیں ایسی ہیں کہ کسی عاقل کو اس دارِ فانی میں اُن کے مثل کوئی چیز نہیں دی گئی

مَنْ يَسَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ ۔۔۔ شَهَادَةُ الْاِخْلَاصِ وَالْعَافِيَةِ

جس کو اللہ تعالیٰ شہادتِ اخلاص یعنی کلمۂ طیبہ نصیب کرے اور اسے صحت و عافیت بھی نصیب ہو

تیسری حدیث یہ ہے:۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے) اور اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے:۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ۔۔۔ فِيْ كُلِّ اَمْرٍ اَمْكَنَتْ فُرْصَتُهٗ

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے ۔۔۔ ہر اس کام میں جس کے کرنے کا وقت ملے

فَانْوِ الْخَيْرَ وَافْعَلِ الْخَيْرَ وَاِنْ ۔۔۔ لَمْ تُطِقْهُ اَجْزَاَتْ نِيَّتُهٗ

نیت اچھی کرو اور کام بھی اچھا ۔۔۔ اگر اچھے کام کی توفیق نہ مل سکے تو اچھی نیت ہی کافی ہے

چوتھی حدیث یہ ہے:۔ مَا مِنْ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهٗ صَلٰوةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ طُهُوْرَهَا وَرُكُوْعَهَا وَخُشُوْعَهَا الخ (نہیں ہے کوئی مسلمان آدمی سوائے اس کے کہ اس کو فرض نماز کا وقت ملے اور وہ اچھی طرح وضو کرے اور رکوع و خشوع بھی اچھی طرح ادا کرے) اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے:۔

اَحْسِنِ التَّطْهِيْرَ وَاخْشَعْ قَانِتًا ۔۔۔ مُطْمَئِنًّا فِيْ جَمِيْعِ الرَّكَعَاتِ

اچھی طرح وضو کرو اور نماز کی تمام رکعتوں میں ۔۔۔ خموشی و اطمینان سے خشوع و خضوع کرنا چاہئے

فَهُوَ كَفَّارَةٌ مَا قَبْلَهٗ ۔۔۔ مِنْ صَغِيْرِ الذَّنْبِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ[1]

پس یہ (وضو) پچھلے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا ۔۔۔ کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیا کرتی ہیں۔

---

[1] ان الحسنات اشارہ ہے آیہ شریفہ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ کی طرف۔

لَوْلَا التُّقٰی شَرَدَنِیْ — اَهْجُرُ طِیْبَ الْوَسَنِ
اگر تقوے مانع نہ آتا — تو میں عمدہ خواب کو چھوڑ دیتی
اِنَّ التُّقٰی شَرَّدَنِیْ — کَمَا تَرٰی عَنْ وَطَنِیْ
بیشک تقوے نے ہی مجھے میری وطن سے نکالا — چنانچہ تو دیکھ رہا ہے
اَفِرُّ مِنْ وَجْدِیْ بِهٖ — فَحُبُّهٗ تَیَّمَنِیْ
میں بوجہ تقوے اپنے عشق سے کنارہ کش ہوں — حالانکہ اس کی محبت نے مجھے دیوانہ کر دیا

ثُمَّ قَالَتْ تَطُوْفُ بِالْبَیْتِ اَمْ بِرَبِّ الْبَیْتِ فَقُلْتُ اَطُوْفُ بِالْبَیْتِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمَ مَشِیَّتَكَ فِیْ خَلْقِكَ خَلْقٌ كَالْاَحْجَارِ ثُمَّ اَنْشَاَتْ تَقُوْلُ۔

پھر اُسنے کہا تو بیت (کعبہ) کا طواف کرتا ہے یا رب بیت (خدا) کا میں نے کہا کہ میں بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔ تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور استعجاب کے ساتھ کہنے لگی اے اللہ! تو پاک ہے تو پاک ہے تیری مشیت و ارادہ مخلوق میں کسقدر عظیم الشان ہو کہ تو نے پتھر جیسی مخلوق کو پیدا کیا۔ پھر یہ اشعار پڑھنے شروع کئے۔

یَطُوْفُوْنَ بِالْاَحْجَارِ یَبْغُوْنَ قُرْبَةً — اِلَیْكَ وَهُمْ اَقْسٰی قُلُوْبًا مِنَ الصَّخْرِ
وہ پتھروں کا طواف کرکے تیری قربت کو طلب کرتے ہیں — حالانکہ اُن کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔
وَتَاهُوْا فَلَمْ یَدْرُوْا مِنَ التِّیْهِ مَنْ هُمْ — وَحَلُّوْا مَحَلَّ الْقُرْبِ فِیْ بَاطِنِ الْفِكْرِ
وہ حیران و سرگشتہ ہوئے اور سرگشتگی کی وجہ سے ان کو یہ پتہ نہ رہا کہ وہ کون ہیں — اور اپنے خیال میں وہ منازل قربت میں اُترے
فَلَوْ اَخْلَصُوْا فِی الْوُدِّ غَابَتْ صِفَاتُهُمْ — وَقَامَتْ صِفَاتُ الْوُدِّ لِلْحَقِّ بِالذِّكْرِ
اگر وہ دوستی میں خالص ہوتے تو ان کی یہ صفات ان سے غائب ہو جاتیں — اور ذکر کی وجہ سے خدا کی محبت کے آثار ان پر طاری ہو جاتے

قَالَ الْجُنَیْدُ فَغُشِیَ عَلَیَّ مِنْ قَوْلِهَا فَلَمَّا اَفَقْتُ لَمْ اَرَهَا۔

جنید فرماتے ہیں کہ اسکے اس قول سے مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اسے وہاں نہ پایا۔

الامتناع بالاربعین المتباینۃ لشرط السماع ابن حجر عسقلانی

یہ کتاب شیخ ابن حجر عسقلانی[۱] (المتوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ اُن چالیس احادیث کا

[۱] اس کتاب میں "فتح الباری شرح بخاری" کے بیان میں آپ کے مختصر حالات زندگی درج ہیں۔

خَطَایَاہُ فَاِذَا رَاحَ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ قَدَمٍ عَمَلَ عِشْرِیْنَ سَنَۃً فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ اُجِیْزَ بِعَمَلِ مِائَتَیْ سَنَۃٍ۔

جائے تو دو سو سال کے عمل کے برابر اس کو اجر دیا جائے گا۔

جنید اور ایک لونڈی کا واقعہ

پھر ارشادات میں اس طرح بیان کیا ہے:۔

اَخْبَرَنَا اَبُوالْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بَاکُوْیَہٖ قَالَ اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ اَبِیْ نَصْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ نُصَیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْجُنَیْدَ یَقُوْلُ حَجَجْتُ عَلَی الْوَحْدَۃِ فَجَاوَرْتُ بِمَکَّۃَ فَکُنْتُ اِذَا جَنَّ اللَّیْلُ دَخَلْتُ الْمَطَافَ فَاِذَا بِجَارِیَۃٍ تَطُوْفُ فَتَقُوْلُ۔

ابوالحسن علی بن محمد بن احمد المؤذن، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن باکویہ، نصر بن ابی نصر جعفر بن نصیر فرماتے ہیں کہ میں نے جنید رحؒ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں اکیلا حج کو گیا، اور مکہ میں مقیم ہوگیا، جب رات تاریک ہوتی تو میں مطاف میں داخل ہوتا تھا۔ (اور وہاں طواف کرنے میں مشغول ہوتا۔ ایک روز میں گیا تو میں نے) ایک لونڈی کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ طواف کر رہی ہے۔ اور یہ اشعار اس کی زبان پر ہیں۔

اَبَی الْحُبُّ اَنْ یَّخْفٰی وَکَمْ قَدْ کَتَمْتُہٗ ٭ فَاَصْبَحَ عِنْدِیْ قَدْ اَنَاخَ[1] وَطَنَّبَا[2]

ہر چند میں نے چھپانا چاہا مگر محبت نے مخفی رہنے سے انکار کیا ٭ اور اب اس نے اندر جگہ کرلی اور خیمہ گاڑ دیا

اِذَا اشْتَدَّ شَوْقِیْ هَامَ قَلْبِیْ بِذِکْرِہٖ ٭ فَاِنْ رُمْتُ قُرْبًا مِّنْ حَبِیْبِیْ تَقَرَّبَا

جب میرا شوق شدت پکڑ جاتا ہے تو میرا دل اس (محبوب) کی ذکر سے حیران و سراسیمہ ہو جاتا ہے جب اپنے محبوب سے قرب کی خواہش ہوتی ہے تو اس کا ذکر قریب ہو جاتا ہے۔

وَیَبْدُوْ فَاُفْنِیْ ثُمَّ اُحْیِیْ لَہٗ بِہٖ ٭ وَیُسْعِدُنِیْ حَتّٰی اَلَذَّ وَاَطْرَبَا

اور وہ ظاہر ہوتا ہے تو کبھی اسکے لئے زندہ کی جاتی ہوں اور کبھی مردہ ٭ اور وہ میری مدد کرتا ہے یہاں تک کہ میں لذت پاتی ہوں اور خوش ہوتی ہوں

قَالَ قُلْتُ لَہَا یَا جَارِیَۃُ اَمَا تَتَّقِیْنَ اللّٰہَ فِیْ مِثْلِ ہٰذَا الْمَکَانِ تَتَکَلَّمِیْنَ بِہٰذَا الْکَلَامِ فَالْتَفَتَتْ اِلَیَّ وَقَالَتْ لِیْ۔ یَا جُنَیْدُ

(جنید رحؒ کہتے ہیں) میں نے اس لونڈی سے کہا کہ اے جاریہ کیا اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی اس (متبرک) مقام میں یہ باتیں کرتی ہے تو اس نے میری طرف دیکھ کر کہا اے جنید!

---

[1] اونٹ بٹھایا [2] خیمہ کو تاننا مراد اقامت۔

وَرَجَوْتُ بِذَالِكَ الدُّخُولَ فِي زُمْرَةِ الَّذِيْنَ وَرَدَ فِيهِمِ الْخَبَرُ الْمَشْهُوْرُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِنْ أُمَّتِي الخ فَاسْتَحْكَمَتْ فِي دَاعِيَةُ أَنْ أُخْرِجَ مِنْ مَّسْمُوْعَاتِي أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا عَنْ أَرْبَعِيْنَ شَيْخًا مِّنْ مَّشَايِخِي عَنْ أَرْبَعِيْنَ نَفَرًا مِّنَ الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِيْنَ وَأَتَيَمَّنَ بِالْبِدَايَةِ بِالْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ فَيَجْتَمِعُ لَهَا مَعَ شَرَفِ الْمَتْنِ شَرَفُ السَّنَدِ جَعَلَ اللهُ تَعَالَى سَعْيًا خَالِصًا بِوَجْهِهٖ وَأَمْلَانَا مِنْ نَوَالِ بَرَكَاتِهٖ بِفَضْلِهٖ وَسِعَةِ جُوْدِهٖ۔

ان چالیس شیوخ سے جن کی صحبت میں نے پائی اور جن سے میں نے سماع حدیث کیا، جمع کر چکا تھا، اس جمع کرنے سے میں نے یہ امید کی کہ میں ان لوگوں کے زمرہ میں داخل ہو جاؤں جن کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث وارد ہوئی ہے۔ من حفظ اربعین حدیثا من امتی الخ میرے دل میں اس کا پختہ ارادہ پیدا ہوا کہ میں اپنی سُنی ہوئی حدیثوں میں سے صرف اُن چالیس حدیثوں کی تخریج کروں جن کو میرے استادوں میں سے چالیس استادوں نے چالیس صحابہ کرام سے نقل کیا ہو اور ان میں بھی ابتدا عشرہ مبشرہ بالجنۃ یعنے وہ دس صحابہ جنکو بہاہیں جنت کی بشارت دیدی گئی تھی، سے ابتدا کروں تاکہ شرف متن کے ساتھ ساتھ شرف سند کا فخر بھی حاصل ہو جائے، اللہ تعالے ہماری کوشش کو خالص اپنی ذات کیلئے کرے اور اپنے فضل کشادہ بخشش کے باعث ہم کو برکتوں کی بخششوں سے بھر دے۔

اس کی پہلی حدیث اس طرح بیان کی ہے:۔

أَخْبَرَنَا جَدِّي أَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْتَمْلِي قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْسَعِيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى بْنِ الْفَضْلِ الصَّيْرَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ يُوْسُفَ الْأَصَمُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ هَاشِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ السَّكَنِ يُكَنّٰى أَبَا سُلَيْمَانَ الْفَزَارِيُّ الْحِمْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي نَصْرٍ عَنْ أَبِي رَجَاءِ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ ذُنُوْبُهٗ وَ

طاہر بن محمد المستملی، ابوسعید محمد بن موسیٰ بن الفضل الصیرفی، محمد بن یعقوب بن یوسف الاصم، ابوالدرداء ہاشم بن محمد، عتبہ بن السکن ابوسلیمان الفزاری الحمصی، ضحاک بن ابی حمزہ، ابونصر، ابورجاء العطاردی، عمران بن حصین، حضرت ابوبکر صدیق رض فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کردی جائیں گی۔ پھر اگر وہ نماز جمعہ کے لئے چلے گا تو اللہ تعالے ہر قدم پہ بیس سال کا عمل لکھ دے گا۔ اور جب نماز (بھی) پوری ہو

وَبَقِيَ الْعَادِلُ فِيهِمْ ثَلٰثِيْنَ سَنَةً ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔

پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر مگر لکھا ہے کتاب میں۔ بے شک یہ اللہ تعالےٰ پر آسان ہے۔ (یعنے جس کی جتنی عمر ہے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے)

یہ علی بن معروف، علی بن الفراء کے (جو عمدہ محدثین میں سے ہیں) استاد ہیں اور ابراہیم بن عبد الصمد ہاشمی کے شاگرد ہیں، جیساکہ گزشتہ حدیث کے اسناد میں بیان ہوا۔ خطیب کہتے ہیں کہ محمد بن الباغندی۔ ابو القاسم بغوی اور قاضی محاملی بھی اُن کے شاگرد ہیں۔ اور میں ایک واسطہ سے ان سے روایتیں لاتا ہوں۔ ابو الحسن نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی وفات کا سال تو معلوم نہیں۔ البتہ اس قدر معلوم ہے کہ ۳۸۵ھ تک زندہ رہے۔ کیونکہ ابن التوزی نے اُن سے اسی سال حدیث کا سماع کیا ہے، گویا اس سن کے بعد کسی سال وفات ہوئی۔

اربعین شحامی

اس کتاب میں چالیس[1] حدیثیں ہیں جن کے آخر میں اشعار و حکایات بھی بیان کی گئی ہیں شحامی کا نام و نسب یہ ہے۔ ابو منصور[1] عبد الخالق بن زاہر بن طاہر الشحامی۔ اس کتاب کے دیباچہ میں یہ خطبہ ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى اٰلَائِهٖ حَمْدًا كَمَا يَنْبَغِيْ لِكَرَمِ وَجْهِهٖ وَعِزِّ جَلَالِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْمُفَضَّلِ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَصَحْبِهِ الطَّاهِرِيْنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَبَعْدُ فَقَدْ سَلَفَ مِنِّيْ جَمْعُ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ شَيْخًا مِّنْ مَّشَائِخِي الَّذِيْنَ اَدْرَكْتُهُمْ وَسَمِعْتُ مِنْهُمْ

ہر قسم کی نعمتوں پر تمام محامد کا مستحق وہی خدا ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے میں اس کی وہ کامل حمد کرتا ہوں جو اس بزرگ ذات اور اس کی عزت جلال کے شایان ہے۔ درود و سلام اس ذات پر نازل ہوتا ہے جس کو تمام مخلوق پر فضیلت دی گئی ہے جن کا نام محمدؐ ہے اور انکے بعد آپ کی پاک اولاد اور آپکے پاکباز صحابہ پر۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد (یہ عرض ہو کہ) میں اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس[1] حدیثیں اپنے شیوخ میں سے

[1] نیشاپور میں شوال ۵۴۹ھ میں وفات پائی۔

بن موسیٰ بن محمد بن ابراهیم بن محمد
بن علی بن عبد الله بن عباس قال حدثنی
ابی قال حدثنی محمد بن ابراهیم الامام
عن عبد الصمد بن علی بن عبد الله بن
عباس قال حدثنی ابی عن جدی عبد الله
قال قال النبی صلی الله علیه وسلم انه
کان فی بنی اسرائیل ملکان اخوان علی
مدینتین وکان احدهما بارا برحمه
عادلا فی رعیته وکان الاخر عاقا لرحمه
جابرا علی رعیته وکان فی عصرهما نبی
فاوحی الله الی ذلک النبی انه قد بقی من
عمر هذا البار ثلث سنین ومن عمر هذا
العاق ثلثون سنة فاخبر ذلک النبی رعیة
هذا ورعیة هذا فاحزن ذلک رعیة
العادل واحزن ذلک رعیة الجابر قال
ففرقوا بین الاطفال والامهات وترکوا
الطعام والشراب وخرجوا الی الصحراء
یدعون الله عز وجل ان یمتعهم
بالعادل ویزیل عنهم امر الجابر فاقاموا
ثلثا فاوحی الله عز وجل الی ذلک النبی
ان اخبر عبادی انی قد رحمتهم فاجبت
دعائهم فجعلت ما بقی من عمر هذا
البار لذلک الجابر وما بقی من عمر
ذلک الجابر لهذا البار قال فرجعوا
الی بیوتهم ومات الجابر لتمام ثلث سنین

نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی دو شہروں کے بادشاہ
تھے۔ ان میں سے ایک تو اپنے قرابت داروں کے ساتھ
صلہ رحمی (بھلائی) اور اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کرتا
تھا۔ اور دوسرا قطع رحمی سے پیش آتا تھا اور اپنی رعیت
پر ظلم کرتا تھا۔ ان کے زمانہ میں ایک نبی تھے۔ اللہ
تعالیٰ نے اُن (نبی) پر وحی نازل فرمائی کہ اس نیک
بخت بادشاہ کی عمر کے صرف تین سال باقی رہ گئے
اور اس نافرمان کی عمر کے تیس سال باقی ہیں۔ نبی نے اس
امر کی اطلاع دونوں بادشاہوں کی رعیت کو دے
دی۔ تو اس عادل کی رعایا کو (بھی) اس کا غم ہوا اور
اس ظالم کی رعایا (بھی) غمگین ہوئی۔ دونوں کی رعیت
نے بچوں کو ماؤں سے جدا کر دیا، اور کھانا پینا ترک کر کے
صحرا میں جا کر دعا کرنے لگے کہ خدا! اس جابر کے پنجہ
سے نجات دے اور عادل کا زمانہ دیر تک قائم رہے
(تاکہ رعایا کو چین نصیب ہو) اسی طرح تین دن دعا
میں گزر گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پر یہ وحی
نازل فرمائی کہ میرے بندوں کو اس کی خبر کر دو کہ میں نے ان پر
رحم کیا اور ان کی دعا قبول کی۔ اور میں نے اس عادل کی عمر میں
سے جو کچھ باقی رہا تھا وہ تو اس ظالم کو دے دیا۔ اور
اس ظالم کی عمر میں سے جو کچھ باقی رہا تھا وہ اس
نیک بخت کو عطا کر دیا (یہ سنکر) لوگ خوشی خوشی
گھروں کو واپس ہوئے (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) وہ ظالم تو
تین سال کے بعد ہی مرگیا۔ اور وہ عادل تیس سال تک
زندہ رہا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت
فرمائی۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور نہ عمر

قَالَتْ لَمَّا انْصَرَفَ الْمُشْرِكُونَ مِنْ اُحُدٍ وَاَصَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ مَا اَصَابَهُمْ خَافَ اَنْ يَّرْجِعُوْا مَنْ يَّنْتَدِبُ لِهٰؤُلَاءِ فِي خِبَائِهِمْ حَتّٰى يَعْلَمُوْا اَنَّ بِنَا قُوَّةً قَالَتْ فَانْتَدَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ فِي سَبْعِيْنَ فَخَرَجُوْا فِيْ آثَارِ الْقَوْمِ فَسَمِعُوْا بِهِمْ فَانْصَرَفُوْا قَالَتْ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ قَالَتْ لَمْ يَلْقَوْا عَدُوًّا۔

لوٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب کو وہ تکلیف پہنچی جو پہنچی تھی (یعنی ظاہری شکست) اور آپ کو یہ خوف ہوا کہ شاید کفار پھر پلٹ کر آ رہے ہیں (یعنے جب آپ کو کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ کفار کا باہم مشورہ ہوا ہے کہ مسلمان بھاگ تو گئے ہیں اور ان میں ضعف آگیا ہے، ایک حملہ اس شدت سے اور کرو کہ انکا استیصال اور قلع قمع ہو جائے) تو آپ نے فرمایا کہ کون ہے جو میرا حکم بجا لائے، اور ان کے خیموں میں گھس پڑے تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ (ہنوز) ہم میں قوت ہے۔ تو ابوبکرؓ اور زبیرؓ نے آپکا حکم قبول کیا اور ستر آدمیوں کے ساتھ قوم کے پیچھے نکل کھڑے ہوئے جب کفار کو یہ معلوم ہوا تو وہ لوٹ گئے، پھر حضرت عائشہؓ نے یہ آیت پڑھی فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ۔ اور یہ بھی کہا کہ ان دونوں نے دشمن کو نہ پایا۔

ابن السماک کی کنیت ابوعمرو اور نام و نسب یہ ہے: عثمان بن احمد بن یزید بغدادی دقاق۔ ابن السماک کے ساتھ معروف ہیں۔ انھوں نے محمد بن عبید اللہ المنادی، حنبل بن اسحاق، حسن بن مکرم۔ یحیی بن ابی طالب اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے علم حدیث حاصل کیا اور خود ان سے حاکم۔ ابن مندہ، ابن القطان، ابوعلی ابن شاذان اور دوسرے بزرگ روایت کرتے ہیں۔ خطیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن رزقویہ سے یہ سنا ہے: خُذْ مِنَ الْبَازِيِّ الْاَبْيَضِ اَبُوْعَمْرِو بْنِ السَّمَّاكِ (سفید باز ابوعمرو بن سماک سے علم حاصل کرو) ماہ ربیع الاول ۳۴۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ ان کے مکان سے قبرستان تک ان کے جنازہ کے ساتھ پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ آدمی تھے۔

جزء فضائل اہل البیت۔ ابوالحسن بزاز

یہ کتاب ابوالحسن علی بن معروف بزاز کی تصنیف ہے۔ آخر کتاب میں باب حدیث البر والصلۃ کے ذیل میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ پھر اللہ کے فضل اور احسان سے چلے آئے (اور) ان کو کچھ برائی نہ پہنچی اور اللہ تعالے کی رضا مندی کی انہوں نے پیروی کی اور اللہ تعالے بڑا فضل والا ہے۔

اور شیخ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ اسے پوشیدہ طور پر مستحقین کو عنایت فرمائیے میرا نام کسی پر ہرگز ظاہر نہ کیجئے۔ شیخ ابو عثمان پر حالت گریہ طاری ہو گئی اور فرمایا کہ تیری ہمت پر صد آفرین۔

علامہ ابن نجید کے چند ملفوظات

ابن نجید کے ملفوظات میں سے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا سالک پر جو حالی وارد ہو (گو وہ بُرا نہ ہو) مگر جب وہ نتیجہ میں علم کو مفید نہ ہو تو اس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ ہوتا ہے یہ بھی فرمایا کہ مقام عبودیت اس وقت نصیب ہوتا ہے جب سالک اپنے افعال کو ریار اور اپنے تمام اقوال کو محض دعویٰ سمجھے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص کو مخلوق کے سامنے اپنا زوال جاہ شاق نہ ہو تو اس کے لئے دنیا اور اہل دنیا کو ترک کر دینا آسان ہو جاتا ہے۔

شیخ ابو عثمان حیری ابن نجید کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ لوگ اس جوان کی محبت میں مجھے ملامت کرتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ میرے طریق پر اس کے سوا اور کوئی نہیں چلے گا۔ اور میرے مرنے کے بعد یہی شخص میرا خلیفہ ہو گا۔

جزء الفیل لابی عمرو بن السمّاک

حضرت عائشہ رضؓ کی حدیث میں جو ابوبکرؓ اور زبیرؓ کی فضیلت میں ہے اور جو اس کتاب کا ابتدائی حصہ ہے یہ حدیث نقل کی گئی ہے :-

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعُطَارِدِيُّ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِيْ كَانَ اَبَوَاكَ يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ وَالزُّبَيْرِ مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ

احمد بن عبد الجبار الکوفی، ابو معاویہ، ہشام بن عروہ، عروہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اے بھانجے میرے تمہارے باپ یعنی ابوبکر اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ (پھر یہ بھی فرمایا (اصل واقعہ یہ ہے) کہ جب مشرکین اُحد سے

لے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا۔

ابن نجید کا نام و نسب یہ ہے۔ ابو عمرو اسمٰعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن خالد سلمی نیشاپوری تصوف، عبادات اور معاملات میں اپنے زمانہ کے شیخ تھے۔ اپنے باپ دادا سے میراث میں بہت مال پایا تھا۔ جو سب کا سب خدا کی راہ میں اور علماء و مشائخ پر صرف کر دیا۔ انہوں نے (شیخ) جنید اور ابو عثمان حیری اور دیگر بزرگوں کی صحبت پائی تھی، ابراہیم بن ابی طالب۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل۔ محمد بن ایوب رازی اور ابو مسلم کجی سے حدیث کا فیض حاصل کیا۔ ان کے نواسے ابو عبدالرحمن سلمی (جو صوفیا کے شیخ ہیں) اور ابو عبداللہ حاکم اور دوسرے چیدہ بزرگوں نے خود اُن سے حدیث پڑھ کر ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا۔ ان کے زمانہ کے لوگ اُن کو ابدال جانتے تھے۔ ترانوے سال کی عمر پائی، اور ۳۶۵ھ میں انتقال ہوا۔

علامہ ابن نجید کی خدمات اور ان کے عدم اظہار پر اصرار

اُن کے مناقب جلیلہ میں یہ واقعہ عجیب و غریب ہے کہ ایک دفعہ اُن کے شیخ ابو عثمان حیری کو بعض سرحدوں کے جہاد میں مجاہدین کی خدمت کے لئے کچھ خرچ کی ضرورت پیش آئی شیخ نے لوگوں سے وصولی کی بہت کچھ کوشش کی مگر جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو ایک روز عین مجلس میں اس غرض سے آئے کہ شاید یہ عمل خیر اُن (ابن نجید) کے ہاتھوں انجام کو پہنچے۔ شیخ نے نہایت حسرت سے گریہ وزاری کرتے ہوئے اس ضرورت کو بیان کیا۔ ابن نجید نے اپنے شیخ کا یہ حال دیکھا تو دو ہزار درم کی تھیلیاں اپنے مکان سے لا کر شیخ کے قدموں میں ڈال دیں، شیخ بہت خوش ہوئے اور بر سر مجلس تمام لوگوں کے روبرو اس عمل خیر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اے دوستو! خوش ہو جاؤ ابو عمرو نے تم سب کی طرف سے اس بار کو برداشت کر لیا مجھے امید ہے کہ اس عمل کے بدلہ میں قرب الٰہی میں انھیں مراتب عالیہ نصیب ہوں گے۔ ابن نجید بھی اس مجلس میں موجود تھے انہوں نے یہ خیال کر کے کہ میرا عمل لوگوں پر ظاہر ہو گیا ہے۔ بے تابانہ اٹھ کر عرض کیا کہ اے حضرت! اے میرے شیخ! میں اپنی والدہ کا یہ مال اُٹھا لایا تھا اب انھیں خبر ہوئی تو وہ اس کے دینے میں رضامندی ظاہر نہیں کرتیں تو یہ مال خدا کی راہ میں کس طرح مقبول ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ آپ یہ مال مجھے واپس کر دیں گے۔ تاکہ میں اپنی والدہ کے سپرد کر دوں اور اس گناہ سے چھٹکارا پاؤں۔ شیخ نے یہ حقیقت سنتے ہی وہ تمام مال اُسی وقت واپس کر دیا۔ اور وہ اُسے اٹھا کر لے گئے۔ جب رات ہوئی اور حاضرین مجلس شیخ سے جدا ہو گئے تو ابن نجید اُس مال کو لائے

أبو سعيد محمد بن عبد الملك بن أسد قال أخبرنا أبو محمد الخلال قال حدثني علي بن أحمد السرخسي الحافظ من حفظه قال حدثنا عبد الله بن عثمان الواسطي قال سمعت أبا القاسم بن أيوب بن محمد خطيبنا بواسطة يقول سمعت أبا عثمان المازني يقول حدثنا سيبويه عن الخليل بن أحمد عن ذر بن عبد الله الهمداني عن الحارث عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أهل المعروف في الدنيا أهل المعروف في الآخرة وأهل المنكر في الدنيا هم أهل المنكر في الآخرة۔

الحافظ عبد اللہ بن عثمان الواسطی۔ ابوالقاسم بن ایوب بن محمد، ابوعثمان المازنی، سیبویہ، خلیل بن احمد، ذر بن عبداللہ الہمدانی، حارث، حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں بھلائی کرنے والے ہیں وہی آخرت میں بھلائی کرنیوالوں میں شمار ہونگے اور جو کوئی دنیا میں برائی کرنیوالے ہیں وہی آخرت میں بھی برائی کرنیوالوں میں شمار ہوں گے

جزء ابن نجید

ابن نجید اپنے زمانہ کے اوتاد، اپنے وقت کے صوفیاء کرام کے شیخ اور زہد و عبادت میں یکتا تھے خراسان میں بلندئ اسناد میں مشار الیہ اور مشہور آفاق تھے۔ اس جزء کے شروع میں اس طرح بیان کیا ہے :۔

حدثنا أبو مسلم إبراهيم بن عبد الله الكجي قال حدثنا أبو عاصم الضحاك بن مخلد النبيل عن الأوزاعي قال حدثني قرة بن عبد الرحمن عن ابن شهاب عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال الله تعالى أحب عبادي إلي أعجلهم فطرا۔

ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ الکجی، ابوعاصم الضحاک بن مخلد النبیل، اوزاعی، قرۃ بن عبدالرحمان، ابن شہاب۔ ابوسلمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے کو وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو اپنے روزہ (وقت پر) افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

وَتَلُوهُ وَرَدَتْ فِيهِ مُصَافَحَةٌ — لِمُسْلِمٍ حَافِظِ الْأَلْفَاظِ وَالسَّنَدِ

اور اسکے بعد کی حدیث میں مصافحت[1] وارد ہوئی ہے — امام مسلم سے، جو الفاظ و سند کے حافظ ہیں

وَمِثْلُهُ بَعْدَ عِشْرِيْنَ مُوَافَقَةٌ — لِلتِّرْمِذِيِّ أَبِي عِيْسَى حَمَاهُ رَدٍ

اور اسی طرح بیسویں حدیث کے بعد موافقت[2] ہے — امام ابو عیسیٰ ترمذی سے جنکی حفاظت میں تو بھی آجا

ان کی ایک اور تصنیف بھی ہے جو سو احادیث کا ذخیرہ ہے، جو مائۃ تساعیہ فی الموافقات والابدال العلیۃ کے نام سے مشہور ہے۔ تساعیات مطلقہ۔ اربعین جلیہ فی الاحکام النبویہ اور ایک دوسری اربعین بھی جو جہاد کے بارے میں ہے، اُن کی تالیف کردہ ہیں۔ مجالس بغدادیہ، مجالس دمشقیہ، کشف المغطی فی تبیین الصلوٰۃ الوسطیٰ۔ کتاب فضل صوم ستۃ من شوال۔ کتاب فضل الخیل۔ کتاب التسلی والاغتباط بثواب من تقدم من الافراط۔ کتاب الذکر والتسبیح اعقاب الصلوٰۃ۔ کتاب ذکر ازواج النبی و اولادہ و اسلافہ۔ اور ان کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔

کرامات الاولیاء للخلال

خلال کا نام و نسب یہ ہے، ابو محمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی۔ ۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے ابوبکر وراق۔ ابوبکر ابن شاذان اور اسی طبقہ کے دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ خطیب بغدادی۔ ابوالحسین ابن الطیوری۔ جعفر بن احمد سراج۔ علی ابن عبدالواحد دینوری اور دوسرے کامل ترین محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں۔ تمام محدثین کے نزدیک ثقہ، معتبر اور حفظ حدیث میں اپنے زمانہ کے سردار ہیں۔ صحیحین پر ان کی ایک مسند ہے۔ لیکن وہ نا تمام ہے۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۳۹ھ میں وفات پائی۔ حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں ان کے واسطہ سے یہ روایت کی ہے:۔

أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُنِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَافِظُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي السِّلَفِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا

جعفر بن منیر، احمد بن محمد السلفی، ابو سعید محمد بن عبدالملک، ابو محمد الخلال، علی بن احمد السرخسی

---

[1] مصافحت یہ ہے کہ راوی کی اسناد محدث مصنف کے شاگرد کے مساوی ہو جائے اس عدد میں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہو مثلاً اگر محدث مصنف کے شاگرد کے اسناد کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پانچ عدد ہیں تو اس کے بھی پانچ ہی عدد ہوں۔

[2] محدث مصنف کی موافقت کے یہ معنے ہیں کہ کوئی راوی اپنے سلسلہ کو مع قلت عدد کے اسکے شیخ تک ملادے مثلاً بخاری کے شیخ قتیبہ ہیں اور قتیبہ کے شیخ مالک ہیں پس اگر کوئی راوی اپنی روایت کا سلسلہ قلت عدد کے ساتھ قتیبہ تک پہنچا دے تو اس کو بخاری سے موافقت ہو گئی۔

الْهُدٰى لِمَنْ اَمَّهُ حِيْنَ رَاٰى عُمَرَ
قَدْ كَتَبَ التَّوْرٰىةَ فِيْ لَوْحٍ وَّضَمَّهُ
فَغَضَبَ وَقَالَ لِلْحَافِظِ الرَّاعِيْ لَوْكَانَ
مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهُ اِلَّا اتِّبَاعِيْ فَلَمْ
يُوْسِعْهُ عُذْرًا فِيْ كِتَابِ الَّذِيْ جَاءَ
بِهِ مُوْسٰى نُوْرًا فَمَا ظَنُّكَ بِمَا وَضَعَهُ
الْمُتَخَبِّطُوْنَ فِيْ ظَلَامِ الشَّكِّ وَافْتَرَوْا
فِيْهِ كَذِبًا وَّزُوْرًا فَيَا لَلّٰهِ لِلْعُقُوْلِ
الْخَرِفَةِ غَرِقَتْ فِيْ بِحَارِ ضَلَالِ الْفَلْسَفَةِ
الخ -

مہمات (اہم ترین امور) میں شمار کرلیا ہے، اور ثابت شدہ
مسلمہ امور کے لئے اُسے معیار قرار دیا ہے (چنانچہ) وہ لوگ
اس میں بہت دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک
اس کی تحصیل میں اپنی عمر ضائع و برباد کرتا ہے، افسوس ہے ان پر
کیا انہوں نے ہدایت کے داعی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم) کا قول نہیں سنا جب انہوں نے عمر فاروق رض کو دیکھا کہ وہ
تورات کو تختیوں پر لکھ کر اپنے پاس محفوظ کئے ہوئے ہیں
تو آپ ناراض ہوئے، اور نصیحت کو محفوظ اور اس کی
نگہداشت کرنیوالے (حضرت عمر رض) سے فرمایا یاد رکھو
اگر موسیٰ (میرے زمانہ میں) زندہ ہوتے (جن پر تورات نازل
کی گئی تھی) تو ان کیلئے بھی اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ میرا اتباع کریں (اب تم خیال کرو) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
موسیٰ کی اس کتاب کے بارے میں جو سراسر نور ہی نور تھی، عمر رض کو عذر خواہی کی وسعت نہ دی تو پھر تمہارے لئے ایک ایسے فن
کی نسبت کیا ہونی چاہئے جسے شک کی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانیوالوں نے گھڑ لیا ہو۔ اور جسے جھوٹ و سراسر بناوٹ
کی شکل دیدی ہو، پس حسرت ہے، ان نافرمان عقلوں پر جو فلسفہ کے گمراہ کن سمندر میں ڈوب چکی ہیں۔

دمیاطی کی تصانیف میں چند اربعین بھی ہیں۔ اربعین متباینۃ الاسناد۔ اربعین صغریٰ اور
یہ پہلی اربعین کا مختصر ہے۔ اربعین موافقات عوالی۔ اربعین تساعیات الاسناد الابدال۔ جب
آپ اس اربعین کی تالیف سے فارغ ہوئے تو یہ چند بیت نظم کئے۔

خُذْهَا اَحَادِيْثَ اَبْدَالٍ مُصَحَّحَةً ۔۔۔ وَذَاتَ تُسَاعِيَّةَ الْاِسْنَادِ فِي الْعَدَدِ
تو ان احادیث کو جو ابدال اور صحیح ہیں یاد کرے ۔۔۔ جن کی اسناد شمار میں تساعی ہیں
فِيْ اَوَّلٍ وَتُعَدُّ فِيْهِ مُوَافَقَةً ۔۔۔ لِاَحْمَدَ ابْنِ شُعَيْبٍ قَائِلِ السَّدَدِ
اس کی پہلی حدیث میں نسائی سے موافقت ہے ۔۔۔ جو درست بات کے کہنے والے تھے

[1] اصطلاح محدثین میں ابدال کے یہ معنی ہیں کہ کوئی راوی اپنے سلسلہ اسناد کو محدث مصنف کے شیخ الشیخ تک پہنچا دے۔ مثلاً بخاری قتیبہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ مالک سے اور کوئی دوسرا راوی اپنے دوسرے سلسلہ اسناد کو قلت اعداد کے ساتھ مالک تک پہنچا دے۔

عَلِمَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَوْكَانَ الثَّوْرِيُّ
عَلَى تَعَلُّمِهِ قَدْ أَقْبَلَ وَهَلِ اسْتَعَانَ
بِهِ إِيَاسٌ فِي ذَكَائِهِ أَوْ بَلَغَ بِهِ عَمْرٌو
مَا بَلَغَ مِنْ دَهَائِهِ أَوْ تَمَرَّسَ بِهِ قُسٌّ
وَسَحْبَانُ وَلَوْلَاهُ لَمَا نَعَمَ بِهِ أَحَدُهُمَا
وَلَا أَبَانَ أَتُرَى عُقُولَ الْقَوْمِ كَلِيلَةً
إِذْ لَمْ تُشْحَذْ عَلَى سُنَّتِهِ أَفَتَرَى
فِطْنَتَهُمْ عَلِيلَةً إِذْ لَمْ تَكْرَعْ فِي
أَجِنَّتِهِ كَلَّا هِيَ أَشْرَفُ مِنْ أَنْ تُقَيَّدَ
فِي سِجْنِهِ وَأَشَفُّ مِنْ أَنْ يَسْتَحْوِذَ
عَلَيْهَا طَارِقُ جِنَّتِهِ بِاللَّهِ لَقَدْ أَغْرَقَ
الْقَوْمُ فِيمَا لَا يَعْنِيهِمْ وَأَظْهَرُوا الِافْتِقَارَ
إِلَى مَا لَا يُغْنِيهِمْ بَلْ يَتْبَعُهُمْ مَعَ
السَّآمَاتِ وَيُعَنِّيهِمْ وَالشَّيْطَانُ
يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ أَمَا إِنَّهُ كَانَ أَحَادُ
مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَنْظُرُونَ فِيهِ غَيْرَ
مُجَاهِرِينَ وَيُطَالِعُونَهُ لَا مُتَظَاهِرِينَ
لِأَنَّ أَقَلَّ آفَاتِهِ أَنْ يَكُونَ شُغْلٌ
بِمَا لَا يَعْنِي الْإِنْسَانَ وَإِظْهَارُ تَحَوُّجٍ
إِلَى مَا أَغْنَى عَنْهُ الرَّبُّ الْمَنَّانُ وَأَمَّا
هَؤُلَاءِ فَقَدْ جَعَلُوهُ مِنْ أَكْبَرِ الْمُهِمَّاتِ
وَاتَّخَذُوهُ عُدَّةً لِلثَّوَابِتِ وَالْمُسَلَّمَاتِ
فَهُمْ يُكْثِرُونَ فِيهِ الْإِسْمَاعَ وَيُنْفِقُ
كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي تَحْصِيلِهِ الْعُمُرَ
الْمُضَاعَ وَيُجِيبُهُمْ إِذَا سَمِعُوا قَوْلَ دَاعٍ

مالکؒ نے بھی اسکو پڑھا تھا کیا امام ابو حنیفہؒ کے لئے اسی
نے راستے روشن کئے تھے کیا امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس
کی تعلیم حاصل کی تھی، کیا (سفیان) ثوریؒ نے اسکے پڑھنے
کی طرف توجہ کی تھی. کیا ایاس (بن معاویہ) نے اپنی
ذکاوت میں اس سے مدد لی تھی. یا عمرو (بن العاصؓ) کو
ذہانت و سیاست سے جو کچھ حصہ ملا تھا کیا وہ بھی اس کی وجہ سے
ہی اس مرتبہ کو پہنچے تھے، کیا قس اور سحبان (وائل) نے
اس کے حصول میں کچھ زمانہ لگایا تھا. کہ اگر وہ یہ علم حاصل نہ
کرتے تو فصاحت و ذہانت ظاہر نہ کر سکتے تھے چونکہ قوم
نے اس کی سان پر اپنی عقلوں کو تیز نہیں کیا تو کیا تم ان کو
کند (ذہن) پاتے ہو۔ چونکہ انہوں نے اس (منطق)
کے باغات کی سیر نہیں کی تو کیا تم ان (کی فطانت) کو
علیل پاتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ وہ اس سے بزرگ تر ہیں کہ
اسکے قید خانہ میں محبوس ہوں۔ وہ اس سے بلند تر ہیں کہ تاریکی
کا دل بادل ان کو ڈھانپ لے۔ بخدا یہ لوگ محض بیکار باتوں
میں مستغرق ہیں اور فضول امور کی طرف اپنی احتیاج ظاہر
کرتے ہیں۔ بلکہ مصائب و تکالیف کو جھیلتے ہوئے
بھی اسکا اتباع کرتے ہیں۔ شیطان ان سے وعدے کرتا رہتا
ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے۔ البتہ بعض اہل علم اسکا مطالعہ
کرتے ہیں مگر نام و نمود کیلئے نہیں یہ اس میں غور و خوض کرتے
ہیں مگر دکھاوے اور گھمنڈ کے طور پر نہیں کیونکہ اس علم
میں کم سے کم یہ آفت ہے کہ انسان بے سود باتوں کی طرف
متوجہ رہتا ہے اور ایسی چیز کی طرف دست حاجت
بڑھاتا ہے جس سے خدائے کریم نے اس کو مستغنی کیا ہے
لیکن وہ لوگ (جو منطقی ہیں) انہوں نے اسی کو اکبر

علامہ دمیاطی کے چند اشعار

عِلْمُ الْحَدِيْثِ لَهٗ فَضْلٌ وَّمَنْقَبَةٌ	نَالَ الْعَلَاءَ بِهٖ كَانَ مُعْتَنِيًا
علم حدیث کو نضیلت اور خوبی حاصل ہے	جو شخص اس میں لگا اس نے بلندی حاصل کر لی
مَا حَازَهٗ نَاقِصٌ اِلَّا وَ كَمَّلَهٗ	اَوْ حَازَهٗ عَاطِلٌ اِلَّا بِهٖ حُلِيًا
کوئی ایسا ناقص نہیں جس کو حاصل کر کے کمال تک پہنچا ہو	کوئی زیور فضیلت سے خالی نہیں جو اسکے سبب سے زیور کمال سے آراستہ ہوا ہو
وَمَا الْعِلْمُ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ وَّسُنَّةٍ	وَمَا الْجَهْلُ اِلَّا فِيْ كَلَامٍ وَّ مَنْطِقٍ
نہیں ہے علم مگر کتاب و سنت میں	اور نہیں ہے جہل مگر علم کلام و منطق میں
وَمَا الْخَيْرُ اِلَّا فِيْ سُكُوْتٍ بِحِسْبَةٍ	وَمَا الشَّرُّ اِلَّا فِيْ كَلَامٍ وَّ مَنْطِقٍ
اور نہیں ہے بھلائی مگر اس سکوت میں جو طلب ثواب کے لئے ہو	اور نہیں ہے برائی مگر گفتگو اور بولنے میں

راقم الحروف کہتا ہے کہ (دوسرے قطعہ کے) شعر اول میں منطق اور کلام سے وہی دونوں علم مراد ہیں جو مشہور ہیں۔ اور شعر دوم میں یہ دونوں لفظ لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

علامہ دمیاطی کی طرف سے علم منطق کی مذمت

دمیاطی عموماً منطق کی مذمت میں بہت شدّ و مد سے کام لیتے تھے مگر خصوصیت کے ساتھ جب مصر میں اس علم کا چرچا بہت ہو گیا تو انہوں نے بھی لوگوں کے مقابلہ میں اس علم کی ہجو سخت تر کر دی۔

چنانچہ اُن کے کلام کا کچھ حصہ سامعین کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

وَعَنِ الْاَمْرِ الْمُنْكَرِ عَلَيْهِمْ وَالنُّكْرِ الْمَعْرُوْفِ	وہ ناز یبا اور ناشائستہ بات جو ان میں شہرت پکڑ چکی ہے یہ ہے
لَدَيْهِمْ تَدَارُسُهُمْ لِعِلْمِ الْفُضُوْلِ وَ	کہ وہ فضول علم (منطق و فلسفہ) کے پڑھنے پڑھانے میں
تَشَاغُلُهُمْ بِالْمَعْقُوْلِ عَنِ الْمَنْقُوْلِ فِيْ	لگے رہتے ہیں۔ اور علم منقول کو چھوڑ کر علم معقول (منطق) میں
اَكْبَابِهِمْ عَلٰى عِلْمِ الْمَنْطِقِ وَاعْتِقَادِهِمْ	مشغول رہتے ہیں۔ گویا اسی میں کھوئے رہتے ہیں۔ اور
اَنَّ مَنْ لَّا يُحْسِنُهٗ لَا يُحْسِنُ اَنْ يَّنْطِقَ	اعتقاد یہ رکھتے ہیں کہ جو اس علم کو اچھی طرح نہیں جانتا وہ
فَلَيْتَ شِعْرِيْ قَرَاَهُ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ	خوش اسلوبی سے گفتگو نہیں کر سکتا پس ان کی عقلوں پر
اَوْ هُوَ اَضَاءَ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ الْمَسَالِكَ اَوْ هَلْ	تعجب ہے (کیا مجھے کوئی بتا سکتا ہے) کہ امام شافعی اور امام

شافعی مذہب رکھتے تھے۔ بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں سے ایک وہ سیرت ہے جو تمام علماء سیرت کے لئے پیشوا اور رہبر ہے۔ ۶۱۳ھ کے آخر میں پیدا ہوئے۔ اول دمیاط ہی میں فقہ حاصل کر کے اس میں مہارت پیدا کی۔ اس کے بعد علم حدیث کو طلب کیا۔ ابن المقیر۔ علی بن مختار۔ ابوالقاسم بن رواحہ۔ عیسٰے خیاط۔ اور حافظ زکی الدین منذری۔ اور اس زمانہ کے دوسرے عالموں سے اس علم کو حاصل کیا۔ مصر۔ اسکندریہ۔ بغداد۔ حلب۔ حماۃ۔ ماردین۔ حران۔ دمشق اور اس نواح کے دوسرے شہروں کی سیر و سیاحت کی۔ صدق۔ دیانت اور حفظ و اتقان میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے۔ لغت و عربیت میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے۔ علم انساب میں بھی اچھی واقفیت تھی۔ حسن صورت میں ضرب المثل تھے۔ لوگ انہیں ابن الماجد کہتے تھے۔ دمیاط میں مثل مشہور ہے کہ جب کسی دلہن کے حسن میں مبالغہ کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کانّھا ابن الماجد۔ کتاب الخیل۔ کتاب الصلوٰۃ الوسطیٰ۔ اور دیگر تالیفات نافعہ و تصنیفات مفیدہ کے مصنّف و مؤلّف ہیں۔ ابوالفتح ابن سیدالناس مشہور سیرت کے مصنف ابوحیان اور تقی الدین سبکی ان کے شاگرد ہیں۔ ایک روز حدیث کے درس کے بعد ان پر غشی طاری ہوئی۔ اسی حالت میں شاگرد انھیں مکان پر لے گئے، وہاں پہنچ کر غور سے دیکھا تو روح پرواز کر چکی تھی۔ عربی میں اس موت کو موت فجاۃ کہتے ہیں۔ یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۷۰۵ھ میں پیش آیا۔ ان کے جنازہ پر لوگوں کا بہت ہجوم تھا۔

لطیفہ

ان کی ظرافت آمیز باتوں میں سے ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک روز کسی ایسی مجلس میں تشریف لے گئے جہاں حدیث کا مذاکرہ ہو رہا تھا۔ ایک حدیث میں عبداللہ بن سلام کا نام آیا تو بعض اہل مجلس اس کو لام پر تشدید کے ساتھ (سلّام) پڑھنے لگے۔ آپ نے فوراً یہ کہا سلام علیکم سلام سلام قارئین اپنی غلطی پر متنبہ ہو گئے۔ انہوں نے صغانی سے بھی ملاقات کی تھی۔ اور ان کی مصنّفات میں سے بیس کتابیں ان سے پڑھیں۔ آپ اکثر سنن شافعی کو پڑھاتے تھے۔ انصاف کے وقت یہ بھی صاف فرمایا کرتے تھے کہ اس سنن کے اکثر الفاظ صحیحین کی روایت کے خلاف ہیں۔ آپ اگرچہ شافعی المذہب تھے مگر امام مالکؒ کی تعریف و توصیف اس کثرت سے کرتے تھے کہ لوگ ان کو مالکی المذہب خیال کرتے تھے۔ آپ کی منظومات میں سے یہ دو قطعہ ہیں:۔

اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِیْ اَنْ یَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَھُمْ بِالْاِھْلَالِ۔	آئے اور کہا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ کے وقت اپنی آوازوں کو بلند کریں ؛

تمام رازی ۳۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد ماجد ابو الحسین محمد بھی حفاظ حدیث میں سے تھے۔ رازی اُن سے روایت بھی کرتے ہیں۔ آپ نے خیثمہ بن سلیمان طرابلسی۔ احمد بن خدلم قاضی۔ حسن بن صادت حضائری۔ ابو میمون ابن راشد۔ اور نیز دیگر برگزیدہ عالموں سے علم حدیث حاصل کیا۔ ابو الحسن میدانی۔ ابو علی اہوازی۔ عبد العزیز بن احمد کتانی۔ احمد بن عبد الرحمن طریفی اور دوسرے اعلیٰ محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ رازی معرفت رجال میں مہارت تام رکھتے تھے۔ حدیث کے صحت و سقم کو بیان کرنے میں مشہور تھے حفظ حدیث اور تمام خیر و حسن و خوبی کی باتوں میں اپنے زمانہ کے یگانہ اور ضرب المثل تھے۔ ۳ ماہِ محرم ۴۱۴ھ میں انتقال فرمایا۔ شامیوں میں ان سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہیں گزرا۔

مسند العدنی

ان کا نام محمد بن یحییٰ عدنی ہے [۱]۔

معجم دمیاطی

دمیاط کو دال کے زیر کے ساتھ پڑھو۔ بعض اشخاص ذال معجمہ سے پڑھتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ دمیاطی نے خود اس کی تصریح کی ہے۔ دمیاط ایک شہر کا نام ہے جو ملک مصر میں ہے۔ دمیاطی ایک مشہور سیرت کے مصنف ہیں۔ اکثر کتب سیرت میں اس سے روایات نقل کی جاتی ہیں۔ اُن کی یہ معجم، معجم شیوخ ہے، اس کی چار جلدیں ہیں۔ اس میں ایک ہزار تین سو اشخاص کے نام درج ہیں۔

دمیاطی کی کنیت ابو محمد ۲ اور نام و نسب یہ ہے۔ عبد المؤمن بن خلف بن ابی الحسن دمیاطی۔

[۱] پورا نام و نسب یہ ہے ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن ابی عمرو عدنی ۲۴۳ھ میں وفات پائی [۲] ابو احمد بھی ان کی کنیت ہے۔

ان کی کنیت ابو الفتح اور نام و نسب یہ ہے، تقی الدین محمد بن تاج الدین محمد بن علی بن ہمام بن راجی اللہ بن سرایا بن ناصر بن داؤد، اصل کے اعتبار سے عسقلانی اور مسکن کے لحاظ سے مصری ہیں۔ ماہ شعبان ۶۷۰ھ میں پیدا ہوئے، اوّل تحصیل علم اور قرأت قرآن سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد حدیث کی کتابوں کا لکھنا اور معتبر نسخوں اور متفرق اجزاء سے اس علم کو حاصل کرنا شروع کیا، آپ نے دمیاطی اور ابن الصواف سے زیادہ استفادہ کیا ہے، ان کی یہ کتاب سلاح المؤمن بہت مروج اور مشہور ہے، اس کے علاوہ ان کی اور تصانیف بھی ہیں۔ ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں، کتاب الاہتدار فی الوقف والابتداء۔ کتاب متشابہ القرآن۔ ماہ ربیع الاول ۷۴۵ھ میں انتقال فرمایا، مصنف کے زمانہ حیات میں اس کتاب کی شہرت ہوگئی تھی۔ اور یہ اس کی حسنِ قبولیت کی دلیل ہے۔ کامل ترین علماء نے اس کتاب کو پسند فرمایا۔ ذہبی نے جو اس زمانہ کے عمدہ محدثین میں سے تھے، اسے مختصر کر کے حفظ یاد کیا تھا۔ اور خود اپنے خط سے اس کے چند نسخے لکھے تھے شہاب الدین الغریانی نے بھی اسے مختصر کیا ہے، اور یہ مختصر ذہبی کے مختصر سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں مقاصد اصلیہ کا استیفا کیا گیا ہے۔

احادیث الحنفاء البزاری

یہ کتاب حسن بن عبداللہ البزاری کی تصنیف ہے۔

فوائد تمام رازی

رازی کی کنیت ابوالقاسم اور نام و نسب یہ ہے۔ تمام بن محمد ابی الحسین بن عبداللہ بن جعفر بن عبداللہ بن جنید البجلی الرازی ثم الدمشقی۔ اس کتاب میں یہ حدیث لائے ہیں:۔

أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ عَنْ

خیثمہ بن سلیمان، محمد بن عیسٰی، ابن عیینہ، عبداللہ بن ابی بکر، خلاد بن السائب، سائب ابن خلاد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام

وَمَجَّدَ وَعَظَّمَ وَكَرَّمَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَوْلٰى مَا انْصَرَفَتْ اِلٰى حِفْظِ عِنَايَتِهٖ اُولِي الْهِمَمِ وَاَحَقَّ مَا اهْتُدِيَ بِاَنْوَارِهٖ فِي غَيَاهِبِ الظُّلَمِ وَاَنْفَعَ مَا اسْتُدِرَّتْ بِهٖ صُنُوْفُ النِّعَمِ وَاَمْنَعَ اسْتُدِرَّتْ بِهٖ صُرُوْفُ النِّقَمِ مَاكَانَ بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِاَبْوَابِ الْخَيْرِ مِفْتَاحًا وَبِنَصْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ سِلَاحًا وَذٰلِكَ التَّحْمِيْدُ وَالثَّنَاءُ وَالتَّمْجِيْدُ وَالدُّعَاءُ بِهٖ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهِ الْعَظِيْمِ وَفِيْهِ رَغَّبَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَاِلَيْهِ جَنَحَ الْمُرْسَلُوْنَ وَالْاَنْبِيَاءُ وَعَلَيْهِ عَوَّلَ الصَّالِحُوْنَ وَالْاَوْلِيَاءُ وَاِنَّ اَحْسَنَ مَا تَوَخَّاهُ الْمَرْءُ لِدُعَائِهٖ فِي كُلِّ اَمْرٍ وَتَحَرَّاهُ لِكَشْفِ كُلِّ خَطْبٍ مُدْلَهِمٍّ مَا يَحْصُلُ بِهٖ مَقْصُوْدُ الدُّعَاءِ مَعَ بَرَكَةِ التَّأَسِّيْ وَالْاِقْتِدَاءِ لَهٗ وَيَكُوْنُ لَفْظُهٗ وَسِيْلَةً لِقَبُوْلِهَا وَهُوَ مَا جَاءَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ وَقَدْ اَنْكَرَ الْاَئِمَّةُ الْاِعْرَاضَ عَنِ الْاَدْعِيَةِ السُّنِّيَّةِ وَالْعُدُوْلَ عَنْ اِكْتِفَاءِ اٰثَارِهَا السُّنِّيَّةِ الخ۔

کو قبول کرنیوالا اور برائیوں کو دور فرمانے والا ہے اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور ایسے رسول ہیں جن پر نبوت ختم ہوگئی جو خدا تعالےٰ کی خبروں کو ہم تک پہنچاتے ہیں، ان پر اور انکی اولاد و اصحابؓ پر جو متقی اور پاک بندے ہیں، اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت کاملہ نازل ہوتی رہے جو ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت ہو۔ اور اللہ آپکو بہت بہت سلام و شرف و مجد و عظمت اور کرم سے نوازے، حمد و صلوٰۃ کے بعد (واضح ہو) بہترین وہ چیز جس کی حفاظت کیلئے ہمت والوں نے اپنی توجہ کی باگ اسکی طرف پھیری، اور جو اسکی زیادہ حقدار ہے کہ سخت تاریکیوں میں اسکے انوار سے ہدایت طلب کی جائے اور جو قسم قسم کی نعمتوں کے حصول میں زیادہ نفع بخش ہے اور جو خطرات عذاب کو زیادہ ٹال دینے والی ہے اور جو اللہ کے فضل سے بھلائی کے دروازوں کیلئے کنجی کا کام دیتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل سے مؤمن کیلئے ہتھیار ہے وہ تحمید و ثنا و تمجید اور دعا ہے جس کا اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب عظیم (قرآن) میں حکم فرمایا ہے اور اسی کی طرف رسول کریمؐ نے رغبت دلائی ہے اور اسی کی طرف انبیاء و مرسلین مائل ہوئے ہیں اور اسی پر صالحین و اولیاء کا اعتماد ہے، اور یہ بھی عرض ہے کہ انسان جن دعاؤں کو اپنے مقاصد میں کامیابی کیلئے منتخب کرتا ہے، اور ہر امر عظیم و سخت کے دور کرنے میں ان کی جستجو کرتا ہے ان سب میں عمدہ ترین وہ ہیں جن سے دعا کا مقصود بھی حاصل ہو، پیروی و اقتدار کی برکت بھی نصیب ہو، اور ان کے الفاظ قبولیت کا وسیلہ و ذریعہ بنیں، اور ایسی دعائیں وہ ہیں جو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آئی ہیں، مسنون دعاؤں سے اعراض کرنے اور ان کے روشن آثار پر قناعت نہ کرنے کو ائمہ نے سخت ناپسند کیا ہے۔

میزان پر موقوف رہے گی اور کوئی حوض پر کھڑی العطش العطش کہتی ہوگی۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اول پلصراط پر طلب کرنا۔ کیوں کہ یہاں کی غیبت سے وہی موضع مقصود ہے، اگر اس جگہ نہ ملوں تو بر سر میزان ڈھونڈھنا چاہیے اور اگر اس جگہ پر بھی نہ ملوں تو حوض پر دیکھنا چاہیے۔ واللہ اعلم

سلاح المؤمن۔ ابن الامام عسقلانی

اس کتاب کے مصنف تقی الدین عسقلانی ہیں جو ابن الامام کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس کتاب کے مقاصد اس کے دیباچہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُنْعِمِ عَلٰی خَلْقِہٖ بِجَمِیْلِ الْآلَائِہٖ الْمُحْسِنِ اِلَیْہِمْ بِلَطِیْفِ رِفْدِہٖ وَجَزِیْلِ عَطَائِہٖ الْمُحَقِّقِ لِمَنْ اَمَّلَہٗ حُسْنَ ظَنِّہٖ وَرَجَائِہٖ الَّذِیْ مَنَّ عَلٰی عِبَادِہٖ بِاَنْ فَتَحَ لَہُمْ بَابَہٗ وَاَمَرَہُمْ بِالدُّعَاءِ وَوَعَدَہُمْ بِالْاِجَابَۃِ وَ وَفَّقَ مِنْہُمْ مَنْ شَاءَ بِلُطْفِہٖ وَحِکْمَتِہٖ لِلتَّعَرُّضِ لِنَفَحَاتِ فَضْلِہٖ وَرَحْمَتِہٖ فَہَدَاہُ السَّبِیْلَ اِلَیْہِ وَاَلْہَمَہُ الطَّلَبَ تَدَّمَامَنَّہٗ عَلَیْہِ اَحْمَدُہٗ وَالْحَمْدُ مِنْ نِعَمِہٖ۔ وَاَسْاَلُہُ الْمَزِیْدَ مِنْ فَضْلِہٖ وَکَرَمِہٖ وَاَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ مُجِیْبُ الدُّعَاءِ وَکَاشِفُ الْاَسْوَاءِ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَمُبَلِّغُ الْاَنْبَاءِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ الْاَتْقِیَاءِ الْبَرَرَۃِ صَلٰوۃً ھِیَ لَنَا فِی الْقِیٰمَۃِ مُدَّخَرَۃٌ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا وَشَرَّفَ

ہر قسم کی تعریف اس خدا کے لئے ہے جو اپنی مخلوق کو عمدہ عمدہ نعمتیں دینے والا ہے۔ جو اپنی پاکیزہ مہربانیوں اور کثیر بخششوں سے ان پر احسان کرنے والا ہے، جو امید رکھنے والوں کی امید و خوش خیالی کو محقق اور ثابت کرنے والا ہے، جس نے اپنے بندوں پر یہ احسان فرمایا کہ ان کے لئے اپنا دروازۂ (رحمت) کھولا اور ان سے کہا کہ دعا کرو۔ اور ان سے وعدہ فرمایا کہ قبول کروں گا۔ اور ان میں سے جسے چاہا اپنے لطف و کرم کی توفیق عنایت فرمائی کہ وہ اس کی رحمت اور فضل کی خوشبوؤں سے مستفید ہو۔ پھر اسے اپنی طرف پہنچنے کا راستہ دکھایا اور از راہ نوازش اس کے دل میں اس راستے کی طلب و جستجو کا مضمون القا فرمایا میں اس کی تعریف بیان کرتا ہوں۔ اور یہ حمد بھی اسی کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے اور میں اس سے اسکے بیش از بیش فضل و کرم کا طالب ہوں میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالے کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تنہا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ ہی دعاؤں

فَقَالَ خُوَيْدِمُكَ اَنَسٌ اِشْفَعْ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَنَا فَاعِلٌ قَالَ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اُطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عِنْدَ الصِّرَاطِ فَاِنْ وَجَدْتَنِيْ وَاِلَّا فَاَنَا عِنْدَ الْمِيْزَانِ فَاِنْ وَجَدْتَنِيْ وَاِلَّا فَاَنَا عِنْدَ حَوْضِيْ وَلَا اُخْطِيْ هٰذِهِ الثَّلٰثَةَ الْمَوَاضِعَ۔ اِنْتَهٰى۔

تلاش کروں آپ نے فرمایا کہ اول مجھ کو پلصراط پر دیکھنا اگر تم نے مجھے وہاں پالیا توفبہا ورنہ میں میزان کے پاس ملوں گا۔ اگر وہاں تم نے مجھے پالیا توفبہا ورنہ میں حوض پر ہوں گا۔ بہرحال میں ان تینوں مقامات سے تجاوز نہ کروں گا (یعنے ان تینوں مقامات میں سے کسی نہ کسی مقام پر ملوں گا)

اس حدیث میں بعض علماء کو اشتباہ واقع ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پلصراط پر گزرنا اعمال کے تولے جانے کے بعد ہوگا۔ اور حوض کوثر سے سیرابی بھی قبل از پلصراط ہے۔ کیونکہ وہ موقف اور محشر میں ہوگا۔ تو اس لحاظ سے اول پلصراط پر دیکھنا، پھر وزن اعمال کی جگہ پھر حوض پر۔ اس کے کیا معنے، اگر بالعکس فرمایا جاتا تو مناسب تھا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ درحقیقت ان میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ پلصراط پر تمام امت کا گزر ایک دفعہ ہی نہ ہوگا۔ بلکہ بدفعات ایک ایک جماعت گزاری جائے گی۔ جب ایک جماعت (گروہ) موقف و محشر اور سقی حوض سے فارغ ہوکر پلصراط پر جائے گی تو ایک جماعت موقف میں گرفتار اور پیاس میں مبتلا ہوگی اور کوئی جماعت حوض کوثر موجود ہوگی۔ آپ کے نائبین مثل حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے صحابہؓ خدمت سقایہ کو انجام دیتے ہوں گے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غایت شفقت اور کمال عنایت سے کبھی اس جماعت کے پاس تشریف لے جائیں گے جو موقف میں گرفتار پیاس ہے اور کبھی اس جماعت کے پاس جسے حوض پہ آپؐ کے نائبین پانی پلاتے ہوں گے۔ اور کبھی پلصراط پر ان متقدمین جماعتوں کا فکر و اضطراب دور کرنے کے لئے تشریف لے جائیں گے جو پلصراط پر گزرنے کے لئے گئی ہیں۔ اس توجیہ سے صاف ظاہر ہے کہ بعض کا موقف اور سقایت اور مرور بعض پر مقدم ہوگا۔ اب اس حدیث میں کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔ آپؐ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اول مجھ کو پلصراط پر دیکھنا وہ اس بنا پر کہ پلصراط پر مرور شروع ہونے سے پہلے آپؐ موقف میں ہوں گے، جہاں اعمال کا وزن ہوگا۔ آپؐ کی تمام امت وہاں مجتمع ہوگی اور آپؐ اعمال کے وزن کرانے میں مشغول ہوں گے اور آپؐ کا محل قیام سب کو معلوم ہوگا۔ طلب و تفتیش کی ضرورت نہ ہوگی۔ پھر جب امت متفرق ہو جائے گی کوئی جماعت پلصراط پر پہنچے گی، کوئی

أَوْدَى الْإِمَامُ الْحَبْرُ إِسْمٰعِيْلُ — لَهْفِیْ عَلَيْهِ لَيْسَ مِنْهُ بَدِيْلُ

اسمٰعیل جو امام دانشمند تھے دنیا سے اٹھ گئے، مجھے سخت افسوس ہے (اب انکا) کوئی بدل نہیں ہے

بَكَتِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ يَوْمَ وَفَاتِهٖ — وَبَكٰى عَلَيْهِ الْوَحْیُ وَالتَّنْزِيْلُ

آسمان و زمین نے ان کی وفات پر آنسو گرائے اور وحی و تنزیل (بھی) روئی (کیونکہ انکا اب کوئی خادم نہ رہا)

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْمُنِيْرُ تَنَاوَحَا — حُزْنًا عَلَيْهِ وَلِلنُّجُوْمِ عَوِيْلُ

سورج اور روشن چاند نے بھی باہم انکے غم میں نوحہ کیا اور ستارے بھی انکے غم میں روئے

وَالْأَرْضُ خَاشِعَةٌ تَبْكِیْ شَجْوُهَا — وَيْلًا تُوَلْوِلُ أَيْنَ إِسْمَاعِيْلُ

اور زمین بھی غم سے ساکت تھی اور روتی تھی اور غم و افسوس کرتی ہوئی کہتی تھی کہ اسمٰعیل کہاں گئے

أَيْنَ الْإِمَامُ الْفَرْدُ فِیْ أَقْرَانِهٖ — مَا إِنْ لَهٗ فِی الْعَالَمِيْنَ عَدِيْلُ

وہ امام اپنے ہمعصروں میں یکتا تھے کہاں چلے گئے (آہ آہ اب) عالموں میں ان کی نظیر نہیں،

لَا تَخْدَعَنَّكَ مُنَى الْحَيٰوةِ فَإِنَّهَا — تُلْهِیْ وَتُنْسِیْ وَالْمُنٰى تَضْلِيْلُ

(اے مخاطب) تجھ کو زندگی کی آرزوئیں دھوکے میں نہ ڈالدیں کیونکہ وہ لہو و لعب و بھول چوک میں ڈالنے والی و گمراہ کرنے والی ہیں

وَتَأَهَّبَنَّ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ — فَالْمَوْتُ حَتْمٌ وَالْبَقَاءُ قَلِيْلُ

اور موت آنے سے پہلے ہی تیاری کرلے کیونکہ موت یقینی ہے اور زندگی تھوڑی ہے

کِتَابُ الْمُجَالَسَۃِ لِلدِّيْنَوَرِیْ

یہ مشہور کتاب ہے۔ قدیم کتابوں میں بہت سے حوالے اس کتاب سے نقل کیے گئے ہیں۔ دینوری کا نام ابوبکر احمد بن مروان[1] ہے۔ اس کتاب میں یہ حدیث لائے ہیں:۔

حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِیُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ مَيْمُوْنِ الْأَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسمٰعیل بن اسحاق، حرمی بن حفص، حرب بن میمون انصاری، نضر بن انس، انس بن مالکؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کیا اپنے اس حقیر غلام انسؓ کی شفاعت فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا کروں گا! پھر انہوں نے عرض کیا کہ میں آپکو کہاں

[1] آپ مسلکاً مالکی تھے، آپ کا سن وفات باختلاف روایت ۲۹۳ھ، ۳۱۰ھ، ۳۳۳ھ ہے۔

سب سے زیادہ معتبر ہیں اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

سبحان اللہ۔ امّت مرحومہ کو بھی اس ذاتِ مقدّس علیہ الصّلوٰۃ والتحیۃ کے طفیل جن کی دُعا رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (اے رب میرے علم کو اور زیادہ کر) تھی۔ کیسی وسعت علمی نصیب ہوئی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ صابونی اپنے وقت کے عظیم ترین علماء ربانیین میں سے تھے۔ خود ان کی موت کا سبب ان کی بزرگی پر کھلی دلیل ہے، چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز وعظ بیان فرما رہے تھے ایک شخص نے اثناء وعظ میں ایک کتاب جس کا نام (روس) الاحلام فی کشف البلاء تھا اُن کے ہاتھ میں دی۔ انہوں نے اسے پڑھا۔ پھر ان کے قلب پر ایک قسم کی دہشت اور خوف طاری ہو گیا۔ قاریٔ وعظ سے فرمایا کہ یہ آیت پڑھو:۔ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰہُ بِهِمُ الْاَرْضَ (الیٰ آخرہ) اور اسی نوعیت کی دوسری آیات پڑھوائیں۔ حاضرین کو خدا کے قہر اور غضب سے ڈرایا۔ یہ حالت ان پر ایسی اثر انداز ہوئی کہ ان کی کیفیت دگرگوں ہو گئی۔ اسی وقت پیٹ میں درد شروع ہوا۔ سامعین انھیں مکان پر لے گئے ہر چند علاج کیا مگر درد نے ایسا بے چین بنا دیا کہ کسی پہلو راحت و تسکین نہ ملتی تھی۔ اطبّاء کی رائے پر انھیں حمام میں لے گئے مغرب تک حمام میں رہے لیکن درد میں تخفیف نہ ہوئی۔ برابر لوٹتے رہے۔ غرض سات روز تک اسی تکلیف میں آہ و فریاد کرتے رہے۔ اور اسی شدت کی حالت میں اولاد، رشتہ داروں اور دوستوں کو وصیّت و نصیحت کر کے رخصت فرماتے رہے، بالآخر اسی مرض میں جمعہ کے روز ۴ محرم ۴۴۹ھ میں وفات پائی۔ عصر کے وقت نماز جنازہ ادا کر کے دفن کر دیئے گئے۔ امام الحرمین (ابوالمعالی الجُوَیْنِیْ) کا خواب اُن کے حق میں بہترین بشارت ہے۔ اس خواب سے پہلے امام مذکور نے مذاہب فلاسفہ و معتزلہ و اہل سُنّت میں غور کیا تھا۔ اور ہر طرف کے دلائل کو قوی پا کر حیران تھے کہ کس کی بات کو تسلیم کیا جائے۔ تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا عَلَیْکَ بِاعْتِقَادِ الصَّابُوْنِیِّ (صابونی کے عقیدہ کو اختیار کرو)

ابوالحسن داودی کا علامہ صابونی کی موت پر اظہار غم

ابوالحسن عبد الرحمٰن داودی نے جو عمدہ محدثین کے زمرہ میں داخل ہیں حضرت صابونیؒ کے مرثیہ میں یہ قطعہ لکھا ہے:۔

صابونی کی کنیت ابو عثمان اور نام و نسب یہ ہے۔ اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عائذ بن عابد بن عامر الصابونی۔ عائذ

نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ وعظ و تفسیر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ ۳۷۳ھ میں پیدا ہوئے زاہر بن احمد سرخسی۔ ابی سعید عبداللہ بن محمد رازی، ابی بکر (ابن مہران) مقری ابی طاہر ابن خزیمہ۔ ابی الحسین خفاف۔ عبدالرحمٰن بن ابی شریح اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے علم حاصل کیا۔ عبدالعزیز کتانی۔ علی بن الحسین (ابن مصری)، صفرابی۔ ابوبکر بیہقی اور ان کے علاوہ بہت سی مخلوق نے اُن سے روایت حدیث کی ہے ان کے آخری شاگرد ابو عبداللہ فراوی ہیں۔

علامہ صابونی کی وسعت علمی

بیہقی ان کو امام المسلمین اور شیخ الاسلام کہتے تھے، چنانچہ وہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ اَخْبَرَنَا اِمَامُ الْمُسْلِمِیْنَ حَقًّا وَشَیْخُ الْاِسْلَامِ صِدْقًا اَبُوْعُثْمَانَ الصَّابُوْنِیُّ۔ اس کے بعد ایک لمبی حکایت بیان کی ہے۔ علم تفسیر میں ان کا کمال اور علم حدیث میں ان کا حفظ اس زمانہ کے تمام علماء کو تسلیم تھا۔ ستر سال تک برابر وعظ و نصیحت میں مشغول رہے، نیشاپور کی جامع مسجد میں بیس سال تک امامت و خطابت ان ہی کے سپرد رہی۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ نیشاپور، ہرات، سرخس۔ شام و حجاز اور کوہستان میں بہت سرگردانی کی اور تلاش علم میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ حق تعالےٰ نے ان کو دین و دنیا کی عزت و منزلت میں درجہ کمال عطا فرمایا تھا۔ نیشاپور کے تمام اشخاص انھیں اپنے شہر کی زینت سمجھتے تھے۔ موافق و مخالف سب ہی ان کو وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ غرض اپنے زمانہ میں یگانۂ روزگار سمجھے جاتے تھے۔ اہل بدعت کے مقابلہ کے لئے شمشیر برہنہ تھے۔ رات دن سنت نبوی کو زندہ کرنے کے لئے سرگرم رہتے تھے۔ عبادات و طاعات میں بھی اپنے زمانہ میں ضرب المثل تھے۔ شہر سلماس میں ایک مدت تک وعظ فرمایا۔ جب اس شہر سے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں سے کہا کہ میں چند ماہ سے تمہارے سامنے صرف ایک ہی آیت کی تفسیر بیان کرتا رہا اور ہنوز وہ تمام نہیں ہوئی۔ اگر تمام سال رہتا تو صرف اسی ایک آیت کے متعلقات بیان کرتا رہتا۔ اور کسی دوسری آیت کی طرف توجہ نہ کرتا (اگلی آیت کا نمبر ایک سال تک نہ آتا)

راقم الحروف کہتا ہے کہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے یہ بات بطریق تواتر و شہرت نقل ہے کہ آپ نے صرف سورہ نوح کی تفسیر میں ایک سال سے زائد عرصہ لگایا۔ چنانچہ ذہبی نے جو مورخین اسلام میں

کرنے کے بعد یہ کہا کرتے تھے کہ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا اِبْرَاهِيْمَ (المُزَنِي) لَوْ كَانَ حَيًّا لَكَفَّرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔
یعنی ابو ابراہیم مزنی پر اللہ تعالےٰ رحم فرمائے۔ اگر وہ آج زندہ ہوتے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ مزنی پر ان کے مذہب کے مطابق یہ کفارہ آتا۔ نہ کہ طحاوی کے مذہب کے موافق کیوں کہ احناف کے نزدیک یہ قسم لغو ہے، جس میں کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ بخلاف شوافع کے ان کے نزدیک یہ یمین منعقدہ ہے۔ یمین لغو وہ قسم ہے کہ بے قصد عادت کے طور پر زبان سے نکل جائے۔

طحاوی مزنی کے ہمشیرہ زاد (بھانجے) تھے۔ عام لوگ اُن کے مذہب بدلنے کا دوسرا سبب بھی بیان کرتے ہیں[ؔ] بہرحال مذہب حنفی میں ان کی مفید تصانیف ہیں اور حتی الوسع اپنی مساعی جمیلہ سے اس مذہب کی نصرت کی۔ ان کی تصانیف سے ان کی وسعت علمی کا پتہ چلتا ہے۔ انکی بعض تصانیف شروط و اختلاف علماء ہیں اور بعض احکام القرآن میں موجود ہیں۔ بیاسی سال کی عمر ہوئی اور ۳۲۱ھ ذی قعدہ کی چاندرات کو انتقال فرمایا۔ مختصر الطحاوی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حنفی مذہب کے محض مقلد ہی نہ تھے بلکہ مجتہد منتسب تھے۔ کیوں کہ اس مختصر میں بہت سے ایسے مسائل لکھے ہیں جو حنفی مذہب کے خلاف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ فقہائے حنفیہ میں اس مختصر کا اس قدر چرچا و شہرت نہیں ہے۔ کفوی نے طبقات الحنفیہ میں لکھا ہے کہ ان کی کتاب احکام القرآن بیس اجزاء سے زائد پر مشتمل ہے۔

علاوہ ازیں شرح جامع کبیر، شرح جامع صغیر۔ کتاب الشروط کبیر۔ کتاب الشروط صغیر۔ کتاب الشروط اوسط۔ کتاب السجلات۔ کتاب الوصایا اور کتاب الفرائض بھی ان کی تصانیف ہیں۔ از آں جملہ تاریخ میں تاریخ کبیر۔ کتاب مناقب ابی حنیفہ۔ کتاب النوادر الفقہیہ۔ کتاب نوادر الحکایات اور کتاب اختلاف الروایات علی مذہب الکوفیین بھی انہی کی تصانیف ہیں۔

كتاب المائتين للصابوني

اس کتاب میں دو سو احادیث اور دو سو حکایات کے علاوہ دو سو قطعات ایسے اشعار کے ہیں جو ہر حدیث کے مضمون کے مناسب لائے ہیں۔

ل ابن خلکان نے نقل کیا ہے۔ امام طحاوی سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے ماموں کے خلاف حنفی مسلک کیوں اختیار کیا۔ امام نے جواب دیا اسلئے کہ میں اپنے ماموں (مزنی) کو اکثر حنفی مسلک کی کتابوں کا مطالعہ کرتے دیکھا کرتا تھا۔ اس لئے میں نے بھی اس مسلک کو اختیار کیا۔

بَابُ الْمَاءِ يَقَعُ فِيهِ النَّجَاسَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ بْنِ رَاشِدٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يُلْقَى فِيهَا الْجِيَفُ وَالْمَحَائِضُ فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يَنْجُسُ۔

سے کچھ ابواب اسی نہج پر مرتب کئے جس کی مجھ سے خواہش کی گئی تھی، پھر میں نے اس کتاب کو چند کتابوں پر تقسیم کیا اور ہر کتاب میں ایک ایک جنس لایا۔ ان میں سے سب سے پہلے میں وہ روایات لایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طہارت کے بارے میں منقول ہیں سب سے پہلا باب اس پانی کے بیان میں ہے جس میں کوئی نجاست گر جائے۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعۃ (مدینہ میں ایک کنواں ہے) کے پانی سے وضو فرمایا کرتے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اس میں تو مردہ جانور اور نجاست آلود کپڑے ڈالے جاتے ہیں (یعنی کیا ان چیزوں کے گرنے سے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا) تو آپ نے فرمایا کہ یہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

ف :- نجس اشیاء کے گرنے کے باوجود بیر بضاعہ کے ناپاک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ چشمہ دار تھا ایک طرف سے پانی آکر دوسری طرف نکل جاتا تھا۔ مترجم

ان کا پورا نام و نسب یہ ہے، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک ازدی حجری مصری طحا کی طرف نسبت ہے جو مصر (صعید) کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ ہارون بن سعید ایلی۔ یونس بن عبدالاعلیٰ۔ محمد بن عبداللہ ابن عبدالحکم اور بحر بن نصر اور ابن وہب کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت سے حدیث کا سماع رکھتے ہیں۔ احمد بن القاسم الخشاب۔ ابن ابوبکر المقری۔ طبرانی، محمد بن ابی بکر بن مطروح اور دیگر محدثین خود ان کے شاگرد ہیں اور ان سے روایت کرتے ہیں۔

امام طحاوی اور مزنی کا واقعہ

سنہ ۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ نہایت پرہیزگار، فقیہ اور دانشمند تھے۔ مصر میں ریاست حنفیہ کا سہرا انہی کے سر تھا۔ پہلے شافعی المذہب تھے اور مزنی کے (جو امام شافعی رح کے شاگرد ہیں) شاگرد تھے ایک دن اثنائے درس میں مزنی نے انہیں کند ذہن ہونے کی عار دلائی اور کہا۔ خدا کی قسم تجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ یہ کلمہ ان پر بہت گراں گزرا۔ چنانچہ مزنی کی صحبت ترک کر کے ابوجعفر احمد بن ابی عمران حنفی کے درس میں شریک ہو گئے اور تا وفات حنفی مذہب پر قائم رہے۔ حصول علم میں بہت جد و جہد کی یہاں تک کہ فقہ میں مہارت پیدا کی۔ اور ایک کتاب مختصر الطحاوی تصنیف کی۔ اسے تصنیف

شرح معانی الآثار للطحاوی

اس کتاب کے شروع میں یہ بیان کیا گیا ہے :-

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ اَبُوْجَعْفَرٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَامَۃَ (الْاَزْدِیُّ) الطَّحَاوِیُّ سَاَلَنِیْ بَعْضُ اَصْحَابِنَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ اَضَعَ لَهُمْ کِتَابًا اَذْکُرُ فِیْهِ الْاٰثَارَ الْمَاثُوْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْاَحْکَامِ الَّتِیْ یَتَوَهَّمُ اَهْلُ الْاِلْحَادِ وَالضَّعَفَۃُ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ اَنَّ بَعْضَهَا یَنْقُضُ بَعْضًا لِقِلَّۃِ عِلْمِهِمْ بِنَاسِخِهَا مِنْ مَنْسُوْخِهَا وَمَا یَجِبُ بِهٖ الْعَمَلُ مِنْهَا لِمَا یَشْهَدُ لَهٗ مِنَ الْکِتَابِ النَّاطِقِ وَالسُّنَّۃِ الْمُجْتَمَعِ عَلَیْهَا وَاَجْعَلَ لِذٰلِكَ اَبْوَابًا اَذْکُرُ فِیْ کُلِّ بَابٍ مِّنْهَا مَا فِیْهِ مِنَ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ وَتَاْوِیْلِ الْعُلَمَاءِ وَاحْتِجَاجِ بَعْضِهِمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّاِقَامَۃِ الْحُجَّۃِ لِمَنْ صَحَّ عِنْدِیْ قَوْلُهٗ مِنْهُمْ بِمَا یَصِحُّ بِهٖ مِثْلُهٗ مِنْ کِتَابٍ اَوْ سُنَّۃٍ اَوْ اِجْمَاعٍ اَوْ تَوَاتُرٍ مِنْ اَقَاوِیْلِ الصَّحَابَۃِ اَوْ تَابِعِیْهِمْ وَاِنِّیْ نَظَرْتُ فِیْ ذٰلِكَ وَبَحَثْتُ عَنْهُ بَحْثًا شَدِیْدًا فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا اَبْوَابًا عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ سَاَلَ وَجَعَلْتُ ذٰلِكَ کُتُبًا ذَکَرْتُ فِیْ کُلِّ کِتَابٍ مِنْهَا جِنْسًا مِنْ تِلْكَ الْاَجْنَاسِ فَاَوَّلُ مَا ابْتَدَاْتُ بِذِکْرِهٖ مِنْ ذٰلِكَ مَا رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الطَّهَارَاتِ فَمِنْ ذٰلِكَ

مجھ سے میرے بعض اہل علم دوستوں نے فرمائش کی کہ میں ان کے لئے ایک ایسی کتاب تصنیف کروں جس میں وہ احادیث مذکور ہوں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام کے بارے میں مروی ہیں۔ اور جن کی نسبت ملحدین اور بعض ضعیف الاسلام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں۔ ان کا یہ وہم محض اس وجہ سے ہے کہ انہیں ناسخ ومنسوخ اور ان واجب العمل احکام کے متعلق بہت کم علم ہے، جن کی بابت کتاب اللہ ناطق ہے۔ اور متفق علیہ سنت شاہد ہے۔ مجھ سے یہ بھی خواہش ظاہر کی گئی کہ میں کتاب کو چند ابواب پر مرتب کروں جن میں ہر باب ان تمام ناسخ ومنسوخ روایتوں پر مشتمل ہو جو اس باب سے تعلق رکھتی ہیں اور اس میں علماء کی تاویلات اور ہر ایک کے استدلالات دوسرے کے مقابلہ میں بیان کئے جائیں اور ان میں سے جس کسی کا قول میرے نزدیک صحیح ہو اس پر کتاب اللہ، سنت، اجماع امت اور صحابہ وتابعین کے متواتر اقوال سے حجت پیش کروں۔ میں نے اس سلسلہ میں کافی غور کیا اور بہت کچھ چھان بین کی۔ تو ان میں

میں جو محدثین باقی ہیں یہ ان سب میں زیادہ اور قوی سند والے ہیں ان کی معجم میں یہ حدیث ہے:-

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى بْنِ عَمَّارٍ الْعَطَّارُ بِبَغْدَادَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ غَرْزَةَ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ بَيْعَكُمْ يَحْضُرُهُ الْحَلْفُ وَالْكِذْبُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ

محمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ، عبداللہ بن محمد، سفیان بن عیینہ، اسمٰعیل، قیس بن ابی غرزہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے تاجروں کی جماعت تمہاری تجارت میں بار بار قسم کھانے کی نوبت آتی ہے اور جھوٹ کا بھی شبہ ہوتا ہے تو اسمیں صدقہ کو ملا لو یعنی اس میں سے خدا کی راہ میں کچھ نکال کر اس کی مکافات کر لیا کرو۔

مُعجم ابن قانع

ان کی کنیت ابوالحسین اور نام و نسب عبدالباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق ہے، بغداد کے رہنے والے ہیں۔ ولار کے اعتبار سے انھیں اُموی بھی کہتے ہیں۔ حارث بن ابی اسامہ، ابراہیم صاحب معجم حربی۔ محمد بن مسلمہ، اسمٰعیل بن الفضل بلخی۔ ابراہیم بن الہیثم بلدی اور اس طبقہ کے دوسرے علمار سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے بکثرت سفر کئے اور بہت سی احادیث جمع کیں، دار قطنی ابو علی بن شاذان۔ ابوالقاسم بن بشران۔ اور نیز دوسرے اشخاص ان سے روایت کرتے ہیں، برقانی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک تو یہ ضعیف ہیں مگر علمار بغداد ان کی توثیق کرتے اور معتبر سمجھتے ہیں، دار قطنی فرماتے ہیں کہ گو ان سے کبھی کبھی بھول چوک ہو جاتی تھی، مگر حافظہ خوب تھا۔

خطیب بیان کرتے ہیں کہ آخر زندگی میں ان کی عقل مختل ہو گئی تھی اور حافظہ میں بھی کچھ خرابی پیش آ گئی تھی، ۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ شوال ۳۵۱ھ میں وفات پائی۔ اپنی معجم میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں:۔

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْبَلَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَفِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ

ابراہیم بن ہیثم البلدی، ابوصالح، معاویہ بن صالح، عبدالرحمٰن بن جبیر، جبیر، کعب بن عیاض سے روایت ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک امت کے لئے ایک فتنہ ہے۔ میری امت کے لئے مال کا فتنہ ہے۔

اَبِی طَالِبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِی	کہ کیا تم کو معلوم بھی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو
یَا جَابِرُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ اَحْیَا اَبَاكَ	زندہ کر کے فرمایا کہ اپنی آرزو کو ظاہر کرو۔ تو انہوں نے عرض
وَقَالَ لَهٗ تَمَنَّ قَالَ اُحْیٰی فَاُقْتَلُ فِی سَبِیْلِ	کیا کہ میں زندہ کیا جاؤں اور دوبارہ اللہ کی راہ میں قتل
اللّٰهِ مَرَّةً اُخْرٰی فَقَالَ جَلَّ وَعَلَا اِنِّی قَضَیْتُ	کیا جاؤں اس پر اللہ جلّ وعلا نے فرمایا کہ میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ مُردے
اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔	دوبارہ (دنیا میں) نہ لوٹائے جائیں گے۔

ان کی کنیت ابوبکر اور نام عبداللہ بن الزبیر ہے۔ قریشی، اسدی، حمیدی مکی ہیں اور کبار اصحاب شافعی میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے امام شافعی رح کے حلقہ درس میں بیٹھنا چاہا تھا۔ لیکن ابن عبدالحکم اور دوسرے لوگوں نے از راہِ تعصب انہیں روک دیا۔ بخاری۔ ذہلی اور ابوزرعہ ان کے شاگرد ہیں، ابوحاتم نے ان کے بارے میں یہ کہا ہے۔ اَثْبَتُ النَّاسِ فِی سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَةَ اَلْحُمَیْدِیُّ امام احمد بن حنبل رح یہ فرمایا کرتے تھے۔ اَلْحُمَیْدِیُّ عِنْدَنَا اِمَامٌ حمیدی ہمارے نزدیک امام ہیں۔ ۲۱۹ھ میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔

معجم ابن جُمیع

ان کا نام ونسب یہ ہے۔ محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن جمیع۔ انکو صیداوی وغسانی بھی کہتے ہیں[1]۔ صاحب سفر تھے۔ بہت سے شہروں میں گشت کیا۔ ابوسعید ابن الاعرابی ابوالعباس ابن عقدہ۔ ابوعبداللہ المحاملی اور اس زمانہ کے دیگر علماء سے سماع کیا ہے۔ انکی کتاب معجم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مکہ معظمہ، بصرہ، کوفہ، بغداد، مصر اور دمشق کے اکثر علماء کی زیارت کی تھی۔ حافظ عبدالغنی بن سعید، تمام رازی صاحب فوائد، محمد بن علی صوری انکے بیٹے حسن بن جمیع اور دوسرے بہت سے علماء ان کے شاگرد ہیں۔

۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ رجب ۴۰۲ھ میں انتقال ہوا۔ اٹھارہ سال کی عمر سے تا وفات یہی عادت رہی کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور شب کو افطار۔ اور اس مدت میں کوئی روزہ فوت نہیں ہوا۔ ابوبکر خطیب اور اس فن کے دوسرے علماء نے ان کی توثیق وتعدیل فرمائی ہے۔

خطیب نے ان کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ هُوَ اَسْنَدُ مَنْ بَقِیَ بِالشَّامِ یعنی ملک شام

[1] ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔

كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ اِذَا اَحْبَبْتَ كَلِفْتَ كَلَفَ الصَّبِيِّ وَاِذَا اَبْغَضْتَ اَحْبَبْتَ لِصَاحِبِكَ التَّلَفَ۔

محبت کرو تو بچہ کی طرح فدا اور قربان ہو اور جب بغض ہو تو اس کی تباہی کا خواہش مند ہو۔

کتاب رفع الیدین للبخاری و کتاب الجمعۃ للنسائی ان دونوں کتابوں کے تفصیلی حالات کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

کتاب عمل الیوم واللیلۃ للنسائی

اس کتاب میں قل ہو اللہ احد کی فضیلت میں لکھا ہے :۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُهَاجِرٍ اَبِي الْحَسَنِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ اَسِيْرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ حَتّٰى خَتَمَهَا فَقَالَ قَدْ بَرِئَ هٰذَا مِنَ الشِّرْكِ ثُمَّ سِرْنَا فَسَمِعَ اٰخَرَ يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَالَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ غُفِرَ لَهٗ۔

قتیبہ بن سعید، ابو عوانہ، مہاجر ابوالحسن، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی صحابی نے یہ فرمایا کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ نے کسی شخص کو قل یا ایہا الکافرون پڑھتے ہوئے سنا جب اسے ختم کر لیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص شرک سے بری ہو گیا۔ پھر آپ کے ہمراہ ہم آگے چلے اور آپ نے کسی کو قل ہو اللہ احد پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

مسند حمیدی

یہ وہ حمیدی نہیں ہیں جو الجمع بین الصحیحین کے مؤلف ہیں۔ بلکہ ان کے زمانہ سے بہت مقدم ہیں اس لئے کہ یہ امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں اور سفیان بن عیینہ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے فضیل بن عیاض اور مسلم بن خالد سے بھی علم حاصل کیا ہے، اس مسند کے شروع میں یہ حدیث ہے :۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الرَّبِيْعِ السُّلَمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلِ بْنِ

سفیان، محمد بن علی بن ربیع السلمی، عبداللہ بن محمد بن عقیل جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ نے) مجھ سے فرمایا

کتاب المنتقی لابن الجارود

یہ کتاب گویا صحیح ابن خزیمہ پر مستخرج ہے۔ چونکہ اس میں اصول احادیث پر اکتفا کیا ہے۔ اس لئے اس کا نام منتقی رکھا۔

یہ کتاب ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود کی تصنیف [1] ہے۔ منتقی کے آخر میں یہ حدیث بیان کی گئی ہے:۔

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ حَاجًّا جَاءَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ مَا حَاجَتُكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَاجَتِي عَطَاءُ الْمُحَرَّرِينَ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَهُ شَيْءٌ لَمْ يَبْدَأْ بِأَوَّلٍ مِنْهُمْ۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، عبداللہ بن نافع، ہشام بن عروہ، زید بن اسلم، اسلم، حضرت معاویہ جب سفر حج کرتے ہوئے مدینہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عمر انکے پاس آئے، معاویہ نے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمٰن (یہ کنیت تھی عبداللہ بن عمر کی) کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے، انہوں نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ آزاد شدہ غلاموں کو عطا میں سے حصہ دیا جائے۔ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ کے پاس کوئی چیز آتی تو آپ سب سے پہلے انہیں دیتے تھے۔

کتاب الادب المفرد للبخاری!

یہ کتاب نو جزو پر مشتمل ہے اس کے آخر میں یہ حدیث ہے:۔

قَالَ الْإِمَامُ الْحُجَّةُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْبُخَارِيُّ فِي بَابِ لَا يَكُنْ بُغْضُكَ تَلَفًا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَكُنْ حُبُّكَ كَلَفًا وَلَا بُغْضُكَ تَلَفًا فَقُلْتُ

امام ابو عبداللہ بخاری درباب لَا يَكُنْ بُغْضُكَ تَلَفًا کہتے ہیں سعید بن ابی مریم، محمد بن جعفر، زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب فرماتے ہیں تمہارا کسی کو دوست رکھنا کلفت میں داخل ہو اور نہ بغض رکھنا تلف میں۔ میں نے کہا یہ کیوں کر فرمایا اس طرح کہ جب کسی سے

[1] آپ نے ۳۰۹ھ میں وفات پائی۔

فَاِذَا اَتیٰ فِیْہِ حَدِیْثُ مُحَمَّدٍ	خُذْ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ یَا نِحْرِیْرُ
اس کتاب میں جب کوئی حدیث محمدؐ آئے	تو اے دانشمند ان پر درود بھیجا کر
وَتَرَحَّمَنَّ عَلَی الْقُضَاعِیِّ الَّذِیْ!	جَمَعَ الشِّہَابَ فَسَعْیُہٗ مَشْکُوْرُ
اور اس قضاعی کے لئے رحمت طلب کر	جسنے شہاب کو جمع کیا اور اس کی سعی مشکور ہوئی

انھیں معنوں میں ایک دوسرے شاعر نے بھی چند اشعار نظم کئے ہیں، چنانچہ انھیں بھی یہاں تحریر کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ شاعر نے ان میں صدق وراستی کے موتیوں کو پرو دیا ہے:۔

کِتَابٌ عَلَی السَّبْعِ الْاَقَالِیْمِ نُوْرُہٗ	ھُدًی حِکَمٌ مَاثُوْرَۃٌ وَّ بَیَانٌ
یہ وہ کتاب ہے جس کا نور ساتوں ولایتوں پر چمکتا ہے	جو ہدایتوں، نقل شدہ حکمتوں و بیان پر مشتمل ہے
تَطَلَّعَ مِنْ اُفُقِ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ	بِاَلْفِ حَدِیْثٍ بَعْدَھَا مِائَتَانِ
جو جناب رسول اللہ کے افق سے طلوع ہوتی ہے	جس میں بارہ[۱۲] سو حدیثیں ہیں
اِذَا لَاحَ فِیْ جَوِّ النُّبُوَّۃِ نُوْرُہٗ	اَشَارَ بِتَصْدِیْقٍ لَّہُ الثَّقَلَانِ
جب میدان نبوت میں اسکا نور ظاہر ہوا	تو جن وانسان نے اس کی تصدیق کیلئے اشارہ کیا

صحیح ابن خزیمہ

ان کی کنیت ابوبکر اور نام ونسب محمد بن اسحاق بن خزیمہ (السلمی النیساپوری)[۱] ہے اس میں یہ حدیث لاتے ہیں:۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ ثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ الْمُزَنِیَّ حَدَّثَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ لِمَنْ شَاءَ اَنْ یَّحْسِبَھَا النَّاسُ سُنَّۃً۔

عبدالوارث بن عبدالصمد، عبدالصمد، حسین، عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان سے عبداللہ المزنی نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ نے (اور لوگوں کو) فرمایا کہ تم (بھی) مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ جس کا دل چاہے پڑھے۔ اور یہ اس غرض سے فرمایا تھا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں۔

---

[۱] ولادت ماہ صفر ۲۲۳ھ اور وفات ۲ ذی قعدہ ۳۱۱ھ۔

اس کتاب کو باب دعا پر ختم کر کے یہ دعا نقل کرتے ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰٓؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ۔ اِلٰی اٰخِرِ الْبَابِ وَھُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰی تَعَوُّذَاتٍ کَثِیْرَۃٍ نَافِعَۃٍ۔ ترجمہ: اے اللہ مجھے اس علم سے پناہ دے جو نافع نہ ہو اور ایسے قلب سے جس میں خشوع نہ ہو۔ اور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جائے۔ اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔ اے اللہ میں تجھ سے ان چاروں چیزوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ آخر باب تک یہ باب دعا اور بہت سے تعوذات نافعہ پر مشتمل ہے۔

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور نام و نسب یہ ہے:۔ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی۔ لقب قاضی القضاۃ ہے۔ شافعی المذہب فقیہ تھے۔ بنی قضاعہ کی طرف منسوب کر کے انھیں قضاعی بھی کہا جاتا ہے مصر کے قاضی تھے۔ ابوالحسن ابن جہضم، ابومسلم محمد بن احمد کاتب اور ابو محمد بن النحاس سے سماع رکھتے ہیں حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین ان کے شاگرد ہیں۔ محمد بن برکات السعدی اور ابوسعد عبدالجلیل الساوی بھی ان کے شاگرد ہیں۔ ان کی تصنیفات میں اس مشہور کتاب الشہاب کے سوا ایک مختصر تاریخ بھی ہے جو تراجم القضاعی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب اگرچہ پانچ جزو کی ہے لیکن مبدا خلق سے اپنے زمانہ تک کا حال اختصار کے ساتھ اس میں درج کیا گیا ہے۔ کتاب اخبار الشافعی معجم شیوخ خود۔ اور کتاب دستور[1] الحکم بھی ان کی ہی تصانیف ہیں۔ ابوبکر خطیب اور ابونصر بن ماکولا بھی ان کے شاگرد ہیں۔ ماہ ذی الحجہ ۴۵۴ھ میں بمقام مصر انکا انتقال ہوا[2]۔

کتاب الشہاب کی مدح میں چند اشعار

خطیب ابو حاتم عمر بن محمد فرج نے کتاب الشہاب کی مدح میں بہت اچھے شعر لکھے ہیں جنکو یہاں لکھا جاتا ہے:۔

شُھُبُ السَّمَاءِ خِبَاؤُھَا مَسْتُوْرٌ ۔۔۔ عَنَّا اِذَا اَفَلَتْ تُوَارِی النُّوْرُ

آسمان کے ستاروں کا خیمہ ہم سے پوشیدہ ہے ۔۔۔ وہ ڈوب جاتے ہیں تو ان کا نور چھپ جاتا ہے

فَافْزَعْ ھُدِیْتَ اِلٰی شِھَابٍ نُوْرُہٗ ۔۔۔ مُتَالِقٌ اَبَدًا لَہٗ تَبْصِیْرُ

خدا تجھے ہدایت دے اس شہاب کیطرف پناہ حاصل کر جس کا نور ہمیشہ چمکتا ہے اور جس کے لئے ضیا ہے

یَشْفِیْ جَوَاھِرُہُ الْقُلُوْبَ مِنَ الْعَمٰی ۔۔۔ وَلَطَالَمَا انْشَرَحَتْ لَھُنَّ صُدُوْرٌ

اس کے جواہر دلوں کو امراض دلی سے شفا دیتے ہیں ۔۔۔ اور بہت سی مرتبہ ان کے لئے شرح صدر ہو گیا

---

[1] دستور معالم الحکم۔ [2] ان کی وفات ۱۶ ذی قعدہ ۴۵۴ھ میں ہوئی (ابن خلکان)

ولہ ایضاً

أَلِفْتُ النَّوىٰ حَتّىٰ أَنِسْتُ بِوَحْشَتِهَا | وَصِرْتُ بِهَا لَا فِي الصَّبَابَةِ مُولَعَا
میں جدائی کا دلدادہ اور اسکی وحشت سے مانوس ہو گیا | اور میں عشق میں وحشت کی وجہ سے حریص ہو گیا

فَلَمْ أُحْصِ كَمْ رَافَقْتُهُ مِنْ مُرَافِقٍ | وَلَمْ أُحْصِ كَمْ خَيَّمْتُ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَا
اب مجھے نہ احساس شمار کہ کتنے رفیقوں کے ساتھ میں رفاقت کی | نہ اس کا دھیان کہ کتنے مقامات پر زمین میں خیمے لگائے

وَمِنْ بَعْدِ جَوْبِ الْأَرْضِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا | فَلَا بُدَّ لِي مِنْ أَنْ أُوَافِيَ مَصْرَعَا
لہٰذا شرقاً و غرباً زمین طے کرنیکے بعد | میرے لئے ضروری ہے کہ میں کسی میدان کو پاؤں

الشهاب المواعظ والآداب للقضاعی

اس کتاب کا خطبہ یہ ہے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْقَادِرِ الْفَرْدِ الْحَكِيْمِ الْفَاطِرِ الصَّمَدِ الْكَرِيْمِ بَاعِثِ نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَبَدَائِعِ الْحِكَمِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيْرًا - أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ فِي الْأَلْفَاظِ النَّبَوِيَّةِ وَالْآدَابِ الشَّرْعِيَّةِ جِلَاءً لِّقُلُوْبِ الْعَارِفِيْنَ وَشِفَاءً لِأَدْوَاءِ الْخَائِفِيْنَ يَصْدُرُهَا عَنِ الْمُؤَيَّدِ بِالْعِصْمَةِ وَالْمَخْصُوْصِ بِالْبَيَانِ وَالْحِكْمَةِ الَّذِيْ يَدْعُوْ إِلَى الْهُدٰى وَيُبَصِّرُ مِنَ الْعَمٰى وَلَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلَ مَا صَلّٰى عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔

سب قسم کی تعریف اس اللہ کیلئے ہے جو قدرت والا یکتا اور حکمت والا ہے جو پیدا کرنیوالا بے نیاز اور کریم ہے جس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع کلمات اور نادر حکمتوں کیساتھ مبعوث فرمایا جو (مسلمانوں کو جنت کی) خوشخبری دینے والے اور (کافروں کو جہنم سے) ڈرانیوالے ہیں جو خدا کی طرف اس کے حکم سے بلانیوالے اور چراغ روشن کرنیوالے ہیں، انپر اللہ کی رحمت کاملہ نازل ہو اور انکی اولاد پر (بھی) جن سے پلیدی کو دور کرکے پاک صاف کردیا۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد (یہ عرض ہے) کہ الفاظ نبویہ اور آداب شرعیہ میں خدا شناس لوگوں کے دلوں کی روشنی اور اس سے ڈرنیوالوں کے امراض و بیماریوں کی شفا ہے کیونکہ انکا صدور اس ذات گرامی سے ہوا ہے جس کی عصمت کیساتھ تائید کی گئی ہے اور وہ بیان حکمت کے ساتھ مخصوص ہے جو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں اندھوں کو بینا کرتے ہیں جو اپنی خواہش سے اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے، انپر اللہ تعالےٰ کی بہترین رحمت ہو جس کو وہ اپنے برگزیدہ بندوں پر نازل فرماتا ہے۔

وَمَا اتَّفَقَ الْجَمِيعُ عَلَيْهِ بَدَاءً　　　وَعَوْدًا فَهُوَ عَنْ حَقٍّ مُبِيْنِ

اور جس چیز پر سب نے اتفاق کر لیا خواہ پہلے ہو　　　یا بعد میں پس وہی کھلا ہوا حق ہے۔

فَدَعْ مَا صَدَّ عَنْ هٰذَا وَخُذْهَا　　　تَكُنْ مِنْهَا عَلٰى عَيْنِ الْيَقِيْنِ

پس تو ان سے باز رکھنے والی چیز کو خیر باد کہہ دے　　　اور ان احادیث کو اپنا لے تو ان کے ذریعہ عین الیقین تک پہنچ جائیگا۔

ان کے اس قطعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فروعات میں بھی ظاہری تھے۔ چنانچہ ان کے سیرت نگاروں نے بھی ایسا ہی لکھا ہے، اور یہ کہا ہے کہ وہ اپنی ظاہریت کا فی الجملہ اخفا کرتے تھے۔

نفح الطیب مصنفہ شیخ شہاب الدین المقری میں مذکور ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں ان کی تصنیف کردہ ہیں:۔ کتاب من ادعی الامان من اہل الایمان۔ کتاب تسہیل السبیل الی علم الترسیل۔ کتاب الامانی الصادقہ یہ چند بیت بھی ان کے نقل کئے ہیں:۔

اَلنَّاسُ نَبْتٌ وَاَرْبَابُ الْقُلُوْبِ لَهُمْ　　　رَوْضٌ وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ الْمَاءُ وَالزَّهَرُ

لوگ مثل گھاس کے ہیں اور اہل دل ان کے لئے　　　باغ اور اہل حدیث پانی اور پھول

فَمَنْ كَانَ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَاكِمُهُ　　　فَلَا شُهُوْدَ لَهُ اِلَّا الْاُلٰى ذُكِرُوْا

پس جس پر رسول اللہ کے قول کی حکومت ہو　　　اس کے گواہ یہی لوگ ہیں جن کا ابھی ذکر ہوا

وَلَهُ اَيْضًا

اِنَّ الْفَقِيْهَ حَدِيْثٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ　　　عِنْدَ الْحِجَاجِ وَاِلَّا كَانَ فِي الظُّلَمِ

البتہ فقیہ ایسی حدیث ہے کہ اس سے روشنی حاصل کیجاتی ہے　　　جھگڑے اور نزاع کے وقت ورنہ تاریکیوں میں رہے

اِنْ تَاهَ ذُوْ مَذْهَبٍ فِيْ قَفْرِ مُشْكِلِهِ　　　لَاحَ الْحَدِيْثُ لَهُ فِي الْوَقْتِ كَالْعَلَمِ

اگر کوئی اہل مذہب اپنی مشکل کے بیابان میں حیران ہوتا ہے　　　تو حدیث اسیوقت اسکے لئے نشان کیطرح ظاہر ہو جاتی ہے

وَلَهُ اَيْضًا

مَنْ لَمْ يَكُنْ لِلْعِلْمِ عِنْدَ فَنَائِهِ　　　اَرَجٌ فَاِنَّ بَقَاءَهُ كَفَنَائِهِ۔

جس شخص کی موت کے وقت اس میں علم کی مہک نہ ہو　　　تو اس کی زندگی اس کی موت کے مرادف ہے

لِلْعِلْمِ يُحْيِي الْمَرْءُ طُوْلَ حَيَاتِهِ　　　فَاِذَا انْقَضٰى اَحْيَاهُ حُسْنُ ثَنَائِهِ

علم ہی انسان کو تمام عمر زندہ رکھتا ہے　　　جب وہ مرجاتا ہے تو اپنے ذکر خیر کے ذریعہ زندہ رہتا ہے

شعور حاصل ہوا ہے اب تک کسی نے میری ران برہنہ نہیں دیکھی۔ امیر ابن ماکولا جو مشہور محدثین میں سے ہیں حمیدی کے یار دوستوں میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ نزہت و پاکیزگی۔ عفت و پرہیزگاری اور مشغلہ علمی میں میں نے حمیدی کے برابر کسی کو نہیں دیکھا۔ علل حدیث کی معرفت اور اصول کے موافق تحقیق معانی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ علم عربیت وادب، قرآن مجید کی ترکیب اور لطائف بلاغت بیان کرنے میں بھی حق تعالے نے انہیں کامل دستگاہ عطا فرمائی تھی اس کتاب کے علاوہ ان کی اور تصنیفات بھی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:۔ تاریخ اندلس، یہ مشہور کتاب ہے، اور اسکا پورا نام جذوۃ المقتبس فی تاریخ علماء اندلس ہے۔ جمل تاریخ اسلام۔ کتاب الذہب المسبوک فی وعظ الملوک۔ کتاب مخاطبات الاصدقاء فی المکاتبات واللقاء۔ کتاب حفظ الجار، کتاب ذم النمیمۃ۔ شعر و سخن سے بھی مشغلہ تھا۔ لیکن سب کچھ وعظ و نصیحت کے رنگ میں بہت سے لوگوں نے گھر اور مجلس میں ان کا امتحان لیا لیکن ان کی زبان پر دنیا کا ذکر کبھی نہیں آیا۔ ۱۷ ذی الحجہ ۴۸۸ھ میں حمیدی کی وفات ہوئی، ابوبکر شاشی نے جو مشہور شافعی فقیہہ ہیں، ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ شیخ ابواسحاق شیرازی کی قبر کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا۔ وفات سے قبل کئی بار مظفر کو (جو بغداد کا رئیس الرؤسا تھا اور یہ عہدہ اسوقت اعلیٰ عہدوں میں سمجھا جاتا تھا کیوں کہ یہ عہدہ دار تمام شہر کا افسر ہوتا تھا۔) یہ وصیت کی تھی کہ مجھے بشر حافی کے پاس دفن کرنا۔ اس نے کسی وقتی مانع کے سبب سے ان کی وصیت کے خلاف عمل کیا تو یہ خواب اس نے دیکھا کہ حمیدی مجھ سے اس امر کا گلہ اور شکایت کرتے ہیں۔ ناچار ماہ صفر ۴۹۱ھ میں اس جگہ سے منتقل کر کے بشر حافی کے قریب دفن کیا گیا۔ یہ حمیدی کی کرامت ہے کہ ان کا کفن تازہ اور بدن بالکل صحیح و سالم تھا (گلا سڑا نہ تھا) اور بہت دور تک اس کی خوشبو مہک رہی تھی۔ یہ قطعہ ان کی مشہور نظموں میں سے ہے، اور در حقیقت بہت نافع و مفید ہے۔

علامہ حمیدی کے چند اشعار

لِقَاءُ النَّاسِ لَیْسَ یُفِیْدُ شَیْئًا　　سِوَی الْھَذَیَانِ مِنْ قِیْلٍ وَقَالِ

لوگوں کی ملاقات کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی　　سوائے بکواس اور نری گفت و شنید کے

فَاَقْلِلْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ اِلَّا　　لِاَخْذِ الْعِلْمِ اَوْ اِصْلَاحِ حَالِ

پس لوگوں کی ملاقات کو کم کر　　مگر تحصیل علم کے لئے یا اصلاح حال کی خاطر

یہ اشعار بھی انہی کے ہیں:۔

(۱) کِتَابُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ قَوْلِیْ　　وَمَا صَحَّتْ بِہِ الْاٰثَارُ دِیْنِیْ

اللہ عزّ و جل کی کتاب میرا قول ہے　　اور احادیث صحیحہ میرا دین ہیں۔

فَعُوجُوا عَلَى جِعْرَانَةِ وَاسْئَلُنَّ لِيْ | وَاُوْفُوْا بِعَهْدِ لَا تَكُوْنَنَّ كَالَّتِي[1]
تو (واپسی پر) جعرانہ پر ٹھیرو اور میرے لئے سوال کرو | اور عہدوں کو پورا کرو۔ اس عورت کیطرح مت ہو (جو سوت کات کر توڑ ڈالتی ہے)

مدینہ منورہ کے اشتیاق میں یہ قطعہ نظم کیا ہے:۔

مَدِيْنَةُ خَيْرِ الْخَلْقِ تَجْلُوْ لِنَاظِرِيْ | فَلَا تَعْذُلُوْنِيْ اِنْ تُبِدْتُ بِهَا عِشْقًا!
بہترین مخلوق کا مدینہ میرے سامنے ہے! | اب اگر میں اسکے عشق میں قتل کیا جاؤں تم مجھکو ملامت نہ کرو
وَقَدْ قِيْلَ فِيْ زُرْقِ الْعُيُوْنِ شَامَةٌ | وَعِنْدِيْ اَنَّ الْيُمْنَ فِيْ عَيْنِهَا الزَّرْقَا
کہا گیا ہے کہ نیلی آنکھ میں نحوست ہے | میرے نزدیک تو اسکے عین الزرقا[2] میں سراسر برکت ہے

کتاب الجمع بین الصحیحین للحمیدی

اس میں بخاری و مسلم کی حدیثوں کو مسانید صحابہ کے مطابق مرتب کیا ہے۔ مرتبہ ثالث میں جو سب سے نیچے کا مرتبہ ہے مسند انس بن مالک ہے، راقم الحروف کی نظر وہاں تک نہیں پہنچی، دیباچہ میں ایک طویل خطبہ لکھا ہے۔

حمیدی کی کنیت ابو عبداللہ اور نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ بن حمید ازدی حُمیدی اندلسی۔ ان کو موجودہ وطن کی طرف نسبت کرتے ہوئے میسرقی کہتے ہیں اور مذہب ظاہری کی طرف نسبت کرکے ظاہری بھی کہتے ہیں۔ اندلس، مصر، شام، عراق اور حرم شریف میں رہ کر حدیث کی سماعت کی آخر عمر میں بغداد میں رہنے لگے تھے۔ علامہ ابن حزم ظاہری کے شاگرد رشید تھے، ابو عبداللہ قُرّاعی، ابو عمر یوسف بن عبدالبر، ابو بکر خطیب اور دوسرے محدثین سے بھی استفادہ کیا ہے۔ انکی پیدائش قرن خامس کے عشر اولی میں ہوئی[3]۔ مکہ معظمہ میں کریمہ مرزویہ سے جو بخاری کے راوی ہیں ملاقات کی۔ ایک روز ابو بکر بن میمون ان کے حجرے کے دروازہ پر آئے اور کواڑوں کو کھٹکھٹایا۔ تاکہ اندر داخل ہونے کی اجازت ملے۔ حمیدی کسی سبب سے غافل تھے۔ انہیں کوئی جواب نہ دے سکے۔ ابو بکر بن میمون یہ سمجھ کر جب مجھے ممانعت نہیں فرمائی تو داخل ہونے کی اجازت ہے۔ اندر تشریف لے گئے، حمیدی کی ران کھلی ہوئی تھی، حمیدی پر یہ بات بہت ہی گراں گزری اور دیر تک یہ کہتے ہوئے روتے رہے کہ جب سے مجھے تمیز و

---

[1] اس آیت کی طرف تلمیح ہے ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا (سورہ نحل)
[2] عین الازرق یا عین الزرقا مدینہ میں ایک چشمہ کا نام ہے
[3] ۴۲۰ھ سے قبل پیدا ہوئے۔ (ابن خلکان)

ہے خوب لکھی گئی ہے، المسند فیما یتعلق بمسند احمد، التعریف بالمولد الشریف اور اس کا مختصر عرف التعریف۔ اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب، الجوہرۃ العلیہ فی علوم العربیہ۔ انکے علاوہ اور بھی بہت سی تصنیفات ہیں۔ چنانچہ علامہ ابو القاسم عمر بن فہد نے اپنے والد حافظ تقی الدین بن فہد کے معجم شیوخ میں ان بزرگ کی انتالیس[۳۹] تصانیف کا ذکر کیا ہے ۸۳۳ھ میں جمعہ کے دن انکا انتقال ہوا۔ ان کی ایک نظم بھی ہے، قصیدہ نبویہ کے یہ دو[۲] بیت مجھے یاد ہیں:۔

امام ابن الجزری کے چند اشعار

اَلَا اِنَّ سَوَّدَ الْوَجْہَ الْخَطَایَا	وَبَیَّضَتِ السُّنُوْنَ سَوَادَ شَعْرِیْ
خبردار رہو کہ میرے چہرے کو میری خطاؤں نے سیاہ کر دیا	اور میرے بالوں کی سیاہی کو سنین عمر نے سفید کر دیا
فَمَا بَعْدَ التُّقٰی اِلَّا الْمُصَلّٰی	وَمَا بَعْدَ الْمُصَلّٰی غَیْرُ قَبْرِیْ
تقوے کے بعد مصلے کے سوا کچھ نہیں	اور مصلے کے بعد میری قبر کے سوا اور کچھ نہیں

حدیث رحمت کو جسے مسلسل باولیۃ بھی کہتے ہیں۔ ان دو شعروں میں نظم کیا ہے:۔

تَجَنَّبِ الظُّلْمَ عَنْ کُلِّ الْخَلَائِقِ فِیْ	کُلِّ الْاُمُوْرِ فَیَا وَیْلَ الَّذِیْ ظَلَمَا
تمام کاموں میں تمام مخلوق سے ظلم کو دور رکھ	افسوس ہے اس شخص پر جس نے ظلم کیا
وَارْحَمْ بِقَلْبِکَ خَلْقَ اللّٰہِ کُلَّھُمٖ	فَاِنَّمَا یَرْحَمُ الرَّحْمٰنُ مَنْ رَحِمَا
تمام مخلوق خدا پر دل سے رحم کر	خدا تعالٰی اسی پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کھاتا ہے

ایک روز ان کی مجلس میں جب شمائل ترمذی کا ختم ہوا اور شاگرد اس کے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ دو لطیف شعر نظم فرمائے:۔

اَخِلَّایَ اِنْ شَطَّ الْحَبِیْبُ وَرَبْعُہٗ	وَعَزَّ تَلَاقِیْہِ وَنَاءَتْ مَنَازِلُہٗ
اے میرے دوستو اگر حبیب اور اسکا مکان دور ہو گیا ہے	اس سے ملاقات کرنا دشوار ہو گیا اور اسکی منزلیں بعید ہو گئی ہیں
فَاِنْ فَاتَکُمْ اَنْ تُبْصِرُوْہُ بِعَیْنِہٖ	فَمَا فَاتَکُمْ بِالسَّمْعِ ھٰذِیْ شَمَائِلُہٗ
اگر تم سے اس کا دیکھنا فوت ہو گیا ہے	تو اسکی خبروں کا سننا تو فوت نہیں ہوا یہ ہیں اسکی پاک عادتیں

مکہ معظمہ کے شوق میں یہ قطعہ تصنیف فرمایا:۔

اَخِلَّایَ اِنْ رُمْتُمْ زِیَارَۃَ مَکَّۃٍ	وَوَافَیْتُمْ مِنْ بَعْدِ حَجٍّ بِعُمْرَۃٍ
اے میری دوستو اگر تم زیارت مکہ کا قصد کرو	اور حج کے بعد عمرہ پا لو

میں سکونت اختیار کی۔ ابن الجزری سے مشہور ہیں۔ ملک دیار بکر میں موصل کے قریب جو جزیرہ ابن عمر واقع ہے اس کی طرف نسبت ہے، یہ دریائے شور کا ایک جزیرہ ہے جو دجلہ اور فرات کے مابین واقع ہے، ان کے والد تاجر تھے۔ مدت دراز تک اولاد نہ ہوئی۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے اور آب زمزم پی کر اولاد کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ بزرگوار فرزند عنایت فرمایا۔ ۲۵ رمضان المبارک ۷۵۱ھ کو شنبہ کی رات نماز تراویح کے بعد بمقام دمشق پیدا ہوئے، اور اسی شہر میں نشو و نما پائی۔ حافظ عماد الدین بن کثیر سے فقہ و حدیث کو حاصل کیا لیکن فن حدیث سے کامل طور پر سیراب نہ ہوتے تھے۔ اور علم قرأت و تجوید کی طلب بھی بیحد غالب تھی چنانچہ ابن ابی لیلہ۔ صلاح بن ابی عمر بن کثیر اور ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت سے یہ دونوں علوم حاصل کئے۔ اور عز الدین بن جماعہ اور محمد بن اسمٰعیل بخاری سے بھی اجازت حاصل ہے، قاہرہ (جو مصر کا دار السلطنت ہے) اسکندریہ اور بلاد مغرب میں گشت کر کے علم قرأت کی تکمیل کی اور اس میں مہارت کلی حاصل کی۔ پھر مصر میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس کا نام دار القرآن رکھا۔ اس کے بعد بلاد روم میں تشریف لے گئے اور اس وسیع اور کشادہ ملک میں علم قرأت و حدیث کی اشاعت کی۔ اور مخلوق کو نفع عظیم پہنچایا۔ تمام ممالک اسلام میں خصوصیت کے ساتھ علم قرأت کے امام تسلیم کر لئے گئے خوبصورت۔ خوش پوشاک تیز زبان۔ اور فصیح و بلیغ آدمی تھے، ملک روم میں آپ کو امام اعظم کا لقب دیا گیا تھا۔ بارہا طواف سے مشرف ہوئے اور آخر شیراز میں رہ پڑے۔ قرأت قرآن، اسماع حدیث اور عبادت انھیں تینوں شغلوں سے ان کے اوقات معمور تھے، آپ کے اوقات میں برکت محسوس ہوتی تھی، باوجودیکہ طالبان حدیث و تجوید کا ہجوم رہتا تھا مگر اوراد و عبادت میں برابر مشغول رہتے تھے۔ مزید برآں تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ جاری تھا۔ ہر روز اس قدر تصنیف فرمایا کرتے تھے جس قدر ایک عمدہ زود نویس کاتب لکھ سکتا ہے۔ سفر اور حضر میں قائم اللیل اور شب بیدار رہتے تھے۔ دو شنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ بھی کبھی فوت نہیں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر ماہ میں تین روزے برابر رکھتے تھے۔

ان کی جس قدر تصنیفات و تالیفات ہیں وہ سب مفید اور نافع ہیں، جو کتابیں مشہور ہیں وہ یہ ہیں۔

النشر فی القراءۃ العشر بہت شہرت رکھتی ہے اور اسکا مختصر تقریب النشر بھی مشہور ہے منظومہ نشر جو طیبۃ النشر کے نام سے مشہور ہے، یہ بھی قراء میں متداول اور مروج ہے۔

غیر مشہور کتابیں یہ ہیں:۔ اولۃ الواضحہ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ۔ الجمال فی اسماء الرجال۔ بدایۃ الہدایہ فی علوم الحدیث والروایہ۔ توضیح المصابیح، یہ مصابیح کی شرح ہے، اور بڑی بڑی تین جلدوں میں

عَلٰی مِنبَرِ الزَّمَانِ اَلحَدِیثُ الاَوَّلُ اَخبَرَنَا الشَّیخُ الصَّالِحُ الرِّحلَۃُ المُحَدِّثُ الثِّقَۃُ اَبُو الثَّنَاءِ مَحمُودُ بنُ خَلِیفَۃَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ خَلَفٍ المَنبِجِیُّ قِرَاءَۃً مِنِّی عَلَیہِ یَومَ الاَحَدِ العَاشِرِ مِن صَفَرٍ سَنَۃَ سَبعٍ وَّسِتِّینَ وَسَبعِ مِائَۃٍ بِدِمَشقَ المَحرُوسَۃِ وَھُوَ اَوَّلُ حَدِیثٍ سَمِعتُہٗ قَالَ اَنَا شَیخُ الشُّیُوخِ العَارِفِینَ شِہَابُ الدِّینِ اَبُو حَفصٍ عُمَرُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ عَبدِ اللّٰہِ البَکرِیُّ السُّہرَوَردِیُّ وَھُوَ اَوَّلُ حَدِیثٍ سَمِعتُہٗ مِنہُ قَالَ اَخبَرَنَا الشَّیخَۃُ الصَّالِحَۃُ سِتُّ الدَّارِ شُہدَۃُ بِنتُ اَحمَدَ الکَاتِبَۃِ وَھُوَ اَوَّلُ حَدِیثٍ سَمِعتُہٗ مِنہَا قَالَت اَخبَرَنَا زَاہِرُ بنُ طَاہِرٍ الشَّحَّامِیُّ وَھُوَ اَوَّلُ حَدِیثٍ سَمِعتُہٗ مِنہُ قَالَ اَخبَرَنَا اَبُو صَالِحٍ اَحمَدُ بنُ عَبدِ المَلِکِ المُؤَذِّنُ وَھُوَ اَوَّلُ حَدِیثٍ سَمِعتُہٗ مِنہُ بِسَنَدِہٖ اِلٰی عَبدِ اللّٰہِ بنِ عَمرِو بنِ العَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّاحِمُونَ یَرحَمُہُمُ الرَّحمٰنُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِرحَمُوا مَن فِی الاَرضِ یَرحَمکُم مَن فِی السَّمَاءِ ھٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ اَخرَجَہٗ اَبُو دَاؤدَ فِی سُنَنِہٖ وَالتِّرمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ۔

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تک کرکے ان حدیثوں کو جمع کیا۔ میں نے اپنی اس کتاب کو اس بادشاہ اسلام کے نام کے ساتھ معنون کیا جو دنیا کے بادشاہوں کا سردار کلمۂ ایمان کا بلند کرنیوالا اور شریعت وملت کا محافظ اور دین کا حامی ہے یعنی شاہرخ بہادر۔ خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ عرصہ دراز تک اسلام کی مدد فرمائے، پہلی مسلسل بالاولیت[1] حدیث جو شیخ محمود بن خلیفہ منبجی، شیخ شہاب الدین سہروردی بنت احمد الکاتبہ۔ زاہر بن طاہر شحامی، ابو صالح بن عبد الملک مؤذن وغیرہم کے وسایط سے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر خدا تعالےٰ بھی رحم فرماتا ہے تم زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

یہ حدیث حسن ہے جس کی تخریج ابو داؤد نے اپنی سنن اور ترمذی نے اپنی جامع میں کی ہے۔

اور ترمذی نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

امام جزری کا تذکرہ

صاحب حصن حصین کی کنیت ابوالخیر اور لقب قاضی القضاۃ ہے۔ اور نام ونسب یہ ہے شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن عمر۔ اصل میں دمشق کے رہنے والے ہیں۔ پھر شیراز

[1] مسلسل بالاولیۃ اس وجہ سے اس حدیث کو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے محدثین نے اپنے شیخ سے اسی حدیث کو سنا ہے۔

حصن حصین ابن الجزری

یہ کتاب نیز دو مختصر کتب عدّہ اور جنّہ شمس الدین محمد جزری کی تصنیف ہیں۔ چونکہ یہ کتاب بہت مشہور ہے، اس لئے یہاں اسکے کسی فقرہ کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ان بزرگ کی نوادر تصنیفات میں سے ایک اور کتاب عقود اللآلی فی الاحادیث المسلسلۃ والعوالی ہماری نظر سے گزری ہے اس کا دیباچہ اس طرح ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُعِیْنِ لِنَقْلِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَاَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ذُو الْفَضْلِ وَالْمِنَّۃِ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الْہَادِیْ اِلٰی طَرِیْقِ الْجَنَّۃِ۔ وَالْمُرْسَلُ اِلَی النَّاسِ وَالْجِنَّۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ صَلٰوۃً تَکُوْنُ عَنِ النَّارِ نِعْمَ الْجُنَّۃِ وَسَلَّمَ وَشَرَّفَ وَکَرَّمَ وَبَعْدُ فَہٰذِہٖ اَحَادِیْثُ مُسَلْسَلَاتٌ صِحَاحٌ وَحِسَانٌ وَعَوَالٍ صَحِیْحَۃٌ عِشَارِیَّۃٌ[1] عَالِیَۃُ الشَّاْنِ لَا یُوْجَدُ فِی الدُّنْیَا اَعْلٰی مِنْہَا وَلَا یُحْسِنُ بِمُسْلِمٍ الْاِعْرَاضُ فِیْہَا اِذْ قُرْبُ الْاِسْنَادِ وَعُلُوُّہٗ قُرْبٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِنِّیْ جَمَعْتُہَا بِاتِّصَالِ تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ اِلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ ثُمَّ بِاتِّصَالِ الصُّحْبَۃِ وَلُبْسِ خِرْقَۃِ التَّصَوُّفِ الْعَالِیَۃِ الرُّتْبَۃِ وَلَقَّبْتُہَا بِرَسْمِ سُلْطَانِ الْاِسْلَامِ رَئِیْسِ مُلُوْکِ الْاَنَامِ مُعْلِیْ کَلِمَۃِ الْاِیْمَانِ مُعِیْنِ الْمِلَّۃِ وَالشَّرِیْعَۃِ وَالدِّیْنِ شَادْ رُخْ بَہَادُرْ نَصَرَ اللّٰہُ بِہِ الْاِسْلَامَ

ہر قسم کی حمد و ستائش اس خدا کے لئے ہے جو کتاب و سنت کے نقل کرنے میں مددگار ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو یکتا و یگانہ ہے اور بڑا فضل و احسان کرنیوالا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اسکے رسول ہیں جو جنت کے راستہ پر لیجانے والے اور آدمیوں و جنات سب کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں آپ پر اور آپ کی اولاد اور آپکے اصحاب پر خدا کی ایسی رحمت نازل ہو جو نار جہنم کے مقابلہ میں ڈھال کا کام دے، اور ہمیشہ آپ پر (اور آپ کے اتباع پر) سلامتی اور شرف و کرم کا نزول ہوتا رہے بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ یہ مسلسل صحیح، حسن، باعتبار اسناد کے درست، عشاری[1] اور رفیع الشان احادیث کا ذخیرہ ہے کہ دنیا میں ان سے اعلیٰ نہیں۔ کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے سننے اور یاد کرنے میں تساہل کرے اس لئے کہ سند کا قریب اور عالی ہونا گویا اللہ اور اسکے رسول سے قریب ہونا ہے، پھر میں نے تصوّف کا بلند خرقہ پہن کر تلاوت قرآن مجید کا اتصال آنحضرت

[1] اس سند کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک کل دس واسطے ہوں۔

مقدسی۔ حافظ عبدالقادر رہاوی۔ حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی اور دوسرے عمدہ محدثین آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ کی ان تصنیفات میں سے جو متقدمین کی تصانیف پر سبقت لے گئیں، چند نفع بخش کتابیں یہ ہیں۔ کتاب[1] تتمیم معرفۃ الصحابہ۔ یہ کتاب گویا کتاب ابونعیم کا ذیل (تتمہ) ہے کتاب[2] الطوالات۔ گو یہ کتاب بھی عجیب ہے اور متقدمین میں سے اسکے مانند کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی، مگر اس کتاب میں موضوعات اور واہیات بہت درج ہیں۔ بغیر تمیز کے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔ کتاب[3] تتمۃ الغریبین، اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو لغات عرب پر بیحد عبور حاصل تھا۔ اور اس سے ان کے کمال کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ کتاب[4] اللطائف، کتاب[5] عوال التابعین۔

قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ کتاب علوم الحدیث للحاکم کو بوقت مقابلہ نسخہ ایک دفعہ ہی اپنی یاد سے پڑھتے چلے گئے، استغنا اور تعفف یعنی سوال سے گریز اور دنیاداروں سے استغنا اسقدر تھا کہ کسی سے نذر و نیاز بھی قبول نہیں کرتے تھے، تھوڑا سا مال تھا اس سے تجارت کرتے اور اسی کے نفع سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے، ایک دفعہ ایک دولتمند نے بہت سا مال دے کر کہا کہ میں نے آپ کو اس مال پر اپنا وصی بنایا ہے۔ میرے مرنیکے بعد جو اس کے مستحق ہیں ان پر صرف فرمائیں۔ تو یہ جواب دیا کہ میں تو اسے قبول نہیں کرتا۔ البتہ تمہیں ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو اسکام کو مجھ سے احسن طور پر انجام دے سکتا ہے۔ آپ نہایت متواضع تھے۔ جب کسی جگہ تشریف لیجاتے تو کسی کو اپنے ہمراہ نہ رکھتے تھے، حافظ عبدالقادر رہاوی فرماتے ہیں کہ میں ڈیڑھ سال تک دو وقتہ برابر ان کی خدمت میں آتا جاتا رہا، مگر اس مدت میں کوئی بات خلاف شریعت یا خلاف مروت ان سے سرزد ہوتے ہوئے نہیں دیکھی۔ ۹ رجمادی الاولیٰ ۵۸۱ھ میں انتقال ہوگیا۔ اسی روز یہ اتفاق پیش آیا کہ ہنوز ان کے دفن سے فارغ نہ ہوئے تھے جو کثرت سے بارش شروع ہو گئی، گرمیوں کا موسم تھا اور اصفہان میں ان دنوں پانی کی بہت کمی تھی۔

اس زمانہ کے صالحین میں سے ایک نے بیان کیا ہے کہ اسی روز میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے میں نے ایک معبر سے اس کی تعبیر دریافت کی تو اس نے کہا کہ تیرا خواب سچا ہے۔ مسلمانوں کے پیشواؤں میں سے کسی ایسے کامل کی رحلت ہوگی جو اپنے وقت کا بے مثل ہے۔ کیونکہ ایسا ہی خواب امام شافعی رح، سفیان ثوری رح اور احمد بن حنبل رح کے انتقال کے وقت دیکھا گیا تھا۔ خواب دیکھنے والا کہتا ہے کہ ابھی شام نہ ہونے پائی تھی کہ گلی کوچوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حافظ ابوموسیٰ کا انتقال ہوگیا۔

نزہۃ الحفاظ۔ ابوموسیٰ مدینی

یہ کتاب ابوموسیٰ مدینی کی تصنیف ہے ان کی کتاب میں عجیب تر وہ سند مسلسل ہے۔ جسے احمدین کہتے ہیں، کیونکہ اس سند میں چھ آدمی احمد نامی متصل یا یک دیگر آئے ہیں وہ حدیث یہ ہے:۔

أَخْبَرَنَا أَبُو رَجَاءٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْوَرَّانِيُّ ثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الرَّمْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُعِزٍّ ثَنَا مُجَالِدٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ الْعِلْمُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْقَطْرِ فَخُذْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَحْسَنَهُ ثُمَّ قَرَأَ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ قَالَ ابْنُ سِنَانٍ هٰذَا رُخْصَةٌ مِنَ الْاِسْتِحْبَابِ۔

ابورجاء احمد بن محمد الکسائی، ابوالعباس احمد بن محمد بن ابراہیم، ابوبکر احمد بن موسیٰ، احمد بن اسحٰق، احمد بن الحسین احمد بن سنان، عبدالرحمٰن بن معز، مجالد کہتے ہیں کہ میں نے شعبی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ علم بارش اور پانی کے قطروں سے زیادہ ہے، پس ہر چیز میں سے احسن (بہتر) کو اختیار کرو۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ فبشر عباد الذین الخ۔ آیۃ کا ترجمہ یہ ہے:۔

تو خوشخبری سنا دے میرے بندوں کو جو بات سنتے ہیں۔ پھر اس پر چلتے ہیں۔ جو اس میں نیک ہے۔

ابوموسیٰ کا نام اور نسب یہ ہے۔ محمد بن ابی بکر عمر بن ابی عیسیٰ احمد بن عمر بن محمد المدینی۔ اصل میں اصفہان کے رہنے والے ہیں۔ ان بلند پایہ و منتخب محدثین میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے فن حدیث میں بہت سی نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ذوذی قعدہ ۵۰۱ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ چونکہ ابوسعید محمد بن محمد مطرز کی مجلس حدیث میں آپ کے والد آپ کو تبرکاً لیجاتے تھے اس وجہ سے تیسرے ہی سال ابوسعید سے انہیں سماع حاصل ہوا۔ جب ہوشیار ہوئے اور سن رشد و تمیز کو پہنچے تو ابوعلی حداد، حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی اور حافظ ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل التیمی سے علم حدیث حاصل کیا۔ دراصل آپ حقیقت میں ابوالقاسم کے ہی شاگرد ہیں۔ اور آپ کو اس فن کے عمدہ فوائد ان ہی سے حاصل ہوئے ہیں، حافظ یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ سے بھی بغداد و ہمدان میں رہ کر اس علم کا استفادہ کیا۔ نہایت متبحر عالم تھے۔ علل حدیث کے پہچاننے اور اسکے ابواب و رجال و رواۃ کی معرفت میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ اپنے زمانہ کے یگانہ تھے، اس فن میں حافظ عبدالغنی

یہ قطعہ بھی انھیں کا ہے:۔

اَلْبَدْرُ مِنْ وَجْهِكَ مَخْلُوْقٌ	وَالسِّحْرُ مِنْ طَرْفِكَ مَسْرُوْقٌ
چاند تیرے ہی چہرے سے پیدا کیا گیا ہے	اور جادو تیری ہی نگاہ سے چرایا گیا ہے۔
يَا سَيِّدًا يَتَّمَنِي حُبُّهُ	عَبْدُكَ مِنْ صَدِّكَ مَرْزُوْقٌ
اے وہ سردار جس کی محبت نے سرگشتہ کردیا	تیرا غلام تیرے اعراض سے محفوظ ہے

چہل حدیث ابوبکر آجری

اس میں گیارہویں حدیث میں بیان کرتے ہیں:۔

أَخْبَرَنَا خَلَفُ بْنُ عَمْرٍو الْعُكْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَاعِدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَنِيْ وَاخْتَارَ لِيْ أَصْحَابًا فَجَعَلَ لِيْ مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَأَنْصَارًا وَأَصْهَارًا فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔

خلف بن عمرو العکبری، محمد بن طلحہ تیمی، عبدالرحمٰن بن سالم بن عبدالرحمٰن بن ساعدہ، سالم، عبدالرحمٰن بن ساعدہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو برگزیدہ کیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو (بھی) منتخب فرمایا۔ ان میں سے بعض کو میرا وزیر بنایا، بعض کو مددگار اور بعض کو داماد۔ بس جو شخص ان کو برا کہے اور ان پر سب وشتم کیے تو اس پر اللہ تعالےٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ قیامت کے دن ایسے شخص کی اللہ تعالےٰ نہ کوئی نفل قبول فرمائیں گے اور نہ فرض۔

اُن کی کنیت ابوبکر اور نام محمد بن حسین بن عبداللہ بغدادی ہے، آپ کتاب الشریعۃ فی السنۃ اور اس چہل حدیث کے مصنف ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی تصنیفات ہیں، ابومسلم کجّی۔ خلف بن (عمرو) عکبری۔ جعفر (بن محمد) فریابی اور اس طبقہ کے دوسرے ائمہ کے شاگرد ہیں۔ حافظ ابونعیم۔ ابوالحسین بن بشران اور ابوالحسن حمامی ان کے شاگرد ہیں۔ آخر عمر میں مکہ معظمہ میں رہنے لگے تھے۔ حجاج اور مجاورین کو ان سے بہت فیض نصیب ہوا۔ آپ عالم باعمل اور متبع سنت تھے۔ ماہ محرم ۳۶۰ھ میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔

شیخ مذکور نے فرمایا کہ اول علوم دینیہ سے اپنے سینہ کو پُر کرو۔ ارشاد کے موافق ابوبکر طوسی کی مجلس درس میں حاضر ہونے لگے، یہاں تک کہ علم فقہ سے فارغ ہوئے۔ پھر ابوبکر بن فورک کی (جو مشہور اصولی اور متکلم ہیں) مجلس درس میں آنا جانا شروع کیا۔ چنانچہ ان دونوں فنون کی تکمیل کر کے ابواسحاق اسفرائنی کی مجلس میں داخل ہوئے، ان سے (قاضی) ابوبکر باقلانی کی تصانیف پڑھیں۔ جب تمام مرحلے طے ہو گئے تو شیخ ابوعلی دقاق نے اپنی دختر فاطمہ کا نکاح ان سے کر کے اپنی صحبت میں رکھا۔ ابوعلی کے انتقال کے بعد شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی کی صحبت میں رہ کر ان سے ظاہر و باطن کا فیض حاصل کیا۔ احوال عالیہ۔ مجاہدات۔ تربیت مریدین اور عبارت شیریں سے تذکیر اور نصیحت کرنا غرض ان سب نعمتوں سے جو ذکر کی گئی ہیں مالا مال ہو کر اپنے وقت کے بے نظیر امام ہوئے۔ خدا تعالےٰ نے سوارکاری اور سلاحداری میں بھی عجیب ملکہ عنایت فرمایا تھا۔ اس وجہ سے اس صنعت کے بھی امام شمار ہوتے تھے، چیدہ چیدہ محدثین مثلاً ابوالحسین بن بشران۔ ابونعیم اسفرائنی۔ ابوالحسین خفاف، علی بن احمد اہوازی سے حدیث کا سماع کیا۔ تفسیر۔ حدیث۔ کلام۔ اصول۔ فقہ۔ نحو۔ اور شعر و کتابت میں پوری مہارت رکھتے تھے، ابوبکر خطیب محدّث بغداد بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے عبدالمنعم اور ان کے پوتے ابوالاسعد ہبۃ الرحمٰن انکے شاگرد رشید تھے۔ ۱۶ ربیع الثانی ۴۶۵ھ کو یکشنبہ کے روز بوقت صبح اس دار فانی سے رحلت فرمائی[1] ان کے حالات میں بطریق تواتر یہ منقول ہے کہ جو نوافل صحت کی حالت میں ادا کیا کرتے تھے وہ مرض الموت میں بھی فوت نہیں ہوئے۔ تمام نمازیں کھڑے ہو کر ادا کرتے رہے۔ انکے انتقال کے بعد ابوتراب مراغی نے خواب میں دیکھا تو اُن کے سوال پر یہ فرمایا کہ میں عجب عیش اور راحت میں ہوں شعر و سخن سے بھی رغبت تھی۔

علامہ قشیری کے چند اشعار

کتب تصوّف میں ان کے یہ دو شعر مذکور اور مشہور ہیں:۔

۱ سَقَی اللّٰہُ وَقْتًا کُنْتُ اَخْلُوْ بِوَجْہِکُمْ وَثَغْرُ الْہَوٰی فِیْ رَوْضَۃِ الْاُنْسِ ضَاحِکٗ

ترجمہ: اللہ تعالےٰ اس وقت کو سیراب فرمائے جب میں تمہارے ساتھ تنہائی میں رہتا تھا اور محبت کے دانت جو انسیت کے باغ میں ہنستے نظر آتے تھے۔

۲ اَقَمْنَا زَمَانًا وَالْعُیُوْنُ قَرِیْرَۃٌ وَاَصْبَحْتُ یَوْمًا وَالْجُفُوْنُ سَوَافِکُ

ترجمہ: ایک زمانہ تک اس حالت میں ہم مقیم رہے کہ (ایک دوسرے کو دیکھکر) ہماری آنکھیں ٹھنڈی تھیں اور آج وہ وقت ہے کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں

[1] تاریخ ولادت: ربیع الاول ۳۷۶ھ

ہیں پچاس سال سے ان کی دیکھ بھال کر رہا ہوں، ان سے کبھی کوئی حرکت خلاف سنت صادر نہیں ہوئی وفات کے بعد دس لاکھ آدمیوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، لوگ انھیں امام احمد بن حنبل سے تشبیہ دیتے تھے۔ ماہ محرم ۲۴۲ھ میں رحلت فرمائی۔

چہل حدیث استاذ ابو القاسم قشیری رح

قَالَ الْاُسْتَاذُ اَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيْمِ الْقُشَيْرِيُّ فِيْ بَابِ طَلَبِ الْعِلْمِ حَدَّثَنَا السَّيِّدُ اَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ ثَنَا اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَيُّوْبَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ السُّلَمِيُّ ثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اَنَّهٗ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ سَلَكْتُ بِهٖ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ وَمَنْ سَلَبْتُ كَرِيْمَتَيْهِ اَثَبْتُهٗ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ وَفَضْلٌ فِيْ عِلْمٍ خَيْرٌ مِّنْ فَضْلٍ فِيْ عِبَادَةٍ وَمِلَاكُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ۔

سید ابو الحسن محمد بن الحسن۔ ابوبکر محمد بن علی، محمد بن یزید السلمی، حفص بن عبد الرحمٰن، محمد بن عبد الملک، ہشام بن عروہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس یہ وحی نازل فرمائی ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستے کو اختیار کرے گا میں اسکے بدلہ میں اسے جنت کے راستہ پر چلاؤں گا۔ اور جس شخص کی کریمتین یعنی آنکھوں کو میں نے چھین لیا تو میں اس کو ان دونوں کے بدلہ میں جنت دوں گا اور علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔ اور دین کا لب لباب پرہیزگاری ہے۔

ابو القاسم کی مشہور ترین تصنیفات یہ ہیں۔ رسالہ قشیریہ۔ ایک طویل تفسیر، جو بہترین تفاسیر میں شمار ہوتی ہے، نحو القلوب، کتاب لطائف الاشارات، کتاب الجواہر، کتاب احکام السماع، کتاب آداب الصوفیہ۔ کتاب عیون الاجوبہ فی فنون الاسئلہ، کتاب المناجات، کتاب المنتہی فی نکت اولی النہی۔ ابو القاسم ایسے مشہور و معروف شخص ہیں کہ تعریف و توصیف سے مستغنی ہیں ان کا نام و نسب یہ ہے۔ عبد الکریم بن ہوازن بن عبد الملک بن طلحہ بن محمد القشیری النیشاپوری، زہد و تصوف میں اپنے زمانہ کے سردار تھے۔ جب والد کا انتقال ہوا تو ان کی بہت تھوڑی عمر تھی۔ لڑکپن میں ابو القاسم یمانی کی (جو علم ادب اور عربیت میں مشہور تھے) صحبت میں رہ کر علم ادب اور عربیت کو حاصل کیا۔ اس کے بعد شیخ ابو علی دقاق کی مجلس میں حاضر ہونے لگے اور خدا کی طلب کا شوق پیدا ہوا

شاگردی کا فخر بھی انہیں حاصل ہے، اس علم کی طلب میں جزیرہ، مصر، اور دور دراز شہروں کا سفر کیا، دار قطنی عمر ابن شاہین۔ ابن المحاملی۔ ابو طالب ابن غیلان۔ ابن بشران۔ ابو علی ابن شاذان اور اس فن کے دوسرے امام ان کے شاگرد ہیں۔ دار قطنی و خطیب نے ان کی تعریف و توصیف کی ہے۔ ۳۵۴ھ میں انتقال ہوا۔

چہل حدیث۔ ابوالحسن طوسی

جس کو عربی میں اربعون کہتے ہیں۔ محمد بن اسلم طوسی کی تالیف کردہ ہے اس کے شروع میں یہ حدیث ہے:۔

ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنِ الْمُسْلِمُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ قَالَ فَمَنِ الْمُؤْمِنُ قَالَ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلىٰ اَنْفُسِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ قَالَ فَمَنِ الْمُهَاجِرُ قَالَ مَنْ هَجَرَ السَّيِّئَاتِ قَالَ فَمَنِ الْمُجَاهِدُ قَالَ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

عبداللہ بن یزید، عبدالرحمن بن زیاد، عبداللہ بن یزید، ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کامل مسلمان کون ہے، آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ امن میں رہیں۔ پھر پوچھا کہ مومن کون ہے فرمایا جس سے لوگوں کو اپنے مال و جان کا خوف و خطرہ نہ ہو۔ پھر سوال کیا مہاجر کون ہے فرمایا جس نے گناہوں کو چھوڑ دیا ہو پھر عرض کیا مجاھد کون ہے فرمایا جس نے اپنے نفس پر جہاد کیا یعنی اسے خدا کی عبادت میں لگایا لذات دنیوی سے بچایا۔

ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور نام و نسب یہ ہے، محمد بن اسلم بن سالم کندی، ولا کی طرف نسبت ہے۔ شہر طوس کے رہنے والے ہیں۔ یزید بن ہارون، جعفر بن عون اور یعلیٰ بن عبید سے جو خراسان کے مشہور مشائخ میں سے ہیں علم حدیث حاصل کیا ان کے سب سے بڑے شیخ نضر بن شمیل ہیں، ابن خزیمہ اور ابوبکر بن ابی داؤد ان کے شاگرد ہیں۔ فاضل ترین علماء و کامل ترین اولیاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ اپنے وقت کے ابدال تھے۔ محمد بن رافع کہتے ہیں کہ میں نے ان کی زیارت کی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نمونہ تھے۔ ایک دن کسی نے اسحاق بن راہویہ سے اس حدیث عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ کا مصداق دریافت کیا تو کہا کہ اس زمانہ میں یہ محمد بن اسلم اور ان کے متبعین ہیں

مطابق اٹھے تو کوئی مرض پیش آیا۔ اور پندرہ دن کے بعد انتقال ہو گیا۔

فوائد ابوبکر شافعی

چونکہ شیخ ابوطالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان اس کتاب کو روایت کرتے ہیں اس وجہ سے ان کی جانب نسبت کرکے ان فوائد کو غیلانیات بھی کہتے ہیں۔ یہ کل گیارہ جزو ہیں۔ دار قطنی نے انکی رباعیات کو جدا کرکے ایک مستقل رسالہ لکھ دیا ہے۔ جو اکثر متداول ہے۔ اور تحصیل اجازت و سماع کے وقت اسے پڑھاتے ہیں۔ رُباعیات کی پہلی حدیث یہ ہے:۔

قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرٍ الشَّافِعِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ الْاَزْرَقُ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الدَّشِیُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کُنَاسَۃَ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جُحَیْفَۃَ ھَلْ رَاَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَکَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ یُشْبِہُہٗ۔

حافظ ابوبکر شافعی، محمد بن الفرج، احمد بن عبداللہ، محمد بن کناسہ، اسمٰعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجحیفہ سے یہ دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں اور کہا حسن بن علی آپ کے بہت مشابہ ہیں۔

حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ اَبُوْعِمْرَانَ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عُلَیَّۃَ قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَۃُ السَّدُوْسِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ یَلْقٰی صَدِیْقَہٗ اَوْ اَخَاہُ فَیَنْحَنِیْ لَہٗ قَالَ لَا قَالَ فَیَلْتَزِمُہٗ وَیُقَبِّلُہٗ قَالَ لَا قَالَ فَیُصَافِحُہٗ وَیَاْخُذُ بِیَدِہٖ قَالَ نَعَمْ۔

موسیٰ بن اسمٰعیل، اسمٰعیل بن علیہ، حنظلۃ السدوسی، انس بن مالک فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ جب کوئی شخص اپنے دوست یا بھائی سے ملاقات کرے تو کیا اسکے لئے جھک جائے آپ نے فرمایا نہیں اُسنے عرض کیا کہ کیا اسے لپٹ جائے اور بوسہ دے آپنے فرمایا نہیں اسنے کہا کہ کیا اسکا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے آپ نے فرمایا ہاں۔

آپ کا نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدویہ۔ آپ عراق کے محدثین میں سے ہیں۔ بغداد میں رہتے تھے ۲۶۰ھ میں بمقام شہر جبل متصل واسط پیدا ہوئے۔ ۲۷۶ھ میں طالب علمی شروع کی۔ چونکہ کپڑا فروخت کرتے تھے اس لئے ان کو بزاز کہتے تھے۔ موسیٰ بن (سہل) الوشار سے جو اسمٰعیل بن علیہ کے آخر اصحاب میں سے ہیں اور محمد ابن شداد سے جو یحییٰ قطان کے آخر اصحاب میں سے ہیں، اس فن کی تکمیل کی۔ ابوبکر ابن ابی الدنیا۔ ابو قلابہ رقاشی اور دوسرے بڑے بڑے محدثین کی

امالی محاملی

یہ ایک مختصر کتاب ہے جو تقریباً سولہ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اسکے اول میں یہ حدیث ہے:۔

حَدَّثَنَا السِّرِّیُّ ثَنَا مُحَمَّدٌ یَعْنِیْ ابْنَ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنِ الْحَکَمِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ صَلَّی الظُّهْرَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ شُعْبَۃُ وَسَمِعْتُ حَمَّادًا وَسُلَیْمَانَ یُحَدِّثَانِ اَنَّ اِبْرَاهِیْمَ کَانَ لَا یَدْرِیْ ثَلَاثًا صَلّٰی اَوْ خَمْسًا۔

سری، محمد ابن جعفر، شعبہ، حکم، ابراہیم، علقمہ، حضرت عبداللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نماز ظہر کی پانچ رکعتیں ادا فرمائیں اس کے بعد سلام پھیرا اور دو سجدے کئے۔ شعبہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے حماد اور سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابراہیم کو یاد نہیں رہا کہ آنجناب ؐ نے تین رکعتیں ادا فرمائی تھیں یا پانچ رکعتیں۔

محاملی بغداد کے محدثین اور اس مبارک بنیاد شہر کے مشائخ میں سے ہیں۔ انکی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ نام حسین بن اسمٰعیل بن محمد طیبی بغدادی ہے، چونکہ ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی رہ چکے ہیں اس وجہ سے ان کو قاضی حسین بھی کہتے ہیں۔ آپ ۲۳۵ھ کی ابتداء میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۴۴ھ میں طالب علمی کی ابتداء ہوئی۔ ابوحذافہ سہمی سے، جو صاحب نسخہ موطا اور امام مالکؒ کے شاگرد ہیں، اس علم کو حاصل کیا۔ عمر بن علی فلاس۔ احمد بن المقدام۔ یعقوب بن ابراہیم دورقی۔ محمد بن مثنی عنزی۔ زبیر بن بکار اور اس طبقہ کے دیگر علماء سے روایت کرتے ہیں۔ دار قطنی۔ ابن جمیع۔ دعلج اور دیگر بڑے بڑے محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ کے اصحاب میں سے تقریباً ستر علماء حدیث میں ان کے شیخ تھے۔ ان کی مجلس املاء میں دس ہزار کے قریب آدمی حاضر رہتے تھے۔ آخر عمر میں قضاء کے عہدے سے مستعفی ہوگئے تھے۔ جب تک عہدہ قضاء پر مامور رہے ایسے محمود الخلائق رہے کہ کسی شخص کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملا۔ یعنی کوئی اعتراض واتہام ان پر نہ لگا سکا۔ کوفہ میں اپنے مکان کو مجمع اہل علم بنا رکھا تھا۔ ہر روز اس علم شریف کے شغل کے لئے ان کے گھر میں لوگ جمع ہوکر فائدہ حاصل کرتے تھے۔ محمد بن الحسین نے، جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں، بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے حق تعالے اہل بغداد پر سے بطفیل برکت محاملی بلا کو دفع کرتا ہے۔ دوسری ربیع الثانی ۳۳۰ھ کو درس حدیث سے فارغ ہوکر معمول کے

ولہٗ

اَلشَّمسُ تُشبِہُہٗ وَالبَدرُ یَحکِیہِ وَالدُّرُّ یَضحَکُ وَالمَرجَانُ مِن فِیہِ

میرا ممدوح ایسا جلیل القدر شخص ہے کہ آفتاب اس سے مشابہ ہوا اور چاند اس کی نقل کر کے خوبصورت بن رہا اور دانتوں کی صفائی کی وجہ سے گویا وہ موتی اور مرجان اپنے

وَمَن سَرٰی وَظَلَامُ اللَّیلِ مُعتَکِرٌ فَوَجہُہٗ عَن ضِیَاءِ البَدرِ یُغنِیہِ

اور جو رات کو ایسے وقت سفر کرے کہ تاریکی تہ بتہ ہو گئی ہو۔ تو میرے ممدوح کا چہرہ اسکو چاند کی روشنی سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

دیگر

تَغَیَّبَ الخَلقُ عَن عَینِی سِوٰی قَمَرٍ حَسبِی مِنَ الخَلقِ طُرًّا ذٰلِکَ القَمَرُ

میری نظر سے ساری مخلوق اوجھل ہو گئی ہے سوائے ایک ایسے چاند کے۔ جو مجھے تمام مخلوق کے عوض کافی ہے۔

مَحَلُّہٗ فِی فُؤَادِی قَد تَمَلَّکَہٗ وَجَارُ رُوحِی وَمَالِی عَنہُ مُصطَبَرٌ

اس کی جگہ میرے دل میں ہے اور وہ اسکا مالک بن بیٹھا ہے وہ میری روح کا پڑوسی ہے اسلئے کہ مجھے بغیر اسکے چین نہیں آتا

فَالشَّمسُ اَقرَبُ مِنہُ فِی تَنَاوُلِہَا وَغَایَۃُ الحَظِّ مِنہَا لِلوَرٰی النَّظَرُ

پس آفتاب کا ملنا بہ نسبت اس کے آسان ہے اور اسے صرف دیکھ لینا مخلوق کیلئے سب سے بڑی خوش نصیبی ہے

وَدِدتُّ تَقبِیلَہٗ یَومًا مُخَالَسَۃً فَصَارَ مِن خَاطِرِی فِی خَدِّہٖ اَثَرٌ

ایک روز میں نے غفلت میں اس کا بوسہ لینا چاہا تو میرے صرف ارادے سے اسکے نازک رخسار میں دھبہ پڑ گیا

وَکَم حَکِیمٍ رَاٰہُ ظَنَّہٗ مَلَکًا وَرَدَّدَ الفِکرَ فِیہِ اَنَّہٗ بَشَرٌ

بہت سے عقلاء کو انکے گمان نے دھوکہ میں ڈالا کہ وہ فرشتہ ہے مگر فکر و تامل نے تلاش سے معلوم کر لیا کہ وہ بشر ہی ہے

دیگر

لَا تَغبِطَنَّ اَخَا الدُّنیَا لِزُخرُفِہَا وَلَا لِلَذَّۃِ وَقتٍ عُجِّلَت فَرَحًا

دنیا دار کی رنگ رلیوں پر فریفتہ نہ ہو نہ اس لذت پر رشک کر جو فوری خوشی دیتی ہے

فَالدَّھرُ اَسرَعُ شَیئٍ فِی تَقَلُّبِہٖ وَفِعلُہٗ بَیِّنٌ لِلخَلقِ قَد وَضَحَا

کہ زمانہ اپنے انقلاب میں سب چیزوں سے زیادہ تیز ہے اور اس کا فعل خلق پر واضح اور ظاہر ہو گیا ہے

کَم شَارِبٍ عَسَلًا فِیہِ مَنِیَّتُہٗ وَکَم تَقَلَّدَ سَیفًا مَن بِہٖ ذُبِحَا

کتنے پینے والے ہیں کہ اسی پینے میں انکی موت مقدر ہے اور کتنے تلوار لٹکانیوالے ہیں کہ اسی تلوار سے وہ ذبح ہوئے

اور ساقط کر دیا۔ خلیفہ نے اس خط کو خطیب کے پاس بھیجا، خطیب نے غور کے بعد کہا کہ یہ بالکل مکر اور جعل سازی ہے اس لئے کہ اس میں معاویہ اور سعد بن معاذ کی گواہی بھی ثبت ہے۔ حالانکہ جس وقت خیبر فتح ہوا ہے معاویہ اس وقت تک نہ مسلمان ہوئے تھے اور نہ شرف صحبت انکو حاصل ہوا تھا۔ اور سعد بن معاذ کے غزوہ خندق میں تیر کا زخم لگا اور غزوہ قریظہ کے متصل زمانہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ یعنی وہ بھی فتح خیبر کے وقت زندہ نہ تھے۔

خطیب جس وقت بیمار ہوئے تو بادشاہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ میرا کوئی وارث نہیں ہے میرے مرنے کے بعد میرا مال بیت المال کو پہنچتا ہے۔ اگر بادشاہ کی اجازت ہو تو میں بطور خود اُسے راہِ خدا میں صرف کردوں۔ اس پر خلیفہ نے فرمایا کہ بہت مبارک ہے، آپ نے اپنی تمام کتابوں کو وقف کر دیا۔ اور ہر قسم کے مال کو خدا کی راہ میں صرف کر دیا۔ سات ذی الحجہ ۴۶۳ھ میں انتقال ہو گیا۔ شیخ ابو اسحٰق شیرازیؒ نے جو شوافع کے مشہور مشائخ میں سے نیز علم ظاہر و باطن کے جامع ہیں۔ انکے جنازے کو کاندھے پر اٹھایا۔ وفات کے بعد بغداد کے صالحین میں سے کسی نے انہیں خواب میں دیکھا اور انکا حال دریافت کیا تو یہ فرمایا کہ اَنَا فِیْ رَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّجَنَّةِ نَعِیْمٍ (میں راحت و آرام اور نعمتوں کی جنت میں ہوں)

نیز اس زمانہ کے بزرگوں میں سے کسی نے بیان کیا کہ میں نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ گویا بغداد میں ہم خطیب کی خدمت میں حاضر ہیں اور حسب عادت تاریخ بغداد کو ان کے روبرو پڑھنا چاہتے ہیں میں نے دیکھا کہ انکے دائیں جانب شیخ نصر بن ابراہیم مقدسی تشریف رکھتے ہیں اور بائیں طرف ایک اور باہیبت و جلال بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کے جمال سے آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ میں نے دریافت کیا یہ کون بزرگ ہیں تو کہا گیا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس تاریخ کو سننے کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا شرف ہے جو خطیبؒ کو حاصل ہوا۔

علامہ خطیب بغدادی کے چند اشعار

خطیب کو شعر و اشعار سے بھی الفت تھی چنانچہ انکے چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ قطعہ:۔

اِنْ کُنْتَ تَبْغِی الرَّشَادَ مَحْضًا	لِاَمْرِ دُنْیَاکَ وَالْمَعَادِ
اگر تم اپنے دنیا و آخرت کے کام	خالص ہدایت چاہتے ہیں
فَخَالِفِ النَّفْسَ فِیْ هَوَاهَا	اِنَّ الْهَوٰی جَامِعُ الْفَسَادِ
تو نفس امارہ کی خواہشات کے خلاف کرو	اسلئے کہ خواہش نفس ہر قسم کی برائی اپنے اندر رکھتی ہے

ان کی تصانیف کے بارے میں لکھا ہے :۔

تَصَانِيْفُ ابْنِ ثَابِتِ الْخَطِيْبِ ۔ أَلَذُّ مِنَ الْجَنَى الْغَضِّ الرَّطِيْبِ

ابن ثابت خطیب کی تصنیفات ۔ میوہ تروتازہ سے زیادہ لذیذ ہیں

يَرَاهَا إِذْ رَوَاهَا مَنْ حَوَاهَا ۔ رِيَاضًا لِلْفَتَى الْيَقِظِ اللَّبِيْبِ !

جب انہیں جمع کرنے والا ان کی روایت کریگا تو ان کو عقل مند بیدار جوان کے لیے مثل باغ کے پائے گا

وَيَأْخُذُ حُسْنُ مَا قَدْ ضَاعَ مِنْهَا ۔ بِقَلْبِ الْحَافِظِ الْفَطِنِ الْأَرِيْبِ

اور جو خوشبو ان تصنیفات سے مہکی ہے، اس کا حسن، حافظ سمجھدار دانشمند کے دل کو گرویدہ کرلے گا

فَأَيَّةُ رَاحَةٍ وَنَعِيْمِ عَيْشٍ ۔ يُوَازِيْ عَيْشَهَا بَلْ أَيُّ طِيْبِ

پس کونسی راحت اور کونسی زندگی کی نعمت بلکہ کونسی خوشبو ان کی برابری کا دم بھر سکتی ہے ۔

سفر حج میں ہر روز ترتیل و تجوید و قرأت سے ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے جسے تمام لوگ لفظ بلفظ سنتے تھے سفر کی تھکان کے باوجود انکا یہ ورد ناغہ نہ ہوتا۔ حق تعالےٰ نے ثروت ظاہری بھی بہت عنایت فرمائی تھی۔ اس علم شریف کے طلبہ پر صدقات و خیرات کیا کرتے تھے۔

علامہ خطیب بغدادی کی دعا اور اس کی قبولیت

حج کے موقع پر جب چاہ زمزم پہ گئے تو چونکہ اس وقت کی دعا مستجاب ہوتی ہے تین مرتبہ اس مبارک پانی سے سیراب ہو کر خدا تعالےٰ سے تین چیزوں کی دعا مانگی۔ اول یہ کہ تاریخ بغداد ایسی مقبول ہو کہ لوگ اسکی روایت کریں۔ دوسرے یہ کہ میں جامع منصور میں جو بغداد کی بہترین جگہ ہے تعلیم حدیث اور اسکے املا میں مشغول رہوں۔ تیسرے یہ کہ میری قبر بشر حافی رضؓ کے متصل ہو سو الحمد للہ ان کی یہ دعا مقبول ہوئی اور تینوں حاجتیں پوری ہوئیں۔ بغداد میں ان کو اس قدر عروج ہوا کہ بادشاہ وقت کا یہ حکم ہو گیا تھا کہ کوئی واعظ، کوئی خطیب اور کوئی عالم کسی حدیث کو اس وقت تک نہ ذکر کریں جب تک اسے خطیب پر پیش کر کے اجازت نہ حاصل کرلیں۔ ایک دفعہ بعض یہودیوں نے جو خیبر میں رہتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں وہاں سے اٹھکر ملک شام کے اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے تھے۔ خلیفہ کے روبرو جناب رسالتمآب کا ایک خط پیش کیا جو حضرت علی رضؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا، رسول کریمؐ کی مہر اس پر ثبت تھی، اور کئی ایک صحابہ کی شہادت بھی اس پر درج تھی۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ یہود (اہل خیبر) کے فلاں فلاں قبیلہ سے ہم نے جزیہ معاف

وَكَمْ قَائِلٍ لَوْ كَانَ وُدُّكَ صَادِقاً لِبَغْدَادَ لَمْ تَرْحَلْ فَكَانَ جَوَابِيَا

بہت سے کہنے والے کہتے ہیں اگر تیری محبت بغداد کے ساتھ سچی ہوتی تو وہاں سے علیحدہ نہ ہوتا میرا جواب انکے لئے یہ ہے

يُقِيمُ الرِّجَالُ الْأَغْنِيَاءُ بِأَرْضِهِمْ وَتَرْمِي النَّوَى بِالْمُقْتِرِينَ الْمَرَامِيَا

مال دار آدمی اپنے وطنوں میں اقامت کرتے ہیں اور مفلسوں کو ہلاکت پہاڑوں ویرانوں میں پھینکدیتی ہے

خطیب کی کنیت ابوبکر ہے، نام ونسب یہ ہے احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی چوبیس ذیقعدہ ۳۹۲ھ کو جمعرات کے روز پیدا ہوئے انکے والد کو بھی علم حدیث سے مناسبت تھی، اسی وجہ سے اس شریف فن کے طلب کرنے میں ان کو تحریض و رغبت دلاتے تھے۔ ابھی گیارہ سال کے تھے کہ طلب علم اور سماع شروع کیا۔ اس کے بعد بصرہ۔ کوفہ۔ نیشاپور۔ اصفہان۔ دینور۔ ہمدان۔ رے اور حجاز شریف کا سفر اختیار کیا۔

حافظ ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء، ابوسعید مالینی۔ ابوالحسن بن بشران اور انکے علاوہ دوسرے علماء سے علم کا استفادہ کیا۔

ابن ماکولا جو مشہور محدث ہیں ان ہی کے شاگرد ہیں۔ محمد بن مرزوق زعفرانی اور اس فن کے دوسرے بزرگ ان ہی کی ترغیب سے سربسبز ہوئے۔ مکہ معظمہ میں صحیح بخاری کو ستی کریمہ (بنت احمد المروزیہ) سے جو بخاری کے مشہور راویوں میں سے ہیں۔ صرف پانچ یوم میں ختم کیا علی ہذا ابوعبدالرحمن اسماعیل بن احمد الضریر الحیری نیشاپوری کی خدمت میں رہ کر تین مجلس میں صحیح بخاری کو ختم کیا اور کشمیہنی سے بھی بخاری کا سماع کیا ہے۔ مغرب کے وقت سے بخاری کا پڑھنا شروع کرتے تھے اور نماز فجر تک بس کرتے تھے۔ دورات اسی طرح پر کیا۔ تیسرے دن چاشت کے وقت سے مغرب تک اور مغرب کے وقت سے صبح تک بخاری کو پڑھ کر ختم کیا۔ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ دماغ کی یہ قوت اور قرأت میں یہ مہارت نادرات میں سے ہے۔ سفروں سے فراغت پانیکے بعد بغداد میں مقیم رہے۔ اور مرتے وقت تک روایت حدیث اور تصنیف و تالیف میں اپنے وقت کو مشغول رکھا۔ ان کی تصنیف کردہ کتب ہیں کچھ اوپر ساٹھ ہیں۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ جامع[1]۔ تاریخ بغداد۔ کفایۃ[2] شرف اصحاب الحدیث۔ السابق واللاحق۔ المتفق والمفترق۔ المؤتلف[3]۔ تلخیص المتشابہ۔ کتاب الرواۃ عن مالک۔ غنیۃ المقتبس فی الملتبس۔ تمییز المتصل الاسانید۔ روایۃ الابناء عن الآباء۔ ان کے علاوہ اور بہت سی مفید تصانیف ہیں جو محدثین کے لئے سرمایہ معلومات کا کام دیتی ہیں۔ حافظ ابوطاہر سلفی نے

---

[1] جامع لآداب الراوی والسامع۔ کشف الظنون [2] الکفایۃ فی آداب الروایۃ [3] المؤتلف والمختلف۔

إِذَا هَانَ حُرٌّ عِنْدَ قَوْمٍ أَتَاهُمْ وَلَمْ يَنْأَ عَنْهُمْ كَانَ أَعْمَى وَأَجْهَلَا

جب کوئی شریف کسی قوم کے پاس آکر ذلیل ہوا اور پھر ان سے دور نہ ہوا تو وہ اندھا اور جاہل تر ہے

وَلَمْ تُضْرَبِ الْأَمْثَالُ إِلَّا لِعَالِمٍ وَمَا عُوتِبَ الْإِنْسَانُ إِلَّا لِيَعْقِلَا

کہاوت اور مثالیں جاننے والے کیلئے ہی بیان کی جاتی ہیں، اور انسان کو سزا اسی لئے دی جاتی ہے کہ اسے عقل آئے

تاریخ بغداد

یہ خطیب بغدادی کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے جزو ثانی کے شروع میں بغداد کی تعریف اور اس شہر مبارک بنیاد کی بزرگی اور نیز ساکنان شہر کے جو محاسن اخلاق منقول تھے ان سب کو لکھا ہے اسکے بعد بغداد کے دو دریاؤں دجلہ اور فرات کا ذکر کیا ہے، امام بخاری کا پورا حال بھی اس میں مرقوم ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب کے تذکرہ تک پہنچکر کتاب کا تقریباً چوتھائی حصہ ختم ہوتا ہے۔ اس تاریخ کے اول میں جو سند ذکر کی گئی وہ یہ ہے:۔

قَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْقُرْمِيسِينِيّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ أَحْمَدَ بْنِ عُثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ عَبْدِ الْأَعْلَى يَقُولُ قَالَ لِي الشَّافِعِيُّ يَا يُونُسُ دَخَلْتَ بَغْدَادَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ مَا رَأَيْتَ الدُّنْيَا۔

امام شافعی نے کہا اے یونس آپ (کبھی) بغداد گئے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ نہیں (اسپر) امام شافعی نے کہا کہ تم نے دنیا کو نہیں دیکھا۔

قَالَ الْخَطِيبُ وَأَنْشَدَنَا الْقَاضِي أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ الْمُحَسِّنِ التَّنُوخِيُّ قَالَ أَنْشَدَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَلَفٍ الْهَمْدَانِيُّ لِنَفْسِهِ۔

فِدًى لَكِ يَا بَغْدَادُ كُلُّ قَبِيلَةٍ مِنَ الْأَرْضِ حَتَّى خِطَّتِي وَدِيَارِيَا

اے بغداد تجھ پر زمین کا ہر قبیلہ نثار ہو یہاں تک کہ میرا خطہ اور میرے دیار (بھی)

فَقَدْ طُفْتُ فِي شَرْقِ الْبِلَادِ وَغَرْبِهَا وَسَيَّرْتُ رَحْلِي بَيْنَهَا وَرِكَابِيَا

میں مشرق اور مغرب کے شہروں میں پھرا ہوں اور اپنے کجاوے اور سواریوں کو ان میں چلایا ہے

فَلَمْ أَرَ فِيهَا مِثْلَ بَغْدَادَ مَنْزِلًا وَلَمْ أَرَ فِيهَا مِثْلَ دِجْلَةَ وَادِيَا

میں نے تو بغداد کی مانند کوئی جگہ نہیں دیکھی نہ دجلہ کے مثل کوئی میدان دیکھا

وَلَا مِثْلَ أَهْلِيهَا أَرَقَّ شَمَائِلًا وَأَعْذَبَ أَلْفَاظًا وَأَحْلَى مَعَانِيَا

اور نہ اس کے باشندوں کے مثل نرم خوئی شیرینی گفتار اور حلاوت معنی میں کسی کو پایا

فی اختصار المغازی والسیر، کتاب العقل والعقلاء وما جاء فی اوصافہم۔ کتاب جمہرۃ الانساب اور کتاب بہجۃ المجالس بھی انہی کی ہیں اور ان کے علاوہ دیگر تصانیف بھی ہیں۔ ماہ ربیع الآخر ۴۶۳ھ میں بمقام شاطبہ ان کا انتقال ہوا خطیب بغدادی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

علامہ ابن عبدالبر کے چند اشعار

شعر و سخن کی طرف بھی میلان تھا انکے تصنیف کردہ چند اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:۔

تَذَکَّرْتُ مَنْ یَبْکِیْ عَلَیَّ مُدَاوِمًا — فَلَمْ اَرَ اِلَّا الْعِلْمَ بِالدِّیْنِ وَالْخَبَرِ

میں نے ان چیزوں کو یاد کیا جو مجھ پر ہمیشہ بکا کرتی رہیں — تو میں نے علم دین اور حدیث کے سوا کسی اور چیز کو نہ پایا

عُلُوْمِ کِتَابِ اللّٰہِ وَالسُّنَنِ الَّتِیْ — اَتَتْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مَعْ صِحَّۃِ الْاَثَرِ

یعنی اللہ کی کتاب اور ان حدیثوں کے علوم جو صحت نقل کیساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں

وَعِلْمِ الْاُوْلٰی مِنْ نَاقِدِیْہِ وَفَہْمِنَا — لِمَا اخْتَلَفُوْا فِی الْعِلْمِ بِالرَّاْیِ وَالنَّظَرِ

اور علم ان لوگوں کا جو اسکے پرکھنے والے ہیں — اور ہماری سمجھ اس علم میں جس میں انہوں نے اپنی رائے اور نظر سے اختلاف کیا

اور یہ بھی کہتے ہیں:۔

مَقَالَۃُ ذِیْ نُصْحٍ وَذَاتِ فَوَائِدٍ — اِذَا مِنْ ذَوِی الْاَلْبَابِ کَانَ اسْتِمَاعُہَا

نصیحت والی اور فائدہ مند گفتگو (مان لو) — جبکہ اسے عقل مندوں سے سنا ہو!

عَلَیْکُمْ بِاٰثَارِ النَّبِیِّ فَاِنَّہٗ — مِنْ اَفْضَلِ اَعْمَالِ الرَّشَادِ اتِّبَاعُہَا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنے لئے لازم کرلو کیونکہ آپکی اتباع رشد کے اعمال میں سب سے افضل ہے

مغرب کے شہروں میں مشہور شہر اشبیلیہ ہے جب یوسف وہاں تشریف لیگئے اور وہاں کے لوگوں میں وہ خاطر و مدارات اور حسن سلوک جو مناسب تھا نہ دیکھا تو یہ چند اشعار کہے:۔

تُنُکِّرَ مَنْ کُنَّا نُسَرُّ بِقُرْبِہٖ — وَصَارَ زُعَاقًا بَعْدَ مَا کَانَ سَلْسَلَا

جنکا قرب ہمارے خیال میں باعث مسرت سمجھا جاتا تھا وہ اجنبی ہوگئے — اور خوشگوار شیریں پانی ہونیکے بعد وہ گدلا اور کھاری ہوگئے

وَحَقٌّ لِجَارٍ لَمْ یُوَافِقْہُ جَارُہٗ — وَلَا لَا یَمَتْہُ الدَّارُ اَنْ یَّتَحَوَّلَا

(اگر) کسی ہمسایہ کا پڑوسی اسکی موافقت نہ کرے — اور نہ گھر اسکا موافق ہو تو اسکے لئے وہاں سے کوچ کرنا مناسب ہے

بُلِیْتُ بِحِمْصٍ وَالْمُقَامُ بِبَلْدَۃٍ — طَوِیْلًا لَعَمْرِیْ مُخْلِقٌ یُوْرِثُ الْبِلٰی

میں حمص اور اس شہر میں اتنی لمبی مدت کیساتھ قیام میں مبتلا ہوا۔ جو میری عمر کو پرانا کرنیوالی اور مجھ میں کہنگی پیدا کرنیوالی ہے

گیا ہے کہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ هُمُ الَّذِیْنَ صَلُّوا الْقِبْلَتَیْنِ۔ اور سفیان سے اس طرح منقول ہے کہ هُمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا بَیْعَةَ الرِّضْوَانِ۔ یعنی ابن سیرین تو یہ فرماتے ہیں کہ اس آیت "السابقون الاولون من المہاجرین والانصار" کے مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے بیت المقدس اور مکہ معظمہ دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے اور سفیان کہتے ہیں کہ وہ ہیں جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی۔ یہ مغرب کے چیدہ اور منتخب علماء میں سے تھے۔ ان کا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم نمری قرطبی ہے، جمعہ کے روز ماہ ربیع الاول ۳۶۸ھ میں جس وقت امام خطبہ دے رہا تھا پیدا ہوئے، اگرچہ خطیب بغدادی ان کے معاصر ہیں۔ مگر ان کا علم حدیث کو طلب کرنا خطیب کی پیدائش سے پہلے تھا۔ خلف بن القاسم، عبدالوارث بن سفیان۔ ابوسعید نصر عبداللہ بن محمد بن عبدالمومن اور انکے ہمعصروں سے علم کو حاصل کیا۔ دور دراز شہروں کے رہنے والے علماء نے بھی ان کو اجازت نامے لکھے، چنانچہ حافظ عبدالغنی منذری صاحب ترغیب و ترہیب نے مصر سے اور ابوالقاسم عبداللہ بن اسقطی نے مکہ معظمہ سے۔

حافظ ابن عبدالبر حفظ و اتقان میں اپنے زمانہ کے سردار تھے۔ فقہ حدیث میں ان کی تالیف کتاب التمہید نادر روزگار اور زبردست ور وشن ضمیر مجتہدوں کے لئے سرمایہ بصیرت ہے۔ انکی تصانیف میں سے بھی ایک کتاب مذہب مالکی میں کافی ہے جس کی پندرہ جلدیں ہیں، بلاد مغرب میں بہت پھرے مگر اکثر قیام اندلس میں رہتا تھا۔ بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ اندلس سے باہر نہیں گئے، اور سوائے ان ستر عالموں کے جو اس زمانہ میں یکتا تھے اور کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ان کے سوا کسی اور سے علم حاصل کیا۔ اس کے باوجود ان کا علم خطیب۔ بیہقی اور ابن حزم سے کسی طرح کم تر نہیں ہے۔ بلکہ بعض چیزیں اُن کے پاس ایسی تھیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہیں صدق، دیانت حسن اعتقاد اور اتباع سنت جو انہیں حاصل تھا، علماء میں سے بہت کم کو نصیب ہوتا ہے، انکی عوالی اسناد سے سنن ابی داؤد ہے جسے وہ عبداللہ بن محمد بن عبدالمومن سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن واسہ سے اور وہ اس کے مصنف ابوداؤد سے۔ ابتدائی عمر میں اصحاب ظواہر میں سے تھے۔ پھر مالکی ہوئے، اسکے باوجود فقہ شافعی کی طرف بھی میلان تھا۔ ان کی کتاب الاستذکار موطا کی بہترین شرح میں سے ہے اور موطا کی تنسیق ابواب میں استادی دکھلائی ہے، یہ کتاب نہایت ضخیم ہے، اگر بخط جلی تحریر کیجئے تو تیس جلدیں ہوتی ہیں۔ اگر بخط خفی لکھا جائے تو پندرہ جلدیں ہوتی ہیں۔ ایک کتاب علم ادب و روایت کی فضیلت میں بھی لکھی ہے جو بہت نافع ہے۔ کتاب الدُّرر

بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

مضبوطی سے تھامے رکھو اور اسے دانتوں (مضبوطی) سے پکڑلو۔ نئی تراشی ہوئی باتوں سے بچتے رہو، کیوں کہ دین میں ہر نکالی ہوئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

الارشاد فی معرفۃ المحدثین ابو یعلیٰ

راویوں کے حالات میں یہ نہایت عمدہ اور عجیب و غریب کتاب ہے۔ یہ وہ ابو یعلیٰ نہیں ہیں جن کا معجم اور مسند سابق میں ذکر ہو چکا ہے، وہ موصلی ہیں اور یہ قزوینی۔ ان کا نام خلیل بن عبد اللہ بن احمد ہے۔ قزوین کے رہنے والے ہیں منجملہ اور تصنیفات کے یہی ایک کتاب ارشاد فی معرفۃ المحدثین ان کی یادگار باقی رہ گئی ہے جو شخص اس کتاب کو دیکھتا ہے تو ان کی جلالت و بزرگی کا جو ان کو اس فن میں حاصل تھی اقرار کر لیتا ہے، لیکن اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں اوہام بہت ہیں۔ جب تک دوسری کتابوں کی شہادت نہ مل جائے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہئے، اس کے باوجود انکو علل حدیث اور رجال پر اطلاع تام تھی۔ اور اپنے زمانہ میں علو اسناد حاصل تھا۔ علی بن احمد بن صالح قزوینی ابو حفص کتانی۔ حاکم اور اس طبقہ کے دوسرے بزرگوں سے سماع رکھتے تھے، ابو حفص بن شاہین اور ابو بکر مقری سے انہیں اجازت حاصل ہے۔ ابو بکر بن لال بھی (جو ان کے استاد و شیخ ہیں) ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے ابو یعلےٰ ابو زید بن ابو یعلیٰ حدیث کے عالم اور ان ہی کے شاگرد تھے۔ سنہ ۴۴۶ھ میں ابو یعلیٰ کا انتقال ہوا۔

حلیۃ الاولیاء۔ ابو نعیم اصفہانی

یہ حافظ ابو نعیم اصفہانی کی تصنیف ہے۔ ان کا ذکر بھی ان کے مستخرج میں گزر چکا نیز وہ حکایات جو امام مالکؒ کے احوال میں کتاب حلیۃ الاولیاء سے نقل کی گئی تھیں پہلے لکھی جا چکی ہیں۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب۔ ابن عبد البر

یہ ابو عمر ابن عبد البر کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں ابن سیرین سے نقل کیا

تاریخ الثقات لابن حبان

ان کی کنیت ابو حاتم اور نام محمد بن حبان تمیمی ہے، صحیح ابن حبان میں ان کا حال گذر چکا۔ اس تاریخ کے اول ابواب میں یہ باب ہے:۔

بَابُ ذِكْرِ الْحُبِّ عَلَى لُزُومِ سُنَنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُكْرَمٍ خَالِدٌ الْبَرِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْمَدِينِيِّ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو السُّلَمِيُّ وَحُجْرُ بْنُ حُجْرٍ الْكُلَاعِيُّ قَالَ اَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ وَهُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ» فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ وَقُلْنَا اَتَيْنَاكَ زَائِرِيْنَ وَعَائِدِيْنَ وَمُقْتَبِسِيْنَ فَقَالَ الْعِرْبَاضُ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ قَائِلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ اِلَيْنَا قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا مُجَدَّعًا فَاِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ فَتَمَسَّكُوْا

احمد بن مکرم خالد البری، علی المدینی، ولید بن مسلم، ثور بن یزید، خالد بن معدان، عبد الرحمٰن بن عمرو السلمی اور حجر بن حجر الکلاعی کہتے ہیں کہ ہم دونوں حضرت عرباض بن ساریہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ ان صحابہ میں داخل ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ہم نے انہیں سلام کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ زیارت۔ عیادت اور استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر بلیغ وعظ فرمایا کہ رونے لوگوں کی آنکھیں بہہ پڑیں دل دہشت زدہ ہوکر کانپ اٹھے۔ اس پر کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج کی نصیحت تو آپ کی نصائح میں سے ایسی ہے جیسے کسی رخصت کرنے والے کی۔ تو ہمارے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اس کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے امیر کی باتوں کو سنو اور اس کی اطاعت کرو، اگرچہ وہ ایک حبشی کان کٹا ہوا غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں سے جو زندہ رہیگا وہ عنقریب بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ اس وقت میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو

نیز احمد بن عمر بن عصفور نے ابیات مذکورۂ ذیل سے اس کا جواب دیا ہے:۔

اَیَا قَادِحًا فِی الْعِلْمِ زِیْدَ عَمَاءُہٗ ۔ رُوَیْدًا بِمَا تُبْدِیْ بِہٖ وَتُعِیْدُ

اے علم حدیث پر اعتراض کرنے والے تیری کوری زیادہ ہو جسے تو ظاہر کرتا ہے اور بار بار کہتا ہے! اسے رہنے دے

جَعَلْتَ شَیَاطِیْنَ الْحَدِیْثِ مَرِیْدَۃً ۔ اَلَا اِنَّ شَیْطَانَ الضَّلَالِ مَرِیْدُ

تو نے حدیث والوں کو سرکش شیطان ٹھہرایا ۔ (لیکن) یاد رکھ گمراہی کا شیطان دراصل سرکش ہے

وَجَرَحْتَ بِالتَّکْذِیْبِ مَنْ کَانَ صَادِقًا ۔ فَقَوْلُکَ مَرْدُوْدٌ وَاَنْتَ عَنِیْدُ

تو نے سچے پر تکذیب کے آوازے کسے ۔ پس تیرا ہی قول مردود ہے اور تو ہی متعصب ہے

وَذَوُو الْعِلْمِ فِی الدُّنْیَا نُجُوْمُ ھِدَایَۃٍ ۔ اِذَا غَابَ نَجْمٌ لَاحَ بَعْدُ جَدِیْدُ

اہل علم دنیا میں ہدایت کے ستارے ہیں ۔ جب ایک تارا چھپ جاتا ہے تو دوسرا روشن ہو جاتا ہے

بِھِمْ عِزُّ دِیْنِ اللّٰہِ طُرًّا وَھُمْ لَہٗ ۔ مَعَاقِلُ مِنْ اَعْدَائِہٖ وَجُنُوْدُ

ان ہی کے طفیل اللہ کے دین کی عزت پوری پوری قائم ہے اور وہ بزرگ دین کی جائے پناہ اور اللہ کے لشکر ہیں

کتابُ الکنیٰ والاسامی للنسائی

اس کتاب کا بھی انتخاب کیا گیا ہے، اور اس کا نام منتقی رکھا گیا ہے۔ منتقی کے آخر میں یہ حدیث ہے:۔

"بَابُ مَنْ یُکْنٰی اَبَا عِمْرَانَ" قَالَ الْحَافِظُ اَحْمَدُ بْنُ شُعَیْبِ النَّسَائِیُّ اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ اَسْلَمَ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِتَّبَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَاکِبٌ فَقُلْتُ اَقْرِئْنِیْ سُوْرَۃَ ھُوْدٍ وَسُوْرَۃَ یُوْسُفَ فَقَالَ لَنْ تَقْرَاَ شَیْئًا اَبْلَغَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

احمد بن شعیب النسائی، قتیبہ بن سعید، لیث، یزید بن ابی حبیب، ابی عمران اسلم، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوار تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلتا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ مجھے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھا دیجئے تو آپ نے فرمایا تم کوئی ایسی سورۃ نہیں پڑھو گے جو قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ بلیغ ہو۔

جہاں اصحاب صحاح ستہ کا ذکر کیا جائیگا وہاں انشاء اللہ تعالیٰ نسائی کے حالات بھی تحریر کئے جائیں گے۔

فَمَنْ حَادَ عَنْ هٰذَا الْيَقِيْنِ فَخَارِقٌ — مَرِيْدٌ لِإِظْهَارِ الشُّكُوْكِ مُرِيْدٌ

پس اب جو اس یقینی بات سے پھرے وہ اجماع کا مخالف — سرکش ہے اور شکوک پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے

وَلٰكِنْ إِذَا جَاءَ الْهُدٰى وَدَلِيْلُهُ — فَلَيْسَ لِمَوْجُوْدِ الضَّلَالِ وُجُوْدٌ

لیکن جبکہ ہدایت اپنی دلیل کے ساتھ آ جائے گی — تو گمراہی موجودہ کا وجود بھی باقی نہیں رہے گا

وَإِنْ رَامَ أَعْدَاءُ الدِّيَانَةِ كَيْدَهَا — فَكَيْدُهُمْ بِالْمُخْزِيَاتِ مَكِيْدٌ

اور اگر دیانت کے دشمن کید کا قصد کریں تو ان کا کید ذلیل کرنے والی چیزوں سے مٹا دیا جائے گا

عبد السلام اشبیلی کا قصیدہ

وَلِابْنِ مَعِيْنٍ فِي الَّذِيْ قَالَ أُسْوَةٌ — وَرَأْيٌ مُصِيْبٌ لِلصَّوَابِ سَدِيْدٌ

جو بات ابن معین کہے قابل پیروی ہے — اور ان کی رائے حق کا پتہ دینے والی اور درست ہے

وَأَجْرٌ بِهٖ يُعْلِي الْإِلٰهُ مَحَلَّهٗ — وَيُنْزِلُهٗ فِي الْخُلْدِ حَيْثُ يُرِيْدُ

اور یقینی بات ہے اللہ تعالیٰ ان کا مرتبہ بلند کرے — اور انہیں جنت میں حسب دلخواہ جگہ دے

يُنَاضِلُ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ وَصَحْبِهٖ — وَيَطْرُدُ عَنْ أَحْوَاضِهٖ وَيَذُوْدُ

وہ قول رسول اور انکے صحابہ کے کلام کو بچاتے ہیں — اور دغیروں کو انکے حوضوں سے ہٹا کر دور کرتے ہیں

یعنی اہل الباطل

وَجِلَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا بِقَوْلِهٖ — وَمَا هُوَ فِيْ شَيْءٍ أَتَاهُ فَرِيْدٌ

اور بڑے بڑے اہل علم نے انکے موافق کہا ہے — وہ اپنی بیان کی ہوئی بات میں تنہا نہیں ہیں

وَلَوْ لَمْ يَقُمْ أَهْلُ الْحَدِيْثِ بِدِيْنِنَا — فَمَنْ كَانَ يَرْوِيْ عِلْمَهٗ وَيُفِيْدُ

اگر ہمارے دین کو سنبھالنے کیلئے اہل حدیث نہ کھڑے ہوتے — تو آج کون ہوتا جو علم کی روایت کرتا اور فائدہ دیتا

هُمْ وَرَثُوْا عِلْمَ النُّبُوَّةِ وَاحْتَوَوْا — مِنَ الْفَضْلِ مَا عَنْهُ الْأَنَامُ رُقُوْدٌ

وہی علم نبوت کے وارث ہوئے — اور وہ فضل حاصل کیا جس سے مخلوق غافل ہے

وَهُمْ كَمَصَابِيْحِ الدُّجٰى يُهْتَدٰى بِهِمْ — وَمَا لَهُمْ بَعْدَ الْمَمَاتِ خُمُوْدٌ

وہ اندھیری رات کے چراغوں کی طرح ہیں کہ ان سے ہدایت حاصل کیجاتی ہے اور انکی آگ مرنیکے بعد بھی شعلہ زن ہے

یعنی حفص بن غیاث

عَلَيْكَ يَا ابْنَ غِيَاثٍ لُزُوْمُ سَبِيْلِهِمْ — فَحَالُهُمْ عِنْدَ الْإِلٰهِ حَمِيْدٌ

اے ابن غیاث تو ان کے طریق کو اختیار کر — کیوں کہ ان کا حال اللہ کے نزدیک اچھا ہے

وَ اِنِّیْ اِلیٰ اِبْطَالِ قَوْلِكَ قَاصِدٌ وَلِیْ مِنْ شَهَادَاتِ النُّصُوْصِ جُنُوْدُ

بیشک میں تیرے قول کو رد کرنیکا ارادہ کرتا ہوں اور میرے پاس گواہی کیلئے نصوص اور آیتوں کے لشکر موجود ہیں

اِذَا لَمْ یَكُنْ خَیْرًا كَلَامُ نَبِیِّنَا لَدَیْكَ فَاِنَّ الْخَیْرَ مِنْكَ بَعِیْدُ

جبکہ ہمارے نبی ؐ کا کلام تیرے نزدیک بہتر نہ ہوگا تو بے شک خیر اور بھلائی تجھ سے دور ہے

وَ اَیُّ شَیْئٍ اَنْ جَعَلْتَ بِمَا اَتیٰ مِنَ اللّٰهِ شَیْطَانًا وَ ذَالِكَ شَدِیْدُ

جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہے اس کو شیطان کہنا بہت برا ہے اور یہ بات بہت سخت ہے

اس کے بعد ابن معین کے اوصاف اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

وَمَا هُوَ اِلَّا وَاحِدٌ مِنْ جَمَاعَةٍ وَ كُلُّهُمْ فِیْمَا حَكَاهُ شُهُوْدُ!

اور ابن معین تو جماعت ہی کا ایک فرد ہے اور جو کچھ اس نے بیان کیا ہے اس میں کل جماعت اس کی گواہ ہے

فَاِنْ صَدَّ عَنْ حُكْمِ الشَّهَادَةِ حَاصِلٌ فَاِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ فِیْهِ عَتِیْدُ

اگر کوئی حامل شہادت گواہی سے باز رہے تو اللہ کی کتاب اس کے لئے تیار ہے

وَلَوْلَا رُوَاةُ الدِّیْنِ ضَاعَتْ وَاَصْبَحَتْ مُعَامَلَةٌ فِی الْاٰخِرِیْنَ تَبِیْدُ

اور اگر دین کے راوی نہ ہوتے تو آنے والی نسلوں کا معاملہ ضائع اور برباد ہوجاتا

هُمْ حَفِظُوا الْاٰثَارَ عَنْ كُلِّ شُبْهَةٍ وَغَیْرُهُمْ عَمَّا اقْتَنَوْهُ رُقُوْدُ

ان لوگوں نے احادیث کو ہر شبہ سے بچایا جبکہ انکے غیر انکے جمع کئے ہوئے ذخیرہ سے غافل سوتے تھے

وَهُمْ هَاجَرُوْا فِیْ جَمْعِهَا وَتَبَادَرُوْا اِلیٰ كُلِّ اُفْقٍ وَالْمَرَامُ كَؤُدُ

انھوں نے احادیث کے جمع کرنے میں ہجرت کی (وطن اقارب کو چھوڑا) عالم کے ہر گوشہ اور زمین کے ہر حصہ پر دوڑے باوجودیکہ مقصود سخت مشکل تھا

وَقَامُوْا بِتَعْدِیْلِ الرُّوَاةِ وَجَرْحِهِمْ قِیَامُ صَحِیْحُ النَّقْلِ وَهُوَ حَدِیْدُ

راویوں کی تعدیل و جرح کیلئے کمر بستہ ہوئے صحیح نقل کرنیوالے کی طرح اگرچہ یہ کام سخت مشکل ہے

بِتَبْلِیْغِهِمْ صَحَّتْ شَرَائِعُ دِیْنِنَا حُدُوْدٌ تَحَرَّوْا حِفْظَهَا وَعُهُوْدُ

انہیں کی تبلیغ سے ہمارے دین کے طریقے درست ہوئے یہ وہ حدود ہیں جنکی حفاظت کا انھوں نے ارادہ اور عہد کیا

وَصَحَّ لِاَهْلِ النَّقْلِ مِنْهَا احْتِجَاجُهُمْ فَلَمْ یَبْقَ اِلَّا عَانِدٌ وَحَقُوْدُ

پس اہل نقل کیلئے ان احادیث سے احتجاج ہوگیا پس کوئی منکر باقی نہیں ہاں سوائے کینہ ور مخالف کے جسکی بات تعصب سے خالی نہیں ہو سکتی

وَحَسْبُهُمْ اَنَّ الصَّحَابَةَ بَلَّغُوْا وَعَنْهُمْ رَوَوْا لَا یُسْتَطَاعُ جُحُوْدُ

اور ان کے لئے یہی کافی ہے کہ صحابہ نے تبلیغ کی ہے اور انہیں سے روایت کی ہر جس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا

نَطَقَ النَّبِیُّ لَنَا بِہٖ عَنْ رَبِّہٖ　　　نِعْمَ النَّبِیُّ صَلَاتُہٗ وَسَلَامُہٗ

یہ باتیں جناب رسول اللہ ؐ نے اپنے رب کیجانب سے ہمیں فرمائی ہیں۔ درود وسلام نبی کریم پر نازل ہوتا ہے

جہلاء کا اہل حدیث پر طعن

جاننا چاہیئے کہ جاہلوں اور کم فہموں نے قدمار اہل حدیث کو عموماً اور یحییٰ بن معین کو خصوصاً اس طرح مطعون کیا ہے کہ محدثین نے اور بالخصوص یحییٰ بن معین نے خلق اللہ کے بارے میں بہت زبان درازیاں کی ہیں۔ کسی کو دروغ گو۔ اور کسی کو ملبس وجعلی۔ اور کسی کو افتراپرداز و بہتان طراز کہتے ہیں۔ یہ لوگ غیبت محرمہ کو اپنا علم اور اپنی عبادت خیال کرتے ہیں، چنانچہ اسی معاملہ میں بکر بن حماد شاعر مغربی نے یحییٰ بن معین کی ہجو کی بلکہ علم حدیث پر طعنہ کرتے ہوئے یہ کہا ہے

أَرَی الْخَیْرَ فِی الدُّنْیَا یَقِلُّ کَثِیْرُہٗ　　　وَیَنْقُصُ نَقْصًا وَالْحَدِیْثُ یَزِیْدُ

میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں خیر کا بڑا حصہ کم ہو رہا ہے　　　اور گھٹتا جاتا ہے حالانکہ حدیث روز بروز بڑھتی جاتی ہے

فَلَوْ کَانَ خَیْرًا کَانَ کَالْخَیْرِ کُلِّہٖ　　　وَلٰکِنَّ شَیْطَانَ الْحَدِیْثِ مَرِیْدُ

اگر علم حدیث اچھا ہوتا تو سب کا سب اچھا ہوتا　　　لیکن شیطان حدیث کا سرکش ہے!

وَلِابْنِ مَعِیْنٍ فِی الرِّجَالِ مَقَالَۃٌ　　　سَیُسْئَلُ عَنْھَا وَالْمَلِیْکُ شَہِیْدُ

ابن معین نے رجال میں گفتگو کی ہے　　　عنقریب اسکی اس گفتگو پر سوال کیا جائیگا اور اللہ گواہ ہے

فَاِنْ یَکُ حَقًّا فَھِیَ فِی الْحُکْمِ غِیْبَۃٌ　　　وَاِنْ یَکُ زُوْرًا فَالْقِصَاصُ شَدِیْدُ

اگر وہ صحیح ہے تو غیبت کے حکم میں ہے　　　اور اگر وہ جھوٹ ہے تو اسکا بدلہ سخت ہے

لیکن ان جاہلوں اور ان جیسے دوسرے نافہموں نے یہ نہ سمجھا کہ ان (یحییٰ بن معین) کا رجال پر یہ طعن وجرح کرنا محض شریعت غرا اور دین متین کی حفاظت کی غرض سے تھا۔ گویا یہ از قبیل قتال کفار یا خوارج یا اہل بدعت یا سیاست وتعزیر اہل انکار میں داخل ہے۔ جو بہترین عبادت ہے۔ اور ہرگز غیبت محرمہ میں متصور نہیں ہے۔

علامہ حمیدی کا قصیدہ اور مطاعن کا ردّ

مذکورہ بالا ناپسندیدہ اشعار کا جواب ابو عبداللہ محمد بن فتوح حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین نے ایک طویل قصیدہ میں دیا ہے۔ چنانچہ اس شاعر کو خطاب کر کے کہتے ہیں۔

ان کو مُرّی بھی کہتے ہیں، بغداد کے رہنے والے ہیں ۱۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ انکے والد ماجد (معین) دفتر کے عمدہ منشیوں میں تھے، انشاء میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یحییٰ بن معین کو اپنے والد کے ورثہ میں سے ایک لاکھ درہم ملے تھے اور اسی وجہ سے وہ کامل ثروت رکھتے تھے۔ انہیں ہشیم۔ ابن المبارک، معتمر بن سلیمان بن طرخان اور انکے ہمعصروں سے سماع حاصل تھا۔ امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے ان سے استفادہ کیا ہے۔ وہ بھی گویا اس علم کے ائمہ میں سے ہیں۔ ابوزکریا تنقید روایات اور احوال رجال کی معرفت میں امام تھے، وسعت معلومات اور محفوظات پر کھنے کی کثرت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، خود ان سے یہ منقول ہے۔ کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں، مرنے کے بعد انھیں کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ حق تعالے نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تو آپ نے یہ جواب دیا کہ مجھے بہت سی عطایا اور بخششیں مرحمت فرمائیں۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ تین سو حوریں سے میرا نکاح کر دیا ۲۳۳ھ میں بغداد سے حج کے لئے تشریف لے گئے، اول مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں کی زیارت سے فارغ ہوکر خانہ کعبہ کا قصد کیا۔ اول منزل میں جو نیند آئی تو ہاتف غیبی نے ندا دی کہ اے ابوزکریا ہماری ہمسائگی چھوڑ کر کہاں جاتے ہو، سمجھ گئے کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک تھی جو انکو اس خلعت فاخرہ کے ساتھ مشرف کیا۔ فوراً واپس ہوکر مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی اور تین دن بعد انتقال ہوگیا۔ ان کی سعادت ایک یہ بھی ہے کہ جس تختہ پر جناب رسالت مآبؐ کو غسل دیا گیا تھا اسی پر انہیں کو بھی غسل دیا گیا۔

امام یحییٰ بن معین کے چند اشعار

شعر و سخن کی جانب بھی طبیعت کا میلان تھا۔ چنانچہ یہ چند اشعار جو ان کے تصنیف کردہ ہیں تحریر کئے جاتے ہیں۔

اَلْمَالُ یَنْفَدُ حِلُّهٗ وَحَرَامُهٗ ۔۔۔ یَوْمًا وَیَبْقٰی فِیْ غَدٍ اٰثَامُهٗ

مال تو خواہ حلال ہو یا حرام ایک روز ختم ہو جائیگا ۔۔۔ اور کل (قیامت) کیلئے اسکے گناہ باقی رہیں گے۔

لَیْسَ التَّقِیُّ بِمُتَّقٍ فِیْ دِیْنِهٖ ۔۔۔ حَتّٰی یَطِیْبَ شَرَابُهٗ وَطَعَامُهٗ

اپنے دین کے امور میں متقی کا تقوی اسوقت تک کامل نہیں ہوتا۔ جبتک اس کا کھانا پینا پاک نہ ہو

وَیَطِیْبُ مَا یَحْوِیْ وَیَکْسِبُ اَهْلُهٗ ۔۔۔ وَیَطِیْبُ فِیْ حُسْنِ الْحَدِیْثِ کَلَامُهٗ

جسے وہ جمع کرتا ہے اور جسے اسکے گھر والے کماتے ہیں وہ پاک ہو۔ اور اس کی گفتگو دل پسند ہو

فَاعْمَلِ الْخَيْرَ وَاجْتَهِدْ قَبْلَ اَنْ يُمْنَعَ الْعَمَلُ

مرنے اور اعمال کے منقطع ہونے سے پہلے کوشش کر کے عمل خیر کرلے

تاریخ یحییٰ بن معین فی احوال الرّجال

اس کتاب کی ترتیب حروف تہجی پر ہے۔ اس کے شروع میں یہ حدیث ہے:۔

قَالَ الْحَافِظُ النَّاقِدُ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَقَدْ اَظْهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْلَامَ فَاَسْلَمَ اَهْلُ مَكَّةَ كُلُّهَا وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ حَتّٰى اَنْ كَانَ لَيَقْرَاُ السَّجْدَةَ فَيَسْجُدُ فَيَسْجُدُوْنَ وَمَا يَسْتَطِيْعُ بَعْضُهُمْ اَنْ يَّسْجُدَ مِنَ الزِّحَامِ وَضِيْقِ الْمَقَامِ لِكَثْرَةِ النَّاسِ حَتّٰى قَدِمَ رُؤُسُ قُرَيْشٍ اَلْوَلِيْدُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ وَاَبُوْ جَهْلٍ وَغَيْرُهُمَا وَكَانُوْا بِالطَّائِفِ فِيْ اَرَاضِيْهِمْ فَقَالُوْا اَتَدَعُوْنَ دِيْنَكُمْ وَدِيْنَ اٰبَائِكُمْ فَكَفَرُوْا۔

ابن ابی مریم، ابن ابی لہیعہ، ابوالاسود، عروۃ بن الزبیر، مسور بن مخرمہ اپنے والد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو ظاہر فرمایا تو کل (اکثر) اہل مکہ اسلام لے آئے۔ اور یہ واقعہ نماز کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے یہاں تک کہ آپ جب آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتے اور مسلمان بھی سجدہ کرتے تو کثرت ہجوم اور مقام کی تنگی کی وجہ سے بعض لوگ سجدہ نہ کر سکتے تھے (یہی حالت رہی) یہاں تک کہ ولید بن مغیرہ، ابوجہل اور انکے علاوہ دوسرے سرداران قریش جو مقام طائف میں اپنی کھیتی باڑی کے کام میں مصروف تھے مکہ میں آئے اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم اپنے دین اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑتے ہو۔ پس وہ پھر کافر ہوگئے۔

اس تاریخ کے آخر میں یہ ہے:۔

عَنِ الْجُرْجُسِيِّ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَلَّمَ تَسْلِيْمَةً

جرجسی، بقیۃ بن الولید، زبیدی، زہری، سالم، عبداللہ بن عمر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ایک سلام پھیر کر (سجدہ کیا)

امام یحییٰ بن معین کا تذکرہ

ان کی کنیت ابوزکریا ہے چونکہ یہ بنی مرّہ کے موالی میں تھے اس وجہ سے ولاء کے اعتبار سے

کتاب اقتضاء العلم والعمل خطیب

یہ خطیب کی تصنیف ہے، اپنے موضوع پر بہت عمدہ کتاب ہے، بعض محدثین نے اسکا انتخاب بھی کیا ہے جو ملک عرب میں مشہور ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات میں تحصیل اجازت کیلئے اس منتخب کو پڑھاتے ہیں۔ اس منتخب کے شروع میں ابو برزہ اسلمی کی یہ حدیث ہے۔ لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الخ لیکن اصل کتاب کے اوّل میں یہ حدیث نہیں ہے۔ خطیب کا قول ہے:۔

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ الْحَرَشِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَصَمُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ أَرْبَعٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيْمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهِ بِمَاذَا عَمِلَ فِيْهِ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَ أَنْفَقَهُ وَعَنْ جِسْمِهِ فِيْمَا أَبْلَاهُ۔

ابو بکر احمد بن الحسن، ابو العباس محمد بن یعقوب، محمد بن اسحاق الصنعانی، اسود بن عامر، ابو بکر بن عیاش، اعمش سعید بن عبد اللہ، حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب تک بندہ سے چار باتوں کا سوال قیامت کے دن نہ ہولے گا اس وقت تک اس کے قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکیں گے۔ اول اس نے عمر کس چیز میں فنا کیا دوسرے علم کے مطابق کیا کام کیا۔ تیسرے مال کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا۔ چوتھے جسم کو کس کام میں بوڑھا کیا۔

اس منتخب کے آخر میں یہ اشعار ہیں۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الدَّقَّاقُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سِنِيْنٍ قَالَ أَنْشَدَنِي عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ:۔

أَنْتَ فِي غَفْلَةِ الْأَمَلِ ۔۔۔ لَسْتَ تَدْرِي مَتَى الْأَجَلِ

تو امیدوں کی غفلت میں پڑا ہوا ہے ۔۔۔ موت کی تجھ کو خبر نہیں ہے

لَا تَغُرَّنَّكَ صِحَّةٌ! ۔۔۔ فَهِيَ مِنْ أَوْجَعِ الْعِلَلِ

تجھ کو صحت دھوکے میں نہ ڈال دے ۔۔۔ اس لئے کہ وہ تمام بیماریوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے

كُلُّ نَفْسٍ لِيَوْمِهَا ۔۔۔ صُبْحَةٌ تَقْطَعُ الْأَمَلِ

ہر نفس پر ایک ایسا دن آنے والا ہے کہ ۔۔۔ جس کی صبح امیدوں کو کاٹ دے گی

ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ نام عبداللہ۔ اور نسب یہ ہے: عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس المعروف بابن ابی الدنیا۔ ابوبکر کو قرشی اور اموی بھی کہتے تھے، اس وجہ سے کہ ان کے والد بنی امیہ کے موالی میں سے تھے، آپ کا مولد اور مسکن بغداد تھا۔ ۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ علی بن الجعد۔ خلف بن ہشام۔ سعید بن سلیمان اور دوسرے عمدہ محدثین سے علم کو حاصل کیا۔ خود ان سے ابوبکر شافعی صاحب غیلانیات اور حارث بن ابی اسامہ صاحب مسند (باوجودیکہ وہ ان سے مقدم ہیں) اور ابوبکر نجار۔ حمد ابن خزیمہ اور ان کے علاوہ دوسرے اسی شان کے علماء رحمہم اللہ تعالےٰ نے علم حدیث کا استفادہ کیا۔ آپ المعتضد عباسی کے (جو مشہور خلیفہ ہے) اتالیق اور مؤدب تھے۔ ان سے پہلے بھی چند خلفاؔ کی اتالیقی کر چکے تھے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے والد نے ابوبکر سے ہی حدیثوں کو لکھا ہے اور وہ نہایت سچے آدمی تھے۔ کہا گیا ہے کہ ابن ابی الدنیا کو حق تعالےٰ نے یہ تصرف مرحمت فرمایا تھا کہ اگر چاہتے تھے تو ایک کلمہ میں ہنسا دیتے تھے اور پھر دوبارہ اُسے رُلا دیتے تھے۔ یہ سب کچھ ان کے وسعت علم اور توسیع اخبار اور قدرت وتصرف فی الکلام کی بنا پر تھا جمادی الاولیٰ ۲۸۱ھ میں انتقال ہوا۔

کتاب الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد بیہقی

یہ کتاب (امام ابوبکر) بیہقی کی تصنیف ہے اس کے شروع میں وہ دلائل ذکر کیے گئے ہیں جن سے عالم کا حادث ہونا ثابت ہوتا ہے اور نیز یہ کہ اسکا موجد اور مدبر وہی ایک ذات واحد ہے تحصیل اجازت کے لیے پڑھتے ہیں اور بعض صرف باب استخلاف علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے آخر کتاب تک بھی پڑھتے ہیں۔ یہ کتاب نہایت نفیس ہے۔ اس میں یہ حدیث بھی ہے:-

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ الْفَقِيهُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْمَدِينِيِّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَصْنَعُ كُلَّ صَانِعٍ وَصَنْعَتَهُ۔ ترجمہ

ابوعبداللہ الحافظ ابوالنضر الفقیہ عثمان بن سعید الدارمی، علی بن المدینی، مروان بن معاویہ، ابومالک الاشجعی، ربعی بن حراش حضرت حذیفہ رضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صانع کا خالق ہے اور اس کی صنعت کا بھی۔

کتاب بھی ہے جسکا نام کتاب مجاب الدعوۃ ہے اس کے شروع میں یہ حدیث ہے :-

وہ تین اشخاص جنھوں نے حالت شیر خواری میں کلام کیا

لَمْ یَتَکَلَّمْ فِی الْمَهْدِ اِلَّا ثَلٰثَةٌ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَصَاحِبُ جُرَیْجِ الْعَابِدِ وَالصَّبِیُّ الَّذِیْ مَرَّ بِاُمِّهٖ رَاکِبُ دَابَّةٍ فَارِهَةٍ ذَ شَارَةٍ حَسَنَةٍ وَهِیَ تُرْضِعُهٗ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَ هٰذَا اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ۔

تین شخصوں کے سوا گہوارے (یعنی دودھ پینے کیحالت) میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ اول عیسیٰ بن مریم نے دوسرا اس لڑکے نے جسکی نسبت جریج عابد کیطرف کیگئی تھی تیسرے اس لڑکے نے جبکہ اسکو اس کی ماں دودھ پلارہی تھی اور اسکے پاس سے ایک سوار تیز اور عمدہ گھوڑے پر سوار ہوکر گزرا تو اس نے یہ دعا کی کہ اللہ میرے لڑکے کو اس شہسوار جیسا کردے الخ۔

ف۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شیر خواری کی حالت میں کلام کرنا تو مشہور قصہ ہے۔ جریج نہایت عابد و زاہد تھے۔ جنگل میں ایک چھوٹا سا حجرہ تھا اس میں رہ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے حجرہ میں نوافل ادا کر رہے تھے۔ ان کی والدہ آئیں اور انھیں پکارنے لگیں مگر چونکہ جریج نماز میں مصروف تھے جواب نہ دے سکے۔ والدہ کو غصہ آیا اور انھیں بددعا دے کر واپس ہوئیں۔ حق تعالے نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔ اسی وقت اس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ تمام گاؤں والے جریج پر چڑھ آئے اور یہ تہمت لگائی کہ تو نے ہماری باندی سے زنا کیا ہے اور یہ لڑکا تیرے نطفہ سے ہے، اسی وجہ سے انکے حجرہ کو بھی گرا دیا، اور طرح طرح سے ان کو ذلیل وخوار کیا۔ حضرت جریج سمجھ گئے کہ یہ میری والدہ کی بددعا کا اثر ہے، مگر یہ بھی خیال کرتے تھے کہ میں چونکہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ کو ضرور خلاصی اور نجات دیگا۔ اس پر آپ نے یہ فرمایا کہ اگر یہ شیر خوار بچہ جو آج ہی پیدا ہوا ہے یہ بتادے کہ کس کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے تب تو تم لوگوں کو یقین آجائیگا۔ سب نے تسلیم کرلیا۔ آپ نے اس لڑکے کے شکم پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ اے بچے تو کس کا ہے وہ فوراً قدرت خدا سے گویا ہوا۔ اور یہ کہنے لگا کہ میری والدہ نے فلاں چرواہے سے زنا کیا تھا۔ میں اس کا ہوں۔ یہ کرامت دیکھکر لوگ معتقد ہوگئے اور کہنے لگے کہ آپ فرمائیں تو آپ کا حجرہ سونے چاندی کا بنوا دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں مٹی ہی کا بنوادو۔ دوسرا واقعہ اس طرح پر ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو دودھ پلا رہی تھی اس کے سامنے ایک سوار کا گزر ہوا۔ وہ یہ سمجھ کر کہ یہ تونگر اور مالدار باعزت شخص ہے یہ دعا کرنے لگی کہ یا اللہ میرے اس بیٹے کو بھی اسی سوار کے مانند کیجیئے تو لڑکے نے دودھ چھوڑ کر کہا کہ اے اللہ مجھ کو ایسا نہ کیجیے۔

سبب یہ ہوا تھا کہ جب انہوں نے ختم الولایت اور کتاب علل الشریعۃ تصنیف کی اور وہ ظاہر بینوں کی نظروں سے گزریں تو انہوں نے ان کتابوں سے یہ استنباط کیا کہ یہ تفضیل ولایت بر نبوت کا مذہب رکھتے ہیں۔ یعنی اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں اور ان کا احتجاج بھی ان معنی کی طرف کچھ مشیر تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے یَغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَاءُ سے یہ تمسک کیا تھا کہ اگر بعض اولیاء انبیاء و شہداء سے افضل نہ ہوتے تو انبیاء ان پر کیوں غبطہ (رشک) کرتے۔ ان کے اس وحشت ناک عقیدہ کی وجہ سے لوگوں نے انھیں ترمذ سے نکال دیا۔ وہاں سے بلخ پہنچے۔ اہل بلخ نے انھیں اپنے یہاں جگہ دی۔ آپ نے اہل بلخ سے اپنے کلام کا مطلب اور عذر بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ میری غرض تفضیل اولیاء بر انبیاء ہرگز نہیں ہے۔ میرا تو وہی عقیدہ ہے جو تمہارا، یہ بھی جاننا چاہئے کہ ان کی تصانیف میں احادیث غیر معتبرہ اور موضوعات کثرت سے درج ہیں۔ اس حادثہ کا سبب خود انھوں نے بیان کیا ہے،

حکیم ترمذی کے چند اقوال

طبقات شعراوی میں مذکور ہے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ میں نے تصنیف سے پہلے کبھی تفکر تدبر اور تامل نہیں کیا۔ اور نہ میری یہ غرض تھی کہ کوئی شخص ان مؤلفات کی نسبت میری طرف کرے گا۔ بلکہ جب کبھی مجھ کو کبیدگی پیدا ہوتی تو میں اپنی تسلی اور تسکین تالیف و تصنیف میں سمجھتا تھا اور جو کچھ میرے دل میں آتا اسے لکھ لیا کرتا تھا۔

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اکثر تصانیف از قبیل مسودات ہیں جو نظر ثانی و تہذیب و تنقیح کی محتاج ہیں اور ان میں حذف و اصلاح کی ضرورت ہے۔ انکے لطائف میں سے یہ ہے کہ وہ کہا کرتے تھے "پانچ شخصوں کے لئے پانچ جگہ سے بہتر کوئی مقام نہیں ہے۔ لڑکے[۱] کے لئے مکتب۔ جوان[۲] کے لئے مکان طلب علم۔ بوڑھے[۳] کے لئے مسجد۔ عورت[۴] کے لئے گھر۔ اور موذی[۵] کے لئے قید خانہ۔"

کتاب الدعا لابن ابی الدنیا

یہ نہایت عمدہ اور نفیس کتاب ہے، اس کے اول میں اللہ پاک کے ننانوے[۹۹] نام درج ہیں، جو بروایۃ ابن سیرین از ابی ہریرہؓ مروی ہیں، پھر چہل اسم ادریسی ہے جس کی سند حسن بصریؒ پر موقوف ہے اس کے بعد اسم اعظم ہے، اس کے بعد دعاء الفرج ہے، علیٰ ہٰذا القیاس اسی سلسلہ میں انکی ایک دوسری

مَا يُقَالُ فِي سَجْدَةِ سُورَةِ الْأَعْرَافِ عِنْدَ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ. طَابَتْ لَهُمْ مَنَازِلُ الْقُرْبَةِ عِنْدَكَ فَتَطَهَّرُوا عَنِ الْاِسْتِكْبَارِ وَاذْعَنُوا لَكَ خُضُوعًا بِمَا عَايَنُوا مِنْ كِبْرِيَائِكَ وَعِزِّ جَبَرُوتِكَ فِي الْمَلَكُوتِ فَلَقُوا عَظَمَتَكَ بِالتَّسْبِيحِ وَاسْتَكَانُوا بِالسُّجُودِ لَكَ خُشُوعًا هٰؤُلَاءِ بَدَائِعُ حِكْمَتِكَ وَنَحْنُ وُلْدُ بَدَائِعِ فِطْرَتِكَ وَصَنِيعُ يَدِكَ وَأُمَّةُ حَبِيبِكَ الْمَمْدُوحُونَ فِي التَّوْرَاةِ وَالْمَوْصُوفُونَ فِي الْإِنْجِيلِ بِمَا مَنَحْتَنَا مِنْ مِنَّتِكَ وَفَضْلِكَ وَالْهِدَايَاتِ إِلَى الْمُخْبِتِينَ مِنَّا هَدَايَاكَ وَكَرَامَاتِكَ تُحَفًا وَرَأْفَةً سَجَدْنَا لَكَ بِحَظِّنَا مِنْ رَأْفَتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَأَلْقَيْنَا بِأَيْدِينَا سَلَمًا نَرْجُو مُرَادَكَ وَسَبِيلَكَ وَمَعْرُوفَكَ يَا مَعْرُوفًا بِالْعَطَايَا الْجَزِيلَةِ وَمَحْمُودًا عَلَى صَنَائِعِكَ الْجَمِيلَةِ۔

وہ دعا جو سورہ اعراف کے سجدہ میں پڑھی جاتی ہے جو اِنَّ الَّذِیْنَ الخ پر کیا جاتا ہے (ترجمہ آیۃ: جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں وہ اسکی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اسکی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) تیرے نزدیک انکو عمدہ منازل قربت نصیب ہوئے تو وہ تکبر و غرور سے پاک ہوگئے۔ ان لوگوں نے ملکوت میں تیری بڑائی اور غلبہ جبروت کا معائنہ کرکے عجز و انکساری کرتے ہوئے تیرا یقین کرلیا۔ تیری عظمت معلوم کرکے تسبیح و تقدیس میں مشغول ہوئے اور گڑگڑا کر خشوع قلب سے تیرے لئے سجدہ میں گر پڑے۔ یہ لوگ تیری نادر حکمت کا نمونہ ہیں اور ہم تیری نادر فطرت کی اولاد ہیں۔ تیرے ہاتھ کے بنائے ہوئے اور تیرے حبیب کی وہ امت ہیں جنکی توراۃ میں مدح کی گئی ہے اور جو انجیل میں ان صفات سے متصف کئے گئے ہیں جن کو اپنے فضل اور احسان سے تونے ہم کو عطا فرمایا، اور ہم میں سے جو بہت عاجزی کرنیوالے ہیں انکو تونے اپنی مہربانی و شفقت سے اپنے ہدیوں اور کرامتوں کا تحفہ عنایت فرمایا (چونکہ ہم تیری رافت اور رحمت سے بہرہ یاب ہوئے (اسلئے) ہم (بھی) تیرے لئے سجدہ کرتے ہیں اور تیرے مطیع اور فرمانبردار بنے رہتے ہیں۔ اے وہ (پاک ذات) جو کثیر عطاؤں کے ساتھ معروف اور عمدہ صفتوں سے محمود ہے ہم تیری عطا اور تیری مراد اور تیرے راستہ کی تجھسے امید کرتے ہیں

ان کی کنیت ابوعبداللہ اور نام محمد ہے، نسب کا سلسلہ اس طرح ہے، محمد بن علی بن الحسین (حسن) ابن بشیر (البشیر) المؤذن حکیم ترمذی لقب ہے اپنے زمانہ کے زاہدوں کے رئیس تھے۔ ان کی تصنیفات بکثرت ہیں اپنے والد علی بن الحسین۔ قتیبہ بن سعید بلخی۔ صالح بن عبداللہ ترمذی اور ان کے ہم عصروں سے روایت کرتے ہیں۔ علماء نیشاپور اور قاضی یحییٰ بن منصور خود ان سے روایت کرتے ہیں۔

حکیم ترمذی کا ترمذ سے اخراج

جب ترمذ کے لوگوں نے انھیں شہر بدر کیا تو ۲۸۵ھ میں نیشاپور تشریف لائے۔ اخراج کا

یہ اوصاف بیان کرتے ہیں کہ وہ نہایت شکیل جوان۔ خلیق اور مذہب سنت میں متصلب (سخت) اعتزال سے دور۔ کم گو اور دل کے دلیر تھے۔ مگر اتقان معرفت اور علم میں کچھ قصور تھا۔ سقیم اور صحیح حدیث میں امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لئے ان کی اس کتاب میں کثرت سے موضوعات اور واہیات درج ہیں۔ ان کے بیٹے شہردار دیلمی۔ حافظ ابو موسیٰ ابن المدینی اور حافظ ابو العلاء حسن بن احمد عطار یہ سب ان سے روایت کرتے ہیں۔ ۹ رجب ۵۰۹ھ میں ان کی وفات ہوئی ان کے بیٹے شہردار بن شیرویہ دیلمی جن کی کنیت ابو منصور ہے، علم حدیث کی معرفۃ اور اسکے سمجھنے میں اپنے والد سے بہتر تھے، چنانچہ سمعانی بھی ان کی فہم اور معرفۃ کی شہادت دیتے ہیں۔ نیز علم ادب اچھا جانتے تھے، پاک باز اور عابد تھے۔ زیادہ تر اپنی مسجد میں رہتے تھے، اکثر اوقات اسماع حدیث اور اس کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ طلب علم میں اپنے والد کے شریک رہے۔ ۵۰۵ھ میں جب انہوں نے سفر اصفہان کیا تو یہ بھی ہمراہ تھے۔ اور ۵۳۷ھ میں خود تنہا بغداد گئے اور اپنے والد کی وفات کے بعد بہت سے اسناذوں سے علم حاصل کیا۔ منجملہ ان کے مکی ابن منصور الکرخی۔ ابو محمد نووی۔ اور ابو بکر احمد بن محمد بن الحوبۃ بھی ہیں اور بعض دوسرے محدثین سے اجازت حاصل کی ہے کتاب فردوس کی ترتیب اس وضع پر انہوں نے کی اور سندوں کو بڑی محنت سے فراہم کیا۔ جب یہ منقح اور مہذب ہو چکی تو ان کے بیٹے ابو مسلم احمد بن شہردار دیلمی اور ان کے بہت سے شاگردوں نے ان سے روایت کی ۵۵۸ھ میں شہردار دیلمی کا انتقال ہو گیا۔ اس خاندان کا نسب فیروز دیلمی تک پہنچتا ہے جو صحابی اور اسود عنسی (کذّاب) کے قاتل تھے۔ ان کے بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فاز فیروز (فیروز کامیاب ہوئے) فرمایا تھا۔

نوادر الاصول

اس کے مصنف حکیم ترمذی ان ابو عیسیٰ ترمذی کے علاوہ ہیں جن کی کتاب صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے، نوادر الاصول میں اکثر احادیث غیر معتبر ہیں۔ اکثر جاہلوں کو چونکہ معلوم نہیں ہے اس وجہ سے حکیم ترمذی کو وہی ترمذی خیال کر کے ان کی واہیات کو ابو عیسیٰ ترمذی کی طرف منسوب کر کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ترمذی میں اس طرح ہے۔ اس لئے ان ہر دو میں فرق کرنا نہایت ضروری ہے۔

اصل مایقال فی السجود بسجدات القرآن میں اس طرح بیان کیا ہے:۔

فردوس للدیلمی!

یہ کتاب مشارق، تنبیہات اور جامع صغیر کی طرز پہ ہے۔ یعنی احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پہ جمع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حروف اللام فصل لمّا میں اس طرح مرقوم ہے:۔

لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ حَفَّھَا بِالرَّیْحَانِ وَحَفَّ الرَّیْحَانَ بِالْحِنَّاءِ مَا خَلَقَ اللّٰہُ شَجَرَۃً اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الْحِنَّاءِ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ

جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو اسے ریحان سے ڈھانپا اور ریحان کو حنا سے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی درخت ایسا پیدا نہیں کیا جو اسکو حنا سے زیادہ محبوب ہو۔

اور اسی فصل میں دوسری حدیث بھی بیان کرتے ہیں:۔

لَمَّا اُسْرِیَ بِیْ اُتِیْتُ عَلٰی قَوْمٍ یَزْرَعُوْنَ فِیْ یَوْمٍ وَیَحْصُدُوْنَ فِیْ یَوْمٍ کُلَّمَا حَصَدُوْا عَادَ کَمَا کَانَ قُلْتُ لِجِبْرَئِیْلَ مَنْ ھٰؤُلَاءِ قَالَ ھٰؤُلَاءِ الْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ

جب مجھ کو معراج کی شب میں آسمانوں پر لے گئے تو میرا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو اسی روز بوتے ہیں اور کاٹ لیتے ہیں اور جب کاٹ لیتے ہیں تو کھیتی پھر اسی طرح تیار ہو جاتی ہے میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو کہا یہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔

یہ حدیث بہت طویل اور دراز ہے جیسا کہ معراج کے قصے میں پوری مذکور ہے۔ فردوس کو دیلمی کے بیٹے نے حروف تہجی پر مرتب کیا ہے۔ اور اس کتاب کی وہی سند لکھی ہے جسے حدیث کے شرح میں بیان کیا ہے۔ اور انہیں حروف کی ترتیب سے ذکر کیا ہے نہ کہ بترتیب اسمائے صحابہ۔

حافظ شیرویہ کا تذکرہ

کتاب فردوس کے مصنف کا نام حافظ شیرویہؒ[1] ہے جو شہردار بن شیرویہ کے بیٹے ہیں۔ اور ہمدان کے رہنے والے ہیں۔ تاریخ ہمدان کے مصنف بھی یہی ہیں۔ یوسف بن محمد بن یوسف مستملی سفین بن الحسن بن فنخویہ۔ عبدالحمید بن الحسن الفقاعی۔ عبدالوہاب بن مندہ۔ احمد بن عیسٰے دینوری ابوالقاسم بن البسری اور دوسرے بے شمار علماء سے علم حدیث حاصل کیا۔ ہمدان۔ اصفہان۔ بغداد۔ قزوین اور دوسرے اسلامی شہروں میں سیر و سیاحت کی۔ حافظ یحیٰی بن مندہ ان کے

---

[1] کنیت ابوشجاع ہے۔ ولادت ۴۴۵ھ۔

فَاسْتَغْنِ بِاللهِ عَنْ دِیْنِ الْمُلُوْكِ كَمَا اِسْتَغْنَی الْمُلُوْكُ بِدُنْیَاهُمْ عَنِ الدِّیْنِ

جیسا کہ بادشاہ اپنی دنیا کے سبب دین سے مستغنی ہو گئے تو بھی اللہ سے لو لگا کر ان کے دین سے مستغنی ہو جا۔

ابن المبارک کے ہمعصر شاعروں نے ان کی تعریف و توصیف میں بہت قصیدے لکھے ہیں چنانچہ ایک قصیدہ کے دو شعر اس جگہ بھی لکھے جاتے ہیں۔

اِذَا سَارَ عَبْدُ اللهِ مِنْ مَرْوَ لَيْلَةً فَقَدْ سَارَ عَنْهَا نُوْرُهَا وَجَمَالُهَا

جب ایک رات عبداللہ مرو سے چلے تو (گویا) اس سے اسکا نور و جمال رخصت ہو گیا

اِذَا ذُكِرَ الْاَخْيَارُ فِيْ كُلِّ بَلْدَةٍ فَهُمْ اَنْجُمٌ فِيْهَا وَاَنْتَ هِلَالُهَا

جب شہروں میں علماء کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ ستاروں کی مانند ہیں اور آپ ان میں مثل چاند کے

امام ابن المبارک اور موسم حج!

جب حج کو تشریف لے جاتے اور بہت سے لوگ آپ کی معیت رفاقت میں اس مبارک سفر کا ارادہ کر کے اپنے ہمراہ نقد اور جنس لا کر آپ کے سپرد کر دیتے تاکہ شرکت میں صرف کی جائے تو ہر شخص کی چیز کو لے کر ایک فہرست پر اس لانے والے کا نام مع اس مقدار کے جو لایا تھا لکھ لیا کرتے تھے۔ اور جس وقت سفر سے مراجعت فرماتے تو ہر ایک مالک کو اس کی وہ چیز لوٹا دیتے تھے۔ جب لوگوں نے سوال کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں اول ہی ان کو واپس کر دوں تو وہ سب لوگ میری مرافقت ترک کر دیں گے۔ اور اس مبارک سفر سے محروم رہیں گے۔ وہ لوگ یہ خیال کر کے کہ ہم اپنے خرچ سے کھاتے ہیں کسی پر بار نہیں ہے اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں اور ان کے طفیل سے میں بھی اپنا بہت سا مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا ہوں۔ اور یہ لوگ میرے سبب سے اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر اول ہی ان سب کے نفقات واپس کر دوں تو میں بھی عمل خیر سے محروم رہوں۔ اور لوگوں کو بھی حج (کی سعادت) نصیب نہ ہو۔ جب حج سے فارغ ہو کر مراجعت فرماتے تو اپنے ہمراہیوں اور احباب کے لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہدایا اور تحفے کثرت سے لاتے تھے۔ اس میں بھی زر کثیر صرف ہوتا تھا جو اپنی تجارت کے مال میں سے صرف فرمایا کرتے تھے۔

امام ابن المبارکؒ کے اشعار اور نصائح

ابن المبارک کے نصیحت آمیز کلمات یہ ہیں:- طالب علم کی نیت صحیح ہونی چاہیئے۔ استادوں کے حروف اور کلمات کو کامل توجہ سے سننا چاہیئے اور پھر اس میں غور و فکر کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد ان کو محفوظ کرنا اور مشہور شاگردوں میں پھیلانا چاہیئے۔ جو کوئی ان پانچ شرطوں میں سے ایک کو بھی نظر انداز کرے گا اس کا علم ناقص رہے گا۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار احادیث میں سے چار باتیں منتخب کی ہیں۔ اول یہ کہ مال دنیا پر مغرور نہ ہونا چاہیئے، دوسرے یہ کہ اپنے شکم میں ایسی چیز کو داخل نہ کرنا چاہیئے جس کا وہ کمّاً اور کیفاً متحمل نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ علم اسی قدر حاصل کرنا چاہیئے جس قدر کہ وہ نافع ہو۔ چوتھے یہ کہ کسی چیز میں عورت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ ابن المبارک کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی بھی عجیب عجیب حکایات منقول ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ملک شام میں کسی سے قلم عاریۃً لیا تھا اس کو دینا یاد نہ رہا۔ اپنے ہمراہ اپنے وطن مرو میں لے آئے۔ جب یاد آیا تو پھر ملک شام میں اسے دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک شک و شبہ کا ایک درہم واپس کر دینا لاکھ درہم راہ خدا میں صرف کرنے سے بہتر ہے۔ جب قریب الموت ہوئے، موت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو اپنے غلام نصر سے جو حدیث کے معتبر راویوں میں سے ہے فرمایا کہ مجھے فرش سے اٹھا کر خاک پر ڈال دو۔ اس پر غلام رونے لگا تو فرمایا کیوں روتے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ اس غربت اور مسافرت اور بے کسی کی حالت کو دیکھ کر آپ کی ثروت اور نعمت و دولت کا زمانہ یاد کر کے روتا ہوں۔ فرمایا خاموش رہو میں اپنے خدا سے ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتا تھا کہ میری زندگی دولتمندوں کے مثل اور میرا مرنا خاکساروں کی طرح ہو۔ ابن المبارک کی وفات غربت اور مسافرت میں ہوئی۔ جہاد سے واپسی کے وقت راستہ میں جب مقام قصبہ ہیت متصل شہر موصل میں پہنچے تو بیمار ہوئے۔ اور اپنی جان خدا کے سپرد کی۔ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۸۱ ہجری آپ کی وفات کا سال ہے۔ انتقال کے بعد صلحاء میں سے کسی نے خواب میں دیکھا کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ابن المبارک فردوس اعلیٰ میں پہنچ گئے، ابن المبارک گاہ گاہ شعر بھی تصنیف کیا کرتے تھے، چنانچہ یہ چند اشعار انھیں کے تصنیف کردہ ہیں۔ اشعار

أَرَى أُنَاسًا بِأَدْنَى الدِّيْنِ قَدْ قَنِعُوْا ۔۔۔ وَلَا أَرَاهُمْ رَضُوْا فِي الْعَيْشِ بِالدُّوْنِ

لوگوں کی یہ حالت دیکھتا ہوں کہ دین کی باتوں میں تھوڑے سے پر قناعت کرلی ہے اور کبھی نہیں دیکھا کہ اسباب معیشت میں بھی ادنیٰ درجہ پر راضی ہو گئے ہوں،

پیا کرتے تھے۔ اور سرود صحبت یاراں اور جو کچھ اس شغل کے لوازم ہیں ان کو بھی پوری طرح پر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب سیب پکنے کا موسم آیا تو باغ میں تشریف لے گئے اور سب یار دوستوں کو وہاں بلاکر مکلف طعام اور اعلیٰ شراب سے ان کی دعوت کی۔ کھانا کھانے اور شراب نوشی سے فارغ ہوکر لہو ولعب اور سرود طرب میں ایسے مشغول ہوئے کہ نشہ غالب ہوا اور بیہوش ہوکر گر پڑے جب صبح کے وقت بیدار ہوئے تو چنگ ہاتھ میں لیکر بجانا چاہا مگر اس سے آواز نہ نکلی چونکہ اس فن میں بھی مہارت کامل رکھتے تھے۔ اس کے تاروں کو ٹھیک کرکے دوبارہ بجانا چاہا۔ تو پھر بھی کوئی صدا اس سے برآمد نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ چنگ انسان کی طرح قدرت خداوندی سے گویا ہوا اور یہ آیت پڑھنے لگا۔ اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ۔ (کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے خوف کھائیں۔) یہ سنتے ہی ایسے متنبہ ہوئے کہ چنگ کو توڑ دیا شراب بہادی وہ ریشمیں اور گوناں گوں نقش ونگار سے منقش کپڑے جو زیب تن تھے ان سب کو پھاڑ ڈالا اور طلب علم وعبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ ابو عبداللہ بن حماد نے تو تاریخ مختصر المدارک میں اس حکایت کو اسی طرح بیان کیا ہے، مگر طبقات کفوی میں دوسری طرح مذکور ہے، وہ باغ اور شراب نوشی اور سکر کا قصہ ذکر کرنے کے بعد یہ لکھتے ہیں کہ ابن المبارک نے یہ خواب دیکھا کہ ایک جانور خوش الحان ایک درخت پر جو ان کے قریب تھا یہ آیت تلاوت کررہا ہے، ان دونوں واقعات میں اس طرح تطبیق کی جاسکتی ہے کہ ممکن ہے حق تعالےٰ نے اول خواب میں کسی پرندہ کی آواز سے انہیں باخبر کیا ہو اور پھر بیداری میں چنگ کے ذریعہ سے اس کی تاکید کی گئی ہو۔ بہر حال وہ اس شغل میں اپنے اصل مدعا کو پہنچ گئے، سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہوئے، اور ان سے طریق تفقہ حاصل کیا۔ جب امام اعظم رح کی وفات ہوگئی تو مدینہ منورہ میں امام مالک رح کی خدمت میں رہ کر علم کی تکمیل کی اسی وجہ سے ان کا اجتہاد بہیئت مجموعی دو طریق پر ہے، یہی وجہ ہے کہ حنفیہ انھیں اپنی جماعت میں شمار کرتے ہیں، اور مالکیہ انہیں اپنے طبقات میں لکھتے ہیں۔ آخر حیات تک اس طریق پر قائم رہے کہ ایک سال حج کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور ایک سال جہاد میں مصروف رہتے تھے۔

یہ دو شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اشعار

وَاِذَا صَاحَبْتَ فَاصْحَبْ مَاجِدًا ذَا عِفَافٍ وَّحَیَاءٍ وَّکَرَمْ

جب تو کسی کو دوست بنائے تو ایسے شریف کو دوست بنا جو پاک دامن اور باحیا اور صاحب کرم ہو

قَوْلُہٗ لِلشَّیْئِ لَا اِنْ قُلْتَ۔ لَا وَاِذَا قُلْتَ نَعَمْ قَالَ نَعَمْ

(ایسا کہ) اگر تو کسی چیز کے بارے میں نہیں کہے تو وہ نہیں کہے، اور جب تو ہاں کہے تو وہ (بھی) ہاں کہے

اذان دی۔ فضیل بن عیاض تو ابن المبارک کے بارے میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ وَرَبِّ هٰذَا الْبَیْتِ مَا رَأَتْ عَیْنَایَ مِثْلَ ابْنِ الْمُبَارَكِ (اس بیت اللہ کے پروردگار کی قسم میری نظروں نے تو ابن المبارک جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا) ایک روز چند اشخاص ابن المبارک کی خدمت میں بغرض طلب علم حدیث آئے اور یہ کہا کہ یَا عَالِمَ الْمَشْرِقِ حَدِّثْنَا یعنی اے مشرق کے عالم ہم کو حدیث سنائیے۔ سفیان ثوری اسجگہ تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا کہ وَیْحَكُمْ عَالِمُ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (افسوس تم یہ کیا کہہ رہے وہ تو مشرق مغرب اور ان کے مابین کے عالم ہیں اگر تم جانتے اور سمجھتے)

امام ابن المبارک کا رقہ میں داخلہ اور کیفیت استقبال

ایک دن ابن المبارک شہر رقہ میں تشریف لے گئے، ہارون رشید خلیفہ عباسی بھی وہاں موجود تھے تمام شہر میں شور اور غلغلہ بلند ہوا۔ آدمی دوڑ دوڑ کر آرہے تھے، ہارون رشید کی خواص عورتوں میں سے ایک عورت (کنیز) نے بالاخانہ پر سے یہ شور و غوغا سن کر دریافت کیا کہ یہ کیا غل مچ رہا ہے، اور کس لئے، لوگوں نے کہا کہ خراسان کے ایک عالم تشریف لائے ہیں۔ عبداللہ بن المبارک ان کا نام ہے۔ ان کی زیارت کیلئے مخلوق کھنچی چلی آرہی ہے، تو اس نے کہا کہ درحقیقت بادشاہت یہی ہے جو اس شخص کے پاس ہے نہ کہ ہارون رشید کے پاس جو چابک اور چوب دستی کے زور پر لوگوں کو جمع کرتا ہے، ابو بکر خطیب فرماتے ہیں کہ فن حدیث کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ معمر بن راشد اور حسین بن داؤد ان دونوں نے ابن المبارک سے حدیث کو روایت کیا ہے۔ حالانکہ ان دونوں کی وفات کے مابین ایک سو بتیس[۱۳۲] سال کی مدت ہے۔

ایک دفعہ ابن المبارک کے والد نے پچاس ہزار درہم دے کر کہا کہ اس روپیہ سے تجارت کرو، ابن المبارک ان درہموں کو لے کر چلے گئے اور سب کو علم حدیث کی طلب میں صرف کر کے واپس آ گئے۔ جب والد بزرگوار نے دریافت کیا کہ ان درہموں سے کیا جنس لائے اور کس قدر کمایا تو ابن المبارک نے اس مدت میں جس قدر دفتروں کو جمع کیا تھا وہ باپ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ میں یہ جنس لایا ہوں اور میں نے ایسی تجارت کی ہے جس سے دارین کا نفع حاصل ہو، باپ بہت خوش ہوئے۔ گھر میں لیجا کر تیس[۳۰] ہزار درہم اور دئیے اور یہ کہا کہ ان کو بھی اسی جنس میں صرف کر کے اپنی تجارت کو کامل کرلو۔

امام ابن المبارک کا ابتدائی زمانہ اور طلب علم کی طرف توجہ!

ابن المبارک کے طلب علم کا سبب اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ آپ جوانی کے ایام میں نبیذ

ہشام بن عروہ، عاصم احول سلیمان تیمی۔ حمید طویل۔ خالد حذار اور دوسرے علمار تبع تابعین اور صغار تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین سے علم حدیث حاصل کیا۔ طبقات عمدہ محدثین میں سے عبد الرحمن بن مہدی۔ یحییٰ بن معین۔ ابوبکر و عثمان پسران ابی شیبہ۔ امام احمد بن حنبل۔ اور حسن بن عرفہ ان کے شاگرد ہیں۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ سفیان ثوری نے بھی جو ان کے بزرگ ترین شیوخ میں سے ہیں ان سے کچھ باتیں اخذ کی ہیں۔ سفیان ثوری اس کمال کے باوجود جسے اہل کمال ہی سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے بہت کوشش کی کہ ایک سال ہی شب و روز ابن المبارک کی وضع پر گزاروں۔ مگر نہ ہو سکا۔ کبھی کبھی یہ بھی فرماتے تھے کہ کاش میری تمام عمر ابن المبارک کے تین شبانہ روز کے برابر ہوتی۔ ابن المبارک کو حق تعالیٰ نے وہ مرتبہ عنایت فرمایا تھا کہ چیدہ چیدہ بزرگ ان کی محبت سے تقرب الٰہی کے متلاشی رہتے تھے۔ ذہبی جو حدیث کے مشہور مشائخ میں سے ہیں اور بہت بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن المبارک تک ازراہ اجازت چھ واسطے بہم پہنچے ہیں اور یہ میری انتہائی اونچی سند ہے۔ اس کے بعد یہ کہا کہ:۔

وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّهٗ لِلّٰهِ وَاَرْجُوْا لْخَیْرَ بِحُبِّهٖ لِمَا مَنَحَهٗ مِنَ التَّقْوٰی وَالْعِبَادَةِ وَالْاِخْلَاصِ وَالْجِهَادِ وَسِعَةِ الْعِلْمِ وَالْاِتْقَانِ وَالْمُوَاسَاةِ وَالْفُتُوَّةِ وَالصِّفَاتِ الْحَمِیْدَةِ۔

چونکہ ابن مبارک تقویٰ، عبادت، اخلاص، جہاد، وسعت علم دین کی مضبوطی، غم خواری، جوانمردی، اور نیز تمام صفات حمیدہ سے متصف تھے، اسوجہ سے قسم اللہ کی انکو اللہ کیواسطے دوست رکھتا ہوں اور ان کی محبت سے مجھے بھلائی کی امید ہے۔

قتیبہ بن سعید بغلانی جو اصحاب ستہ کے شیخ ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ خَیْرُ اَهْلِ زَمَانِنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ثُمَّ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ (ہمارے زمانہ کے بہتر ابن المبارک ہیں اور پھر احمد بن حنبل) ثقات کی تاریخ میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ بزرگوں کی ایک جماعت ایک مقام پر مجتمع ہوئی۔ اور علم فقہ۔ ادب۔ نحو۔ لغت۔ زہد۔ شعرگوئی۔ فصاحت شب بیداری۔ تہجد گزاری۔ عبادت۔ حج۔ جہاد۔ شہسواری۔ ہتھیار بندی۔ بیفائدہ باتوں سے اجتناب انصاف کی پابندی۔ اپنے احباب سے حسن صحبت اور ان کی مخالفت سے احتراز کرنا۔ ان سب صفات حمیدہ میں اپنے زمانہ کا سردار ابن المبارک کو تسلیم کیا۔ اور ان مذکورہ امور میں سے ہر امر میں ان کے تفوق اور بے نظیر ہونے کا اقرار کیا۔ ابن المبارک فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار شیوخ سے علم کو جمع کیا ہے۔ لیکن روایت صرف ایک ہزار شیوخ سے کرتا ہوں۔ علی بن حسن بن شقیق فرماتے ہیں کہ میں ایک دن ابن المبارک کے ہمراہ عشار کی نماز سے فارغ ہو کر باہر آیا۔ ابن المبارک اپنے مکان کو جانا چاہتے تھے۔ رات سخت جاڑوں کی تھی۔ جب ہم مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو میں نے ان سے ایک حدیث کا ذکر کیا۔ انہوں نے جواب دینا شروع کیا تو اسی مقام پر کھڑے کھڑے صبح ہو گئی، اور موذن نے آکر فجر کی

بن المبارک بن واضح الحنظلی باعتبار ولاء کے، مرو کے رہنے والے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو مروزی کہتے ہیں۔

امام ابن المبارک کے والد کی دیانت وامانت

ان کے والد بزرگوار شہر ہمدان کے ایک ترک تاجر کے غلام اور مملوک تھے، اور وہ تاجر بنی حنظلہ میں سے تھا جو بنی تمیم کا ایک قبیلہ ہے۔ تاریخ عامری میں مذکور ہے کہ انکے والد مبارک بہت متقی اور پرہیزگار تھے، ان کے مالک نے انھیں اپنے باغ کا داروغہ مقرر کیا تھا۔ ایک دن اس نے یہ کہا کہ اے مبارک باغ سے ایک ترش انار لے آؤ۔ وہ گئے اور ایک انار لائے جو شیریں نکلا، مالک نے کہا میں نے تم کو ترش انار لانے کے لئے کہا تھا۔ مبارک نے جواب دیا کہ میں کس طرح معلوم کر سکتا ہوں کہ کون سے درخت سے انار شیریں اترتے ہیں اور کونسے درخت سے ترش۔ جس کسی نے ان درختوں سے کھایا ہے وہ جانتا ہے۔ مالک نے کہا کہ تم نے اب تک کوئی انار نہیں کھایا۔ مبارک نے کہا کہ آپ نے میرے ذمہ اس باغ کی حفاظت اور نگہبانی لازم کی ہے، کھانے اور چکھنے کی اجازت نہیں دی۔ میرے ذمہ جو خدمت لازم ہے اسے بجالاتا ہوں۔ مالک ان کی اس دیانت اور امانت سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ تم اس قابل ہو کہ میری مجلس میں رہو اور باغبانی کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دی، ایک روز مالک نے اپنی نوجوان دختر کے نکاح کے بارے میں ان سے مشورہ کیا تو مبارک نے کہا کہ جاہلیت کے عرب تو اپنی لڑکی کا نکاح حسب و نسب کے اعتبار سے کرتے تھے یہود مال کے عاشق ہیں۔ نصاریٰ جمال پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ مگر اسلام میں دین کا اعتبار ہے، ان چاروں میں سے جو پسند خاطر ہو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مالک کو ان کی یہ عاقلانہ بات بہت پسند آئی۔ گھر جا کر اس مشورہ کو اپنی بیوی سے بیان کیا اور کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح مبارک سے کر دوں۔ اگرچہ وہ غلام ہے مگر پرہیزگاری، تقویٰ اور دینداری کے اعتبار سے وہ اپنے زمانہ کا سردار ہے، دختر کی ماں نے بھی اسے پسند کیا تو اسکا نکاح ان سے کر دیا۔ اسی لڑکی سے یہ عبداللہ پیدا ہوئے۔ اس تاجر کی وراثت سے بہت سا مال ان کو ملا۔ عبداللہ کا سال ولادت ۱۱۸ھ یا ۱۱۹ھ ہے۔

امام ابن المبارک کی عبادت گذاری

عبداللہ کی تمام زندگی سفر میں گزری۔ کبھی حج کے لئے جاتے تھے۔ کبھی جہاد و تجارت کے لئے۔ اسی طرح اسلامی ممالک میں گشت کرتے رہے۔ امام مالک، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ

وَاَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِّكُلِّ مُؤْمِنٍ۔

فرماتے تھے) کہ موت ہر مومن کے گناہ کا کفارہ ہوتی ہے۔

کتابُ الزہد والرقائق ابنُ المبارک

یہ کتاب عبداللہ بن المبارک کی تصنیف ہے، جو کتاب اس وقت اس نام سے رائج و مشہور ہے وہ اس کا انتخاب ہے جس کو حافظ ضیاء الدین ابو عبداللہ بن محمد بن عثمان بن سلیمان صوفی زراری نے کیا تھا جو عوام و خواص کی نظروں میں مقبول ہے۔ در اصل یہ کتاب بروایت حسین بن مروزی رائج اور مشہور ہے اور ان سے ان کے شاگرد ابو محمد بن یحییٰ محمد بن صاعد نے روایت کیا ہے۔ اس میں بہت سے زیادات واقع ہیں اُن میں سے بعض زیادات وہ ہیں جن کو مروزی نے ابن مبارک کے علاوہ اوروں سے روایت کیا ہے اور بعض وہ ہیں جنہیں ابن صاعد نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے، بہرحال اس وقت کتاب الزہد والرقائق کا منتخب شدہ نسخہ ہے جو اجازت وسماعات میں کارآمد ہے۔ اس کی پہلی حدیث یہ ہے :-

قَالَ الْاِمَامُ الْجَلِيْلُ الْحَافِظُ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ الْحَنْظَلِيُّ الْمَرْوَزِيُّ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنَا السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ شُرَيْحًا الْحَضْرَمِيَّ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ رَجُلٌ لَا يَتَوَسَّدُ الْقُرْاٰنَ۔

عبداللہ بن المبارک الحنظلی، یونس، زہری حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ شریح حضرمی کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص ہے جو قرآن کو تکیہ نہیں لگاتا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کلمہ کے معنوں میں علماء حدیث کا کافی اختلاف ہے۔ میں نے اپنے شیخ سے جو کچھ سنا اور جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ توسد کے معنی ہیں نیند میں تکیہ لگانا۔ غرض اس سے یہ ہے کہ چونکہ قوت حافظہ سر میں ہوتی ہے اور قرآن محفوظ بمنزلہ تکیہ کے ہے جو زیر سر رہتا ہے۔ پس انسان کو مناسب نہیں ہے کہ تہجد کو ترک کرے اور قرآن کو گویا تکیہ بنا کر سو جائے۔ واللہ اعلم

اگرچہ ابن المبارک اس تعریف سے جو اس مختصر میں ان کی کیجائے مثل ائمہ اربعہ برتر ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں کے احوال ذکر کرنے سے کنارہ کیا گیا ہے مگر چونکہ ابن المبارک کے مذہب کا ان کی جلالت و فضیلت کے باوجود رواج نہیں ہے اور نہ ان کے تابع و مقلد موجود ہیں۔ کہ لوگ ان کے احوال پر مطلع ہوتے اس وجہ سے ان کے حالات کا کچھ حصہ لکھا جاتا ہے۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے۔ نام عبداللہ

أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ وَغَيْرِي وَافْتَتَحْتُ ذٰلِكَ بِأَحْمَدَ لِيَكُونَ مُفْتَتَحَهُ بِاسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَيَمُّنًا بِهِ وَلِيَصِحَّ لِي بِهِ الْاِبْتِدَاءُ بِالْأَلِفِ مِنَ الْحُرُوفِ الْمُعْجَمَةِ وَإِذَا كَانَ مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ يَرْجِعَانِ إِلَى اسْمٍ وَاحِدٍ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فِي كِتَابِهِ فِي بَشَارَةِ عِيسٰى وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ كَمَا قَالَ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِي أَسْمَاءَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَقَدْ كَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَاجِيَةَ يَقُولُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ السَّرِيِّ نَا قُولُ مُحَمَّدٌ أَيُّهَا الشَّيْخُ نَيْقُولُ مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَاحِدٌ وَابْتَدَأْتُ بِهٰذَا الْجَمْعِ فِي الْجُمَادَى الْأُولٰى مِنْ سَنَةِ إِحْدٰى وَسِتِّينَ وَثَلٰثِ مِائَةٍ عَصَمَنَا اللّٰهُ مِنَ الزَّلَلِ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ۔

صغیر السن یاد رکھ سکتا ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جن کو غور کرنیوالا امیر اس خط سے پہچان سکتا ہے اسکے علاوہ جو کتابیں سنن اور احادیث شیوخ سے میں نے تالیف کی ہیں ان میں کسی شئے کو میں نے اس باب سے نہیں لکھا۔ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ خیر و عافیت سے اس کتاب کی تکمیل کی توفیق عنایت فرمائے اور مجھے اور دوسروں کو اس سے نفع پہنچائے۔ میں نے تین وجہ سے اس کتاب کو احمد کے نام سے شروع کیا ہے اول تو یہ کہ کتاب کا افتتاح جناب رسول اللہ صلعم کے نام سے ہو کر موجب برکت ہو۔ دوسرے یہ کہ حروف معجمہ میں سے الف کیساتھ میرا شروع کرنا صحیح ہو جائے تیسرے یہ کہ محمد اور احمد کا مآل ایک ہی نام ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جیسے محمد رسول اللہ اور وما محمد الا رسول فرمایا ہے ایسے ہی حضرت عیسٰے کی بشارت میں ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اور (اسی طرح) جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے چند نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ناجیہ فرمایا کرتے تھے۔ حدثنا احمد بن الولید بن السری میں کہتا تھا اے شیخ محمد (کہو) تو وہ کہتے تھے کہ محمد اور احمد ایک ہی ہیں میں نے اس کتاب کو جمع کرنیکی ابتدا جمادی الاولی ۳۶۱ھ سے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو قول و عمل میں لغزشوں سے بچائے۔ (آمین)

باب محدثین میں ترجمہ ابوبکر محمد بن صالح بن شعیب نماز کے تحت میں یہ بیان کرتے ہیں۔ چونکہ یہ سند جو ذیل میں درج ہے انکے اعلیٰ اسنادوں میں سے ہے۔ اسی وجہ سے اسکو اس موقع پر لکھا جاتا ہے:۔

حَدَّثَنَا ابْنُ صَالِحِ بْنِ شُعَيْبٍ إِمْلَاءً بِالْبَصْرَةِ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نُعَزِّيهِ عَلَى ابْنٍ لَهُ فَقُلْنَا يَا أَبَا حَمْزَةَ إِنَّا نَرْجُو لَهُ النَّعِيمَ قَالَ

ابن صالح بن شعیب، نصر بن علی، یزید بن ہارون، عاصم احول فرماتے ہیں کہ ہم انس بن مالک کے پاس ان کے فرزند کی تعزیت کی غرض سے گئے اور ہم نے کہا کہ اے ابا حمزہ ہم اسکے لئے جنت کی امید کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس سے بھی زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں یعنی آپ یہ

چند فقرے لکھے جاتے ہیں تاکہ ان کی اس کتاب کا بھی حال روشن ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَمَا يَنْبَغِي لِكَرَمِ وَجْهِهٖ وَعِزِّ جَلَالِهٖ وَكَمَا يَقْتَضِيهِ تَتَابُعُ نِعَمِهٖ وَاِفْضَالِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَالرِّسَالَةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي اسْتَخَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِي حَصْرِ اَسَامِي شُيُوْخِي الَّذِيْنَ سَمِعْتُ عَنْهُمْ وَكَتَبْتُ عَنْهُمْ وَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْحَدِيْثَ وَتَخْرِيْجِهَا عَلَى الْحُرُوْفِ الْمُعْجَمَةِ لِيَسْهُلَ عَلَى الطَّالِبِ تَنَاوُلُهٗ وَلِيَرْجِعَ اِلَيْهِ فِي اسْمٍ اِنِ الْتَبَسَ اَوْ اَشْكَلَ وَالْاِقْتِصَارِ بِهِمْ لِكُلِّ وَاحِدٍ عَلٰى حَدِيْثٍ وَاحِدٍ يُسْتَغْرَبُ اَوْ لِيُسْتَفَادَ اَوْ يُسْتَحْسَنُ لَهٗ وَحِكَايَةً لِيَنْضَافَ اِلٰى مَا اَرَدْتُ مِنْ ذٰلِكَ جَمْعُ اَحَادِيْثَ تَكُوْنُ فَوَائِدَ فِي نَفْسِهَا وَاُبَيِّنُ حَالَ مَنْ ذَمَمْتُ طَرِيْقَهٗ فِي الْحَدِيْثِ بِظُهُوْرِ كِذْبٍ بِهٖ اَوْ اِتِّهَامِهٖ بِهٖ اَوْ خُرُوْجِهٖ عَنْ جُمْلَةِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ لِلْجَهْلِ بِهٖ وَالذَّهَابِ عَنْهُ فَمَنْ كَانَ عِنْدِي مِنْهُمْ ظَاهِرَ الْحَالِ لَمْ اُخْرِجْهُ فِيْمَا صَنَّفْتُ مِنْ حَدِيْثِي وَاُثْبِتُ اَسَامِي مَنْ كَتَبْتُ عَنْهُ فِي صِغَرِي اِمْلَاءً بِخَطِّي سَنَةَ ثَلَاثٍ وَثَمَانِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ ابْنُ سِتِّ سِنِيْنَ فَضَبَطَهٗ ضَبْطَ مِثْلِي مَنْ يُدْرِكُهُ الْمُتَاَمِّلُ لَهٗ مِنْ خَطِّي ذٰلِكَ عَلٰى اَنِّي لَمْ اُخْرِجْ مِنْ هٰذِهِ الْبَابَةِ شَيْئًا فِيْمَا صَنَّفْتُ مِنَ السُّنَنِ وَالْاَحَادِيْثِ الشُّيُوْخِ وَاللّٰهَ اَسْاَلُ التَّوْفِيْقَ لِاسْتِتْمَامِهٖ فِي خَيْرٍ وَعَافِيَةٍ وَ

اللہ تعالیٰ کیلئے ہر قسم کی تمام ایسی تعریفیں ہیں جو اس بزرگ ذات اور عزت جلال کے لائق ہیں اور جس کا اس کی مسلسل نعمتیں اور مہربانیاں تقاضا کرتی ہیں اس نبی رحمت و رسالت پر جنکا نام محمد ہے اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرمائے (نیز) ان کی اولاد پر اللہ کی رحمت و سلام کثرت سے نازل ہوتے رہیں اسکے بعد (یہ عرض ہے) کہ میں نے اللہ پاک سے اپنے ان شیوخ کے ناموں اور انکے تخریج کے احاطہ کرنے میں استخارہ کیا۔ جن سے میں نے کسی حدیث کو سنا اور لکھا اور سنایا تھا اور ان کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق اس وجہ سے دی گئی کہ طالبین کو اسکے حاصل کرنے میں آسانی ہو، اور اگر کسی نام میں کوئی التباس یا اشکال واقع ہو تو اس کی طرف رجوع کرکے اپنا اطمینان کرلیں میں نے ہر ایک شخص سے فقط ایک ایک حدیث ایسی لی ہے جو غریب سمجھی جاتی ہو یا جس سے جدید فائدہ حاصل ہوتا ہو یا اچھی سمجھی گئی اور اسکی کوئی حکایت یا قصہ بھی درج کیا تاکہ میں نے جو اپنے شیوخ کے ناموں کے احاطہ کرنیکا ارادہ کیا ہے اسکے ساتھ ایسی احادیث بھی جمع ہو جائیں جن میں فی نفسہا کوئی فائدہ ہے اور میں نے اسکا حال بھی بیان کردیا ہے جسکے طریق فی الحدیث کو میں نے ناپسند کیا۔ خواہ اسکے کذب کے ظہور کیوجہ سے خواہ اسکے متہم ہونیکے سبب محدثین کے زمرہ میں سے نکل جانیکی وجہ سے وہ جہالت فی الحدیث کے باعث ہو یا ذہول ہو جانے کے سبب سے اور جو ان میں سے میرے نزدیک ظاہر الحال تھے انکی حدیث کی تخریج میں نے اپنی تصنیف میں نہیں کی ۲۸۳ھ میں جبکہ میری صغر سنی کی حالت تھی اور میری عمر چھ سال کی تھی جن لوگوں سے میں نے بطور املا کے اپنے ہاتھ سے حدیث لکھی تھی انکے نام بھی لکھ دیتا ہوں اور میں ان لوگوں کے نام کو یاد رکھتا ہوں جیسا کہ مجھ جیسا

سے کسی چیز میں بھی میں نے نہیں پایا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ میں اس وقت مرجع خلائق تھا اور طرح طرح کے آدمی مجھ کو اپنا ملجا و ماویٰ سمجھتے تھے، میں اسی گمان اور خیال میں مست رہتا تھا۔ ایک دن میرے روبرو مشہور محدث ابوبکر جعابی اور ابوالقاسم طبرانی کے مابین مذاکرہ حدیث واقع ہوا، کبھی طبرانی اپنی کثرت محفوظات کے باعث ان پر غالب آتے تھے اور کبھی ابوبکر اپنی فطانت اور ذکاوت کے سبب سے ان پر سبقت لیجاتے تھے، یہی قصہ دیر تک ہوتا رہا۔ نوبت بایںجا رسید کہ طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں اور جوش و خروش پھیل گیا۔ ابوبکر جعابی نے کہا، حَدَّثَنَا اَبُوْخَلِیْفَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ اَیُّوْبَ۔ ابوالقاسم طبرانی نے اسی وقت کہا کہ میں ہی سلیمان بن ایوب ہوں اور ابوخلیفہ میرا ہی شاگرد ہے اور وہ مجھ سے ہی حدیث کی روایت کرتا ہے، پس تم کو مناسب ہے کہ خود مجھ سے اس حدیث کی سند حاصل کرو۔ تاکہ تم کو علو اسناد حاصل ہو ابن العمید کہتے ہیں کہ اس وقت ابوبکر جعابی شرم سے پانی پانی ہو گئے، اور جو شرمندگی انھیں اس وقت حاصل ہوئی دنیا میں کسی کو نہ ہوئی ہوگی، میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا کہ کاش میں طبرانی ہوتا اور جو فرحت و غلبہ طبرانی کو حاصل ہوا ہے وہ مجھ کو ہوتا۔ میں وزیر ہو کر اس قسم کے تحصیل فضائل اور اسباب جاہ سے محروم ہوں۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ ابن العمید کی اس تمنّا کا سبب اس کی ریاست اور وزارت تھی ورنہ علماء ربانیین کو ایسے غلبوں کے سبب سے نہ کوئی تغیر پیش آتا ہے اور نہ ان کے نفوس کو کسی قسم کی کوئی جنبش ہوتی ہے، لیکن اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ[1]۔ غرض یہ ہے کہ طبرانی علم حدیث میں کامل وسعت رکھتے تھے۔ اور کثرت روایت میں مستثنیٰ اور ممتاز تھے۔ ابوالعباس احمد بن منصور شیرازی فرماتے ہیں کہ میں نے طبرانی سے تین لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ زنادقہ یعنی فرقہ قرامطہ اسماعیلیہ نے جو اس زمانہ میں اہل سنت کے دشمن تھے طبرانی پر ان کی آخر عمر میں اس وجہ سے سحر کرا دیا تھا کہ وہ احادیث سے انکے مذہب کا ردّ کیا کرتے تھے جس سے ان کی بصارت ظاہری جاتی رہی تھی۔ آپ نے ماہ ذیقعدہ ۳۶۰ھ میں وفات پائی۔ جنازہ کی نماز حافظ ابونعیم اصبہانی صاحب حلیۃ الاولیاء نے پڑھائی۔ دو ماہ اور ایک سو سال کی عمر ہوئی۔

معجم اسماعیلی

صحیح اسمٰعیلی میں جو مستخرج بر بخاری ہے ان کا احوال مفصل لکھا گیا ہے اب انکے معجم کے ابتدائی

---

[1] انسان اپنے نفس پر دوسروں کو بھی قیاس کرتا ہے۔

فی موضوعہ یستعملہ السامع لہ ومن بلغہ
علی ما رتبناہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب تاویل قول اللہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم
ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون
جہنم داخرین۔

حدثنا عبد اللہ محمد بن سعید بن مریم قال
حدثنا محمد بن یوسف الفریابی ح وحدثنا
علی بن عبد العزیز قال حدثنا ابو حذیفۃ قال
حدثنا سفیان عن منصور عن ذر بن عبد اللہ
(الہمدانی) المرہبی عن یسیع الحضرمی عن
النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العبادۃ
ھی الدعاء ثم قرأ ادعونی استجب لکم الخ

یا جنکو یہ پہنچے اس کی ترتیب کے موافق خدا کی توفیق سے استعمال
کریں جس طرح ہم نے مرتب کیا ہے۔

(اس کے بعد ایک باب قائم کیا جس میں اس آیۃ
ادعونی استجب لکم الخ کی تفسیر فرمائی اور اس میں ایک
حدیث اسکے مناسب بیان کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ):-

عبداللہ بن محمد بن سعید بن مریم، محمد بن یوسف فریابی ح۔ علی
بن عبد العزیز، ابو حذیفہ، سفیان، منصور، ذر بن عبداللہ یسیع
الحضرمی، نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے کہ عبادت دعا ہی ہے، پھر آپ نے اسکے
استشہاد میں وہی آیۃ پڑھی جسکا ترجمۃ الباب منعقد کیا ہے
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کرونگا
اور جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ
عنقریب ذلت خواری کے ساتھ جہنم میں داخل ہونگے۔

یہ کتاب بھی بہت ضخیم ہے۔ کتاب المسالک۔ کتاب عشرۃ النساء اور کتاب دلائل النبوۃ یہ سب کتابیں انہیں کی تصنیف کردہ ہیں۔ تفسیر میں بھی ایک بہت بڑی کتاب تالیف فرمائی ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی ایسی تصانیف بھی ہیں جو اس زمانہ میں نہیں پائی جاتیں۔ چنانچہ حافظ یحییٰ بن مندہ نے ان سب کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے علم حدیث کی طلب میں بہت محنت اور مشقت اٹھائی ہے اپنی راحت و آرام کو بالائے طاق رکھ تیس برس تک بوریہ پر سوتے رہے، استاذ ابن العمید جو مشہور و معروف وزیر اور علم عربیت و اشعار و لغت میں اپنے وقت کے سردار ہیں اور دولت دیالمہ میں کوئی وزیر اس قابلیت اور لیاقت کا نہیں گزرا ہے۔ اور صاحب بن عباد جو منجملہ وزیران دولت دیالمہ کے ایک وزیر ہیں۔ طبرانی کے شاگرد اور انہی کے تربیت یافتہ ہیں۔

طبرانی اور جعابی کے درمیان مذاکرہ حدیث

ابن العمید سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں میرا خیال تھا کہ دنیا میں کوئی مرتبہ اور کوئی منصب وزارت کے برابر نہیں ہے اور مجھ کو جو لذت اور ذائقہ اس مرتبہ میں حاصل ہوا وہ دنیا کی لذید چیزوں میں

ہیں۔ ملک شام کے شہر عکہ میں بماہ صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے، اور ۲۷۳ھ میں آپ نے طالب علمی شروع کی۔ ملک شام کے اکثر شہروں حرمین شریفین، یمن، مصر، بغداد، کوفہ، بصرہ، اصفہان جزیرہ اور اسلام کی دیگر آباد بستیوں میں سیر و سیاحت کی۔ علی بن عبدالعزیز بغوی، بشر بن موسیٰ، ادریس عطار، ابوزرعہ دمشقی اور ان کے ہمعصروں سے حدیث شریف کی سماعت حاصل کی طبرانی کے والد بزرگوار ان کو علم حدیث طلب کرنے کی بیحد ترغیب دیا کرتے تھے اور خود انھیں اپنے ہمراہ لے کر شہر بہ شہر پھرتے ہوئے استادوں کی خدمت میں پہنچاتے تھے، ان تینوں معجموں کے علاوہ جن کا ابھی ذکر ہوا ہے ان کی اور بھی بہت سی تصانیف موجود ہیں۔

کتاب الدعا للطبرانی

اسکے شروع میں ذیل کی حدیث نقل کی ہے اور اسی کتاب سے صاحب حصن حصین نے بھی نقل کیا ہے۔

قَالَ الْحَافِظُ اَبُوالْقَاسِمِ هٰذَا الْكِتَابُ اَلَّفْتُهُ جَامِعًا لِاَدْعِيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَانِيْ عَلَيْهِ اِنِّيْ رَاَيْتُ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ قَدْ تَمَسَّكُوْا بِاَدْعِيَةِ سَجْعٍ وَاَدْعِيَةٍ وُضِعَتْ عَلٰى عَدَدِ الْاَيَّامِ مِمَّا اَلَّفَهَا الْوَرَّاقُوْنَ لَا يُرْوٰى عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ مَّعَ مَا رُوِيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَرَاهَةِ لِلسَّجْعِ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّعَدِّيْ فِيْهِ فَاَلَّفْتُ هٰذَا الْكِتَابَ بِالْاَسَانِيْدِ الْمَاْثُوْرَةِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَدَاْتُ بِفَضَائِلِ الدُّعَاءِ وَاٰدَابِهٖ ثُمَّ رَتَّبْتُ اَبْوَابَهٗ عَلَى الْاَحْوَالِ الَّتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ فِيْهَا فَجَعَلْتُ كُلَّ دُعَاءٍ

حافظ ابوالقاسم نے فرمایا اس کتاب میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب دعاؤں کو جمع کیا ہے (چونکہ) میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا کہ انہوں نے ایسی دعاؤں سے تمسک کیا ہے جو مقفا ہیں (نیز) ایسی دعائیں جو ہر دن کیلئے وضع کی گئی ہیں اور جنہیں وراقین یعنی واعظین غیرہم نے بلا تحقیق جمع کر دیا ہے حالانکہ وہ نہ جناب رسول اللہ صلعم سے مروی ہیں اور نہ صحابہ اور نہ ان لوگوں سے جو احسان کیساتھ انکے پیرو ہیں یعنی تابعین سے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ منقول ہے کہ دعا میں قافیہ بندی اور تعدی نہ کرو۔ لہذا مجھ کو ان دنوں ایک ایسی کتاب کے جمع کرنے کی جرأت لائی کہ جس میں وہ اسانید ہوں جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں میں نے اس کتاب کی ابتدا فضائل دعا اور اسکے آداب سے کی ہے اور جس حال میں جو دعا رسول اللہ صلعم کیا کرتے تھے اس کیلئے علیحدہ علیحدہ باب کر کے اس کتاب کو مرتب کیا۔ اور ہر ایک دعا کو اس کے موقعہ پر لکھ دیا تاکہ وہ لوگ جو اس کو سنیں

فرمایا ہے کہ اس میں منکرات بہت ہیں، اس کا منشاء یہ ہے کہ غرابت اسی کو مقتضی ہے، اور تفرد ثقہ کا جس کو اصطلاح میں غریب صحیح بھی کہتے ہیں، ایک باب ہے۔ معجم صغیر بھی شیوخ ہی کی ترتیب پر مرتب ہے، اور اس کتاب میں ان شیوخ کا بھی ذکر کیا ہے جن سے صرف ایک ایک حدیث کا استفادہ کیا۔ معجم کبیر کے آخر میں حدیث حلب الشنز کے سلسلہ میں یہ حدیث بیان کی ہے:۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ الْفَائِشِيِّ عَنْ بِنْتِ خَبَّابٍ قَالَتْ خَرَجَ اَبِيْ فِيْ غَزَاةٍ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاهَدُنَا فَيَحْلِبُ عَنْزًا لَنَا وَكَانَ يَحْلِبُهَا فِيْ جَفْنَةٍ فَتَمْتَلِئُ فَلَمَّا قَدِمَ خَبَّابٌ كَانَ يَحْلِبُهَا فَعَادَ حِلَابُهَا الْاَوَّلُ۔

عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، ابو اسحٰق، عبدالرحمٰن بن زید الفائشی بنت خباب فرماتی ہیں کہ میرے والد حضور کی حیات میں ایک جہاد میں تشریف لیگئے ان کی غیر موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور ہماری بکری کا دودھ نکالا کرتے تھے، اس کو کٹھرے (لکڑی کا بڑا برتن) میں دوہتے تھے تو وہ بھر جاتا تھا۔ پھر جب خباب آئے اور وہ دوہنے لگے تو دودھ پھر اپنی اصلی مقدار پر لوٹ آیا (یعنی وہ برکت زائل ہو گئی)

معجم صغیر کے آخر میں فضیلت نساء کے بارے میں یہ حدیث منقول ہے:۔

حَدَّثَنَا سَمَّانَةُ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى بْنِ بِنْتِ الْوَضَّاحِ بْنِ حَسَّانَ الْاَنْبَارِيَّةِ بِالْاَنْبَارِ قَالَتْ حَدَّثَنَا اَبِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ السَّدُوْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ الدُّعَاءِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْحَارِثِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ مِنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ شِبْرًا طَوَّقَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ وَسَمِعْتُ صُلَيْحَةَ بِنْتَ اَبِيْ نُعَيْمٍ الْفَضْلِ بْنِ دُكَيْنٍ تَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى غَيْرُ مَخْلُوْقٍ۔

سمانہ بنت محمد بن موسٰی، محمد بن موسٰی، محمد بن عقبہ السدوسی محمد بن عمران، عطیۃ الدعاء، حکم بن حارث سلمی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص مسلمانوں کے راستے میں سے ایک بالشت زمین کو بھی دبالیگا تو قیامت کے روز ساتوں زمینوں سے اسی قدر لے کر طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ اور صلیحہ بنت فضل بن دکین فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ قرآن اللہ تعالے کا کلام ہے۔ مخلوق (حادث) نہیں ہے۔

* * * * * * * * * * *

طبرانی کی کنیت ابوالقاسم ہے اور نام سلیمان ہے، احمد بن ایوب بن مطیر لخمی طبرانی کے بیٹے

یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی پوستین سیکر فروخت کرتا تھا۔ لغت عرب میں پوستین کو فرو کہتے ہیں۔ بغو جو ان کا وطن ہے اس کی طرف نسبت ہے۔ بغو کی اصل بغشور ہے جو باغ کور کا معرب ہے اور یہ ایک معمور و آباد شہر ہے جو ہرات اور مرو کے درمیان واقع ہے۔ شور کو حذف کر کے بغ کی طرف نسبت کی تو بغوی ہو گیا۔ یہ لفظ ثنائی ہے مگر زیادت واؤ کی وجہ سے ثلاثی ہو گیا ہے۔ انھیں تین فنون میں مہارت تامہ حاصل تھی، اور ہر ایک فن کو معراج کمال پہ پہنچا یا ہے۔ بے نظیر محدث اور بے عدیل مفسر تھے۔ فقیہ بھی تھے۔ شافعی مذہب رکھتے تھے۔ تمام عمر تصنیف اور حدیث و تفسیر و فقہ کے درس میں مشغول رہے۔ ہمیشہ باوضو درس دیتے تھے، فقہ میں قاضی حسین (ابن محمد) کے شاگرد ہیں جو صاحب تعلیقہ اور اجل شوافع میں سے ہیں۔ اور حدیث میں ابوالحسن داؤدی کے شاگرد ہیں جن کا نام عبدالرحمٰن بن محمد ہے جو زمرۂ محدثین میں داخل ہیں اور یعقوب بن احمد صیرفی، علی بن یوسف جوینی اور نیز دیگر محدثین سے بے شمار فوائد حاصل کئے۔ قائم اللیل اور صائم النہار تھے، زہد و قناعت میں زندگی گذارتے تھے۔ افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑے پر اکتفا فرماتے تھے۔ جب لوگوں نے بیحد اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ خشک روٹی کھانے سے دماغ میں خشکی ہو جائے گی، تو بطور نانخورش (سالن) کے روغن زیتون مقرر کیا۔ ۵۱۶ھ میں بمقام شہر مرو رُوذ انتقال ہوا اور اپنے استاد قاضی حسین کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

معاجم ثلاثہ طبرانی

ان معاجم میں سے ایک کبیر۔ دوسرا اوسط اور تیسرا صغیر ہے، جاننا چاہئے کہ مسند معجم کبیر کو مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ مد نظر تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مسندات کو جدا مرتب کریں۔ اس وجہ سے ان کی مرویات میں سے کسی روایت کو اس میں بیان نہیں کیا گیا ہے لیکن انھیں اس کا موقع نہ مل سکا یا اگر موقع ملا تو اس کو شہرت نصیب نہیں ہوئی۔ معجم اوسط کی چھ جلدیں ہیں ہر جلد ایک ضخیم کتاب ہے اور یہ ترتیب اسماء شیوخ مرتب ہے، ان کے شیوخ کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ اپنے ہر شیخ سے جو عجائب و غرائب سُنے تھے ان کو اس میں بیان کیا ہے، یہ کتاب دارقطنی کی کتاب الافراد کی مانند ہے، اصطلاح محدثین میں افراد و غرائب ان حدیثوں کو کہتے ہیں جو اپنے شیخ کے سوا اور کسی کے پاس نہ ہوں، طبرانی اس کتاب کی نسبت یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میری جان ہے اور فی الواقع علم حدیث میں ان کی فضیلت علمی اور وسعتِ روایت کا پتہ اسی سے چلتا ہے لیکن محققینِ اہل حدیث نے

کی ہے تو صلحا اور استبازوں میں سے کسی نے امام شافعی رح کو خواب میں دیکھا کہ وہ کسی مقام پر موجود ہیں اور اس کتاب کے چند جزو ان کے ہاتھ میں ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ آج فقیہ احمد کی کتاب سے میں نے سات جزو پڑھے ہیں۔ ایک دوسرے فقیہ نے امام شافعی رح کو دیکھا کہ جامع مسجد میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج میں نے کتاب فقیہ احمد یعنی بیہقی سے فلاں فلاں حدیث کا استفادہ کیا ہے، محمد بن عبدالعزیز مروزی جو مشہور فقیہ ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صندوق زمین سے آسمان کی طرف اڑا جارہا ہے اور اسکے گرداگرد ایک ایسا چمکتا ہوا نور ہے جو آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے، میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے تو فرشتوں نے جواب دیا کہ بیہقی کی تصنیفات کا صندوق ہے جو بارگاہ کبریا میں مقبول ہوگیا ہے، دسویں جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ کو شہر نیشاپور میں بیہقی کا انتقال ہوا، ان کو تابوت میں رکھ کر بیہق لائے اور خسروجرد میں دفن کیا۔ کبھی کبھی شعر و اشعار کی طرف بھی طبیعت کا میلان ہوتا تھا۔ چنانچہ یہ چند بیت بھی انھیں کے ہیں۔

امام بیہقی کے چند اشعار

مَنِ اعْتَزَّ بِالْمَوْلیٰ فَذَاکَ جَلِیْلٌ ۔۔۔ وَمَنْ رَامَ عِزًّا عَنْ سِوَاہُ ذَلِیْلٌ

جس شخص کو خدا تعالیٰ نے عزت دی تو وہ بزرگ ہے۔ اور خدا کے سوا اگر کسی دوسرے سے عزت کا طالب ہوا تو وہ ذلیل ہے

وَلَوْ اَنَّ نَفْسِیْ مُذْ بَرَاہَا مَلِیْکُہَا ۔۔۔ مَضٰی عُمْرُہَا فِیْ سَجْدَۃٍ لَقَلِیْلٌ

میرے نفس کی جب سے اسکو اسکے مالک نے پیدا کیا ہے اگر تمام عمر سجدہ (عبادت) میں گزر جائے تو نہایت قلیل ہے۔

اُحِبُّ مُنَاجَاۃَ الْحَبِیْبِ بِاَوْجُہٍ ۔۔۔ وَلٰکِنْ لِسَانُ الْمُذْنِبِیْنَ کَلِیْلٌ

میں اپنے حبیب کی مناجات کو عمدہ طریقہ سے پسند کرتا ہوں لیکن گنہگاروں کی زبان گونگی ہے۔

شرح السنۃ للبغوی

اس کتاب کے شروع میں یہ حدیث ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اس روایت کے راوی حضرت عمر رضؓ ہیں، اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس واسطوں سے اور کبھی آٹھ و نو واسطوں سے بھی بغوی تک پہنچی ہے۔

ان کی کنیت ابو محمد اور نام حسین بن مسعود ہے، انھیں فرّاء و ابن الفراء بھی کہتے ہیں جسکی وجہ

تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہیں اور یہ ایسا ہے جیسا نواح دہلی میں باہرہ و ہریانہ۔ ان دیہات میں سب سے بڑا گاؤں خسرو جرد ہے جیم کے کسرہ کے ساتھ جہاں بیہقی کی قبر ہے۔ ماہ شعبان ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ حاکم۔ ابوطاہر۔ ابن فورک متکلم اصولی۔ ابو علی رودباری صوفی اور عبدالرحمن سلمی صوفی سے علوم کو حاصل کیا۔ اور بغداد خراسان، کوفہ۔ حجاز اور دوسری اسلامی آبادیوں میں گشت کیا۔

امام بیہقی کو صحاح ستہ میں سے بعض پر اطلاع نہ تھی

باوجود اس تبحر علمی و علو اسناد کے جو ان کو حاصل تھا سنن نسائی۔ جامع ترمذی۔ اور سنن ابن ماجہ ان کے پاس موجود نہ تھے۔ اور ان تینوں کتابوں کی حدیثوں پر کما ینبغی ان کو اطلاع بھی نہ تھی۔ اللہ تعالے نے ان کے علم میں بڑی برکت اور فہم میں کامل قوت عطا فرمائی تھی۔ انکی یادگار میں ایسی عجیب عجیب تصانیف موجود ہیں جو ان سے پہلے لوگوں سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ ان کی چیدہ اور نافع تصانیف میں سے کتاب الاسماء والصفات ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں مجلد ہے سبکی کہتے ہیں کہ مجھے اس کتاب کی نظیر نہیں ملتی، علیٰ ہذا دلائل النبوۃ تین جلدوں میں مجلد ہے مناقب الشافعی اور کتاب دعوات الکبیر کی صرف ایک ایک جلد ہے سبکی کہتے ہیں کہ میں قسم کھا کر بیان کر سکتا ہوں کہ دنیا میں یہ پانچوں کتابیں بے مثل ہیں۔ اور ان کی نظیر عالم میں موجود نہیں۔ کتاب الزہد۔ کتاب البعث والنشور اور ترغیب و ترہیب کی بھی ایک ایک جلد ہے۔ ہاں کتاب الخلافیات بھی دو جلدوں میں ہے، اربعین کبریٰ، اربعین صغریٰ۔ کتاب الاسراء۔ ان کے علاوہ اور بہت سی تصانیف بھی ہیں۔ ان کی تمام تالیفات ہزار جزو کے قریب ہوں گی، تورع اور زہد میں وہی خصائل رکھتے تھے جو علماء ربانیین میں ہونی چاہیئے۔

امام بیہقی کا امام شافعی پر احسان

امام الحرمین نے ان کے بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ دنیا میں سوا بیہقی کے اور کسی شافعی کا احسان امام شافعی کی گردن پر نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ بیہقی نے اپنی تمام تصانیف میں امام شافعیؒ کے مذہب کی نصرت و تائید کی ہے اور اسی وجہ سے اس مذہب کا رواج دوبالا ہو گیا، امام شافعی کے فقہ اور فن حدیث و علل حدیث میں پوری مہارت رکھتے تھے، خدا تعالے نے ان کو احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کا اچھا ملکہ عطا فرمایا تھا جب کتاب معرفۃ السنن کی تصنیف شروع

عَنْ سَعِيدٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ (وَرُوِيْنَا) عَنْ عَطَاءٍ وَطَاؤُسٍ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَبِي قِلَابَةَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

کتاب معرفۃ السنن والآثار

یہ کتاب بھی بیہقی کی تصنیف ہے۔ علماء نے بیان کیا ہے کہ اس نام کے معنی ہیں معرفۃ الشافعی بالسنن والآثار۔ اسی لئے تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ شافعی فقیہ کو اس کتاب کی سخت ضرورت پڑتی ہے بغیر اس کتاب کے اس کو چارہ نہیں ہے، اس کتاب کی چار جلدیں ہیں۔ اور سنن کبریٰ دس جلدوں میں مجلد ہے۔ اس کتاب یعنی معرفۃ السنن میں یہ حدیث ہے:۔

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ قَالَ أَخْبَرَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْحَافِظُ قَالَ حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَلِيِّ الْعَطَّارُ بِمِصْرَ قَالَ حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سُئِلَ الشَّافِعِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَنِ الْقَدَرِ فَأَنْشَأَ يَقُولُ۔

امام شافعی اور مسئلہ تقدیر

یعنی حضرت امام شافعیؒ سے تقدیر کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے یہ اشعار پڑھے:۔

إِذَا شِئْتَ كَانَ وَإِنْ لَمْ أَشَأْ ۔۔۔ وَمَا شِئْتُ إِنْ لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ

اے اللہ جس چیز کو تو چاہتا ہے وہ ہو جاتی ہے اگرچہ میری خواہش ہو اور جس چیز کو آپ نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتی گو میری خواہش ہو

خَلَقْتَ الْعِبَادَ عَلٰى مَا عَلِمْتَ ۔۔۔ فَفِي الْعِلْمِ يَجْرِي الْغَنِيُّ وَالْمُسِنْ

آپ نے اپنے علم کے موافق بندوں کو پیدا کیا۔ اس کے علم کے موافق ہی غنی اور احسانات جاری ہوتے ہیں

عَلٰى ذَا مَنَنْتَ وَهٰذَا خَذَلْتَ ۔۔۔ وَهٰذَا أَعَنْتَ وَذَا لَمْ تُعِنْ

اس پر آپ نے احسان کیا اور اس کو ذلیل اس کی امداد کی اور اس کی نہ کی۔

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَمِنْهُمْ سَعِيدٌ ۔۔۔ وَمِنْهُمْ قَبِيحٌ وَمِنْهُمْ حَسَنْ

پس ان میں سے بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت۔ بعض بدصورت ہیں اور بعض خوبصورت

ان کی کنیت ابوبکر ہے، اور نام احمد بن الحسین ہے، (احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ) بیہقی کی نسبت بیہق کی طرف ہے، اور بیہق چند گاؤں کا نام ہے جو باہم متصل ہیں اور نیشاپور سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةً مِّنْ غُلُوْلٍ۔ فرماتا، اور مال غنیمت سے خیانت کرکے جو صدقہ ادا کیا جاتا ہے اسے بھی حق تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

ان کی کنیت ابوبکر ہے اور نام محمد ہے، ابراہیم بن المنذر نیشاپوری کے بیٹے ہیں۔ چونکہ ابوبکر کو حرم محترم کی مجاورت حاصل تھی اور اسی متبرک زمین میں رہ کر تعلیم علم حدیث میں مشغول رہے اسی سبب سے انہیں شیخ الحرم بھی کہتے ہیں۔ اور چونکہ ان سے پہلے اسلام میں ان کے مثل کوئی مصنف نہیں گذرا۔ اس وجہ سے ان کی کتابیں نادر الوقت سمجھی جاتی تھیں منجملہ اور کتابوں کے ایک کتاب تو یہی ہے اس کے علاوہ کتاب المبسوط فقہ میں۔ کتاب الاجماع کتاب التفسیر اور کتاب السنن وغیرہ بھی ان کی نادر کتابوں میں سے ہیں۔ ان کی سب تصنیفات پایۂ اجتہاد و تحقیق ہیں۔ علم فقہ اور معرفت اختلافات علماء اور ان کے ماخذ و دلیل کے شناخت کرنے میں بہت ماہر تھے۔ اگرچہ شیخ ابواسحاق رحمۃ نے اپنے طبقات میں ان کو زمرۂ فقہائے شافعیہ میں لکھا ہے جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام شافعی رح اور ان کے اجتہاد میں کثرت سے توارد تھا۔ نیز ان کا قیاس اکثر امام شافعی کے قیاس کے مطابق ہوتا تھا۔ لیکن در حقیقت وہ کسی کے مقلد نہ تھے۔ شیخ ابواسحاق نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام علماء کو خواہ وہ ان کے مذہب کے موافق ہوں یا مخالف ابن المنذر کی تصنیفوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیونکہ وہ آئین استنباط اور طریق اجتہاد کو بتاتے اور سکھاتے ہیں۔ علم حدیث میں محمد بن میمون۔ ربیع بن سلیمان۔ محمد بن اسمٰعیل صائغ۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم ان کے علاوہ اور بزرگ افضل ترین محدثین کے شاگرد ہیں۔ اور محمد بن یحییٰ بن عمار دمیاطی اور ابوبکر ابن المقری اور دیگر محدثین خود ان کے اعلیٰ اور عمدہ شاگردوں میں سے ہیں ۳۱۸ھ میں وفات پائی۔

یہ کتاب بیہقی کی تصنیف ہے جو مختصر مزنی کی ترتیب کے مطابق مرتب کی گئی ہے اس کتاب کے دو سو دو جزو ہیں۔ اس کے آخر میں یہ باب ہے:۔ بَابُ عِدَّةِ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا[1] اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ هَاشِمٍ عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ مُجَاهِدٍ[2] قَالَ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ (وَعَنْ وَكِيْعٍ)

[1] اس باب میں ام ولد کی عدت کا بیان ہے جب اس کے سید کا انتقال ہو جائے تو اس کو کس قدر عدت کرنی چاہیے۔
[2] مجاہد سے منقول ہے کہ اس کی عدت تین مہینے ہیں۔

حدیث میں ممتاز تھے۔ چوتھے علی بن المدینی جو مخرج حدیث اور اس کے علل کے علم میں یگانہ اور بے نظیر تھے لیکن مذاکرہ کے وقت ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے ہمعصروں میں حافظ ترین بتائے جاتے تھے۔ ترتیب اور تہذیب کے اعتبار سے بھی یہ کتاب ان کے ہمعصروں سے امتیاز تام رکھتی ہے۔ ماہ محرم ۲۳۵ھ میں اس خاکدان عالم سے دار القرار کو رحلت فرمائی۔

کتاب الاشراف فی مسائل الخلاف لابن المنذر

یہ کتاب نہایت نفیس ہے اس میں علماء کا اختلاف مع دلائل ذکر کیا گیا ہے۔ اور احادیث کو بھی اس طرز سے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اجتہاد و استنباط آسان ہو جائے، اس کتاب کی ابتداء یوں کی ہے:۔

ذِکْرُ فَرْضِ الطَّھَارَۃِ اَوْجَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی الطَّھَارَۃَ لِلصَّلٰوۃِ فِیْ کِتَابِہٖ فَقَالَ جَلَّ ثَنَاءُہٗ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ وَقَالَ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَدَلَّتِ الْاَخْبَارُ الثَّابِتَۃُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی وُجُوْبِ فَرْضِ الطَّھَارَۃِ لِلصَّلٰوۃِ وَاتَّفَقَ عُلَمَاءُ الْاُمَّۃِ عَلٰی اَنَّ الصَّلٰوۃَ لَا تُجْزِیُٔ اِلَّا بِھَا اِذَا وَجَدَ السَّبِیْلَ اِلَیْھَا۔

طہارت یعنی وضو کی فرضیت کا ذکر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کے لئے طہارت کو واجب کیا (چنانچہ ایک جگہ اس طرح فرمایا) کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کے ادا کرنے کا ارادہ کرو تو اپنے تمام منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور پیروں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔ اور اپنے سر کا مسح کرو۔ (اور ایک مقام پر یہ ارشاد فرمایا) کہ اے ایمان والو جب تم کو نشہ ہو تو نماز کے نزدیک (بھی) نہ ہو۔ یہاں تک کہ تم جو کہتے ہو اسکو سمجھنے لگو۔ اور نہ اس وقت تک کہ جب جنابت کی حالت ہو یہاں تک کہ غسل کرلو۔ البتہ راہ چلنے کی حالت میں (سو وہ مجبوری ہے) علی ہذا احادیث مرفوعہ بھی اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز کیلئے وضو فرض ہے اور علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جبتک آدمی وضو کرسکتا ہے اور کوئی عذر اور مانع موجود نہ ہو تو بغیر وضو کے نماز جائز نہ ہوگی۔

حَدَّثَنَا الرَّبِیْعُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ کَثِیْرُ بْنُ زَیْدٍ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

ربیع بن سلیمان، عبداللہ بن وہب، سلیمان، کثیر بن زید، ولید بن رباح، حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالے بغیر وضو کے نماز قبول نہیں

کے فرمودہ سے تجاوز کرنا کارِ شیعی نہیں ہے۔ نصف ماہ شوال ۲۱۱ھ میں رحلت فرمائی عمر طویل پائی یعنی پچاسی ۸۵ سال زندہ رہے۔

مُصنّف ابی بکر بن ابی شیبہ

اس کے شروع میں کتاب الطہارۃ ہے۔ اور اس کے اول یہ ہے باب مَا یَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ (جب کوئی شخص پاخانہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو کونسی دعا پڑھے) اور اس باب میں یہ حدیث بیان کی ہے:۔

حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

ہشیم بن بشیر، عبدالعزیز بن ابی صہیب، انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں داخل ہوتے تو فرماتے تھے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے۔

ان کی کنیت ابوبکر ہے اور نام و نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی یعنی ابن عبس کے (عین مہملہ کے بعد بار موحدہ ساکنہ) موالی میں سے ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث کی کتابوں میں اس طرح کی تین صورتیں باہم ملتبس و مشتبہ ہیں۔ ان تینوں میں انتیازی علامت یہ ہے کہ اگر وہ ساکن بصرہ ہیں تو عیشی یار تحتانی اور شین معجمہ سے۔ اور کوفہ کے رہنے والے ہیں تو عبسی بار موحدہ اور سین مہملہ سے، اور اگر شام کے باشندے ہیں تو عنسی نون اور سین مہملہ سے پڑھنا چاہئے۔ ابوبکر کوفہ کے رہنے والے ہیں، اس مصنف کے علاوہ انکا ایک مسند اور بعض تصانیف اور بھی ہیں۔ انہوں نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ۔ ابوالاحوص۔ عبداللہ بن المبارک، سفیان بن عیینہ، جریر بن عبدالحمید اور ان کے ہم عصروں سے علم حدیث حاصل کیا ہے، ابوزرعہ۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دیگر بہت سے محدثین نے ابوبکر سے استفادہ کیا ہے، ابوبکر فن حدیث کے امام ہیں۔

فن حدیث کی چار ممتاز ہستیاں

ابوزرعہ رازی کہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں چار شخصوں پر نظر پڑتی تھی۔ اور علم حدیث کا منتہا انہی کو تصور کیا جاتا تھا۔ اول ابوبکر بن ابی شیبہ جو حدیث کے بیان کرنے میں یکتا تھے، دوسرے احمد بن حنبل جو فقہ اور حدیث کے سمجھنے میں یگانہ خیال کئے جاتے تھے۔ تیسرے ابن معین جو جمع و تکثیر

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے موطا اور دوسری حدیثوں کی سماعت حاصل کی، علاوہ ازیں لیث بن سعید، ابوعوانہ۔ فلیح بن سلیمان اور اس طبقہ کے دوسرے محدثین سے بھی استفادہ فرمایا ان سے امام احمد مسلم اور ابوداؤد وغیرہ بہت سے علماء روایت کرتے ہیں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ان کی بہت تعظیم اور بے حد تعریف و توصیف کیا کرتے تھے، قوی الحفظ تھے، اپنی یاد سے دس ہزار احادیث کے قریب لکھوایا کرتے تھے، ابوحاتم نے بھی ان کی توثیق و تعدیل کی ہے۔

مُصنّف عبدالرزاق

اس کی اکثر حدیثیں ثلاثی ہیں، عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے مصنف کو شمائل پر ختم کیا ہے اور شمائل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے ذکر پر تمام کیا۔ چنانچہ اس کے آخر میں یہ حدیث ہے۔

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ کَانَ شَعْرُ النَّبِیِّ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْہِ ۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک آپ کے کانوں کے نصف حصے تک پہنچتے تھے۔

ان کی کنیت ابوبکر ہے اور نام و نسب یہ ہے۔ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع اور ولاء کے اعتبار سے حمیری ہیں۔ صنعا کے رہنے والے ہیں جو یمن کا دارالسلطنت ہے۔ عبیداللہ بن عمر (بن حفص) عمری سے بہت کم اور ابن جریج۔ اوزاعی اور ثوری سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ بن معین ان کے شاگرد ہیں۔ آپ معمر کے ممتاز اور بڑے شاگردوں میں سے ہیں، سات سال تک ان کی صحبت میں رہے اور اسی وجہ سے معمر کی حدیثوں کو یاد رکھنے میں مشہور اور ممتاز ہیں۔ صحاح ستہ میں بھی ان کی روایات موجود ہیں۔

حافظ عبدالرزاق اور تشیع

کسی نے ان میں کوئی عیب بیان نہیں کیا، مگر فی الجملہ تشیع[1] تھا۔ البتہ زیادہ غلو نہ تھا۔ اور باوجود اس وصف تشیع کے یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو یہ جرأت نہیں ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امیرالمومنین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ترجیح دوں اور میرا دل یاری نہیں کرتا کہ انکے تفاضل کو ثابت کروں کیونکہ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بتواتر ثابت ہے اور یقین کی حد تک پہنچ گیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو ان دونوں حضرات پر فضیلت نہ دو۔ پس امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[1] متقدمین میں میلان الی التشیع کا مقصود یہ تھا کہ حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دی جائے یا اصحاب ثلٰثہ کی بہ نسبت حضرت علی سے زیادہ محبت ہو

بْنُ أَبِي لَيْلَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْتَمَّ لِلصَّلٰوةِ كَيْفَ يَجْمَعُ النَّاسَ لَهَا قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَبْعَثَ رِجَالًا يَقُومُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ يُؤَذِّنُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَنْ يَلِيهِ فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذٰلِكَ فَذَكَرُوا النَّاقُوسَ فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذٰلِكَ فَانْصَرَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ مُهْتَمًّا لِهَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُرِيَ الْأَذَانَ فِي مَنَامِهِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَى سَقْفِ الْمَسْجِدِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ يُنَادِي بِالْأَذَانِ فَزَعَمَ أَنَّهُ أَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى الْأَذَانَ كُلَّهُ فَلَمَّا فَرَغَ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ دَعَا فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ الْأَوَّلِ فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا قَدْ أَطَافَ بِي اللَّيْلَةَ مِثْلُ الَّذِي أَطَافَ بِهِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ سَبَقَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فَاسْتَحْيَيْتُ فَأُعْجِبَ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُونَ فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ وَأُمِرَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ۔

کیلئے متفکر ہوئے (یعنی آپ کو یہ فکر ہوا کہ) نماز کیلئے لوگوں کو کس طرح پر جمع کیا جائے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس امر کا قصد کیا تھا کہ چند لوگوں کو بھیجدوں اور انمیں سے ہر ایک شخص مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر کھڑا ہو جائے اور ہر آدمی اس شخص کو مطلع کر دیا کرے جو اسکے قریب ہے مگر آپ نے اسے پسند نہ کیا تو لوگوں نے ناقوس بجانے کی رائے پیش کی آپ نے اسے بھی ناپسند کیا عبداللہ بن زید واپس ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر کیوجہ سے خود بھی فکر مند تھے، اللہ تعالےٰ نے اذان کا طریقہ اور کیفیت ان کو خواب میں دکھلائی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کو مسجد کی چھت پر دیکھا وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اذان کہہ رہا تھا اور یہ بھی کہا کہ اس نے اذان کے کل کلموں کو دو دو مرتبہ کہا اور جب فارغ ہو گیا تو وہ بیٹھ گیا اور دعا مانگی۔ پھر اول کی طرح انہیں کلمات کو کہا اور جب حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہا تو اسکے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا۔ یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا کہ انہوں نے آپ نے فرمایا کہ تم کو کیا چیز مانع ہوئی جو تم نے ہمیں خبر نہ کی تو عرض کیا کہ عبداللہ بن زید جب مجھ سے سابق ہوئے تو مجھ کو شرم دامن گیر ہوئی۔ تمام مسلمان اس سے خوش ہوئے اسکے بعد سے یہ طریقہ جاری ہو گیا اور بلال اذان دینے کے لئے مامور ہوئے۔

ان کی کنیت ابوعثمان ہے، اور نام سعید بن منصور بن شعبہ مروزی ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ یہ در اصل طالقانی ہیں مگر بلخ میں رہنے لگے تھے، اور آخر عمر میں مکہ معظمہ کو اپنا مسکن بنا لیا تھا۔ اور اسی جگہ ماہ رمضان المبارک ۲۲۹ھ میں انتقال ہوا، تقریباً اسی نوے سال کے درمیان عمر پائی۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُثْمَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ أَخْبَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحْيَى أَرْضًا مَيْتَةً فَلَهُ مِنْهَا أَجْرٌ وَمَا أَكَلَتِ الْعَافِيَةُ مِنْهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ۔

عمرو بن محمد العثمانی، عبداللہ بن نافع الانصاری، جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو خراب زمین کو آباد کریگا تو اس کے لئے اس میں سے اجر ہے اور اس میں سے جو کچھ جانوروں نے کھایا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

ان کی کنیت ابو مسلم ہے اور نام ابراہیم ہے، عبداللہ کے بیٹے ہیں اور بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ ان کی یہی کتاب مشہور ہے۔ مسلم کشی نے جب اس سنن کے جمع کرنے، استاد کو سنانے اور محدثین کو دکھلانے سے فراغت پائی تو اس نعمت کے شکرانہ میں ہزار درہم مفلسوں کو صدقہ کئے۔ اور جو علم حدیث کا مشغلہ رکھنے والے تھے ان میں سے ایک کثیر التعداد جماعت اور دیگر امراء ملک کی دعوت کر کے پر تکلف کھانے پکوا کر کھلائے غرض ہزار دینار اس دعوت میں صرف کئے، جس روز مسلم کشی بغداد میں آئے تو بہت سے آدمی ان سے سند حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے، رحبہ غسان جو بغداد کے فراخ ترین مکانوں میں سے تھا مکان جلوس قرار پایا۔ چونکہ چاروں طرف کثرت سے آدمیوں کا ہجوم تھا۔ اسلئے سات آدمی ان کی آواز کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے متعین ہوئے تاکہ دور دراز کے آدمیوں کو بھی نفع حاصل ہو۔ فارغ ہونیکے بعد جب اس مجلس کے آدمیوں کو شمار کیا گیا تو دیگر سامعین و ناظرین کے علاوہ تقریباً ایک ہزار چالیس آدمی صاحب دوات و قلم وہاں موجود تھے۔ جو انکے فرمودہ کو لکھ رہے تھے خطیب بغدادی نے بھی اس واقعہ کو تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے ؎ ۲۶۲ھ میں انکا انتقال ہوا۔

سنن سعید بن منصور

اس کتاب میں بھی ثلاثیات بہت ہیں۔ چنانچہ ابتدائے سنن کے باب الاذان میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

اذان کی ابتداء

حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

ہشیم بن بشیر، حصین بن عبدالرحمٰن، حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز

؎ بعض نے انکی وفات کا سال ۲۹۲ھ لکھا ہے۔

طلب میں آیا تھا ان کے پاس لائے اور یہ کہا کہ یہ شخص غریب دور دراز سے سفر کر کے آیا ہے آپ اس کو کچھ حدیثیں لکھوا دیجئے تو آپ نے لطائف الحیل سے ٹالنے کے لئے جواب دیا کہ مجھے فرصت نہیں۔ جب ابوالحسن بیضاوی نے بہت اصرار کیا تو اسے بیس سندیں ایسی لکھوائیں جنکا متن یہ تھا کہ نِعْمَ الشَّیْءُ الْهَدِیَّةُ اَمَامَ الْحَاجَةِ[1] دوسرے دن وہ مرد غریب کوئی مناسب ہدیہ لیکر حاضر ہوا تو اسے سترہ[17] سندیں لکھوائیں اور ان سب کا متن یہ تھا۔ اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْهُ[2] منجملہ اور لطائف کے ان کا ایک یہ لطیفہ بھی مشہور ہے کہ ایک روز نوافل ادا کر رہے تھے اور ایک دوسرا شخص ان کے متصل بیٹھا ہوا کسی حدیث کا کوئی نسخہ پڑھ رہا تھا۔ اس نسخہ کے راویوں کے ناموں میں ایک نام نُسَیر آیا۔ جو نون اور سین مہملہ اور یار تصغیر سے ہے، اس پڑھنے والے نے بشیر بار موحدہ اور شین معجمہ سے پڑھا۔ تو دار قطنی نے اسے اس غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے نماز میں ہی سبحان اللہ کہا، پڑھنے والے نے دوسری مرتبہ یسیر بضم یار تحتانی پڑھا۔ جب دار قطنی نے خیال کیا کہ صحیح لفظ پر متنبہ نہیں ہوا۔ پھر دار قطنی نے سبحان اللہ کہا۔ مگر وہ نہ سمجھا تو آپ نے یہ آیۃ پڑھی نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ تاکہ وہ سمجھ جائے کہ اس راوی کا نام نون کے ساتھ ہے۔

ف۔ نماز میں اس طرح پر تلقین کرنا شوافع کے ہاں جائز ہے مگر ابوحنیفہ کے نزدیک درست نہیں۔ مترجم

اسی طرح ایک دن پھر نفل ادا کر رہے تھے، ایک پڑھنے والے نے حدیث عمرو بن شعیب کو عمرو بن سعید پڑھا تو دار قطنی نے سبحان اللہ کہا۔ پڑھنے والے نے پھر سند کا اعادہ کیا اور اس نام پر رک گیا تو دار قطنی نے یہ آیت تلاوت کی یَا شُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ وہ سمجھ گئے اور بجائے سعید کے شعیب پڑھنے لگے۔ دار قطنی کی وفات آٹھویں ذی قعدہ ۳۸۵ھ میں جمعرات کے روز ہوئی، حافظ ابونصر بن ماکولا کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ گویا دار قطنی کا حال فرشتوں سے دریافت کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ آخرت میں دار قطنی کے ساتھ کیا معاملہ گزرا تو فرشتوں نے یہ جواب دیا کہ جنت میں انکا لقب امام ہے۔

سنن ابی مسلم الکجّی

اس کتاب میں ثلاثیات بہت ہیں، ان کو کشی بفتح کاف عجمی اور کجّی بھی کہتے ہیں۔ انکی ثلاثیات کی پہلی حدیث باب فضل الصدقہ میں یہ ہے:۔

---

[1] اپنی حاجت ظاہر کرنے سے قبل کچھ ہدیہ پیش کرنا بہت اچھا طریقہ ہے۔

[2] جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کا احترام کیا کرو۔

بعض روایت میں تو اس طرح پر ہے۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور بعض میں عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ اور دونوں میں یہی لفظ ہیں اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ حاصل یہ ہے کہ یہ سب امور انکی قوت حافظہ اور استیفا پر دلالت کرتے ہیں۔

دار قطنی کا نام ونسب یہ ہے۔ علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ۔ اور کنیت ابوالحسن ہے، شافعی المذہب تھے اور بغداد میں جو دار قطن ہے وہاں رہتے تھے۔ یہ قاف کے ضمہ سے ہے اور بغداد کے ایک بڑے محلہ کا نام ہے۔ آپ ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو القاسم بغوی۔ ابوبکر بن ابی داؤد ابن صاعد، حسین بن محاملی اور نیز دوسرے بہت سے عالموں سے حدیث کی سماعت کی۔ اور علاوہ بغداد کے کوفہ۔ بصرہ۔ شام۔ واسط۔ مصر اور دوسرے اسلامی شہروں کی سیر و سیاحت کی۔ حاکم عبدالغنی منذری صاحب ترغیب و ترہیب۔ تمام رازی صاحب فوائد مشہورہ اور ابونعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الاولیا۔ یہ سب محدثین ان کے شاگرد ہیں علم نحو و فن تجوید میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے فن معرفت علل حدیث و اسماء الرجال میں بے نظیر اور اپنے وقت کے یگانہ تھے۔ چنانچہ خطیب اور حاکم اور اس فن کے دوسرے اماموں نے ان کی فضیلت کی شہادت دی ہے، نیز مذاہب فقہا سے بھی باخبر تھے۔ علم ادب و شعر سے بھی خوب باخبر تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے شاعروں کے دیوان ازبر یاد تھے۔ جوانی کے زمانہ میں اسماعیل صفار کی مجلس میں نشست رہا کرتی تھی۔ ایک دن صفار مذکور ان کو حدیثیں لکھوا رہے تھے جب ایک جزو کے قریب لکھوا چکے تو صفار نے یہ کہا کہ تمہارا سماع صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ تم لکھنے میں ایسے مشغول رہتے ہو کہ حدیث کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ دار قطنی نے انکے جواب میں عرض کیا کہ جناب کو یاد ہے کہ اس وقت تک مجھ کو کتنی حدیثیں لکھوائی ہیں۔ صفار نے کہا مجھے تو یاد نہیں دار قطنی نے عرض کیا کہ اس وقت تک اٹھارہ حدیثیں لکھوائی ہیں۔ اول حدیث فلاں از فلاں تا آخر سند علیٰ ھذا ثانی حدیث از فلاں از فلاں الخ اسی طرح سب حدیثوں کی سندوں کے راویوں کے نام اول سے آخر تک مع متن حدیث انہیں حفظ پڑھ کر سنائے۔ تمام اہل مجلس کو ان کی قوت حافظہ پر تعجب ہوا۔

علامہ دار قطنی سے متعلق لطائف و ظرائف

ایک روز دار قطنی سے یہ دریافت کیا گیا کہ تم نے اپنا جیسا بھی کوئی دوسرا شخص دیکھا ہے۔ تو خاموش ہو رہے۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ صرف یہ آیت پڑھی۔ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ۔ دار قطنی کے لطائف و ظرائف میں سے یہ واقعہ ہے کہ ایک دن ابوالحسن بیضاوی کسی ایسے شخص کو جو دور دراز سے حدیث کی

سر جھکا لیا۔ اور اشک جاری کرتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگے اور بے ساختہ آپ کی زبان سے یہ (حسرت آمیز) شعر نکل گیا۔ حالانکہ بجز ان اشعار کے جو حدیث میں روایت کئے گئے ہیں آپ کبھی کوئی شعر نہیں پڑھتے تھے:۔

اِنْ تَبْقَ تُفْجَعُ بِالْاَحِبَّۃِ کُلِّھَا ۔۔۔ وَفَنَاءُ نَفْسِكَ لَا اَبَالَكَ اَفْجَعُ

اگر تو زندہ رہیگا تو تمام دوستوں کی مفارقت کا درد تجھ ہی کو اٹھانا پڑیگا۔ مگر تیری موت کا سانحہ ان سب سے دردناک ہے

دارمی کی ولادت ۱۸۱ھ میں اور وفات پنجشنبہ کو عرفہ کے روز ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ جمعہ کے روز جو یوم النحر واقع ہوا تھا دفن کئے گئے اور یہی سال عبداللہ بن المبارک کی وفات کا ہے۔ موجودہ نسخہ مسند دارمی میں تین ہزار پانچ سو ستاون ۳۵۵۷ حدیثیں مندرج ہیں۔ یہ حدیثیں ایک ہزار چار سو آٹھ ۱۴۰۸ باب میں متفرق طور پر جمع کی گئی ہیں۔

سنن دارقطنی

ان کی مسند کو بلند کرنے والی سند خماسی ہے۔ اس کتاب کے چند نسخے ہیں۔ بروایت ابن بشران از دارقطنی اور بروایت ابوطاہر کاتب از دارقطنی اور بروایت توقانی اور ان تینوں نسخوں میں بھی اختلاف اور تفاوت موجود ہے لیکن یہ اختلاف صرف بعض راویوں کے نسب اور نسبت کی کمی اور زیادتی میں ہے، اور بعض جگہ بعض الفاظ بھی مختلف ہیں۔ اصل حدیث میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ ہر نسخہ میں حدیثیں بالاستیعاب مذکور ہیں۔ البتہ کتاب السبق بین الخیل ابن عبدالرحیم کے روایت کردہ نسخہ میں موجود نہیں ہے۔ اور اس کے اول سنن میں حدیث قلتین موجود ہے۔ اس حدیث کی سندوں کے طریقوں کو کثرت اور بعید مبالغہ سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس حدیث کی چوّن ۵۴ سندات ذکر کی ہیں۔ ازاں جملہ نو سندوں میں ان الفاظ سے منقول ہے۔ اِذَا کَانَ الْمَاءُ اَرْبَعِیْنَ قُلَّۃً۔ اور ان میں سے اول جابر بن عبداللہ سے مروی ہے اور ان سندات کی تضعیف بھی کی ہے۔ باقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں۔ اور ان میں بھی بعض روایت میں تو لَمْ یَنْجُسْ واقع ہے اور بعض میں لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ آیا ہے۔ رہے دوسرے ۴۵ طریق جن میں ایک ابوہریرہ بھی ہیں۔ وہ اس حدیث کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ مَا بَلَغَ مِنَ الْمَاءِ قُلَّتَیْنِ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ اور دوسرا ابن عباس سے مروی ہے۔ یہ اس حدیث کو ان الفاظ سے ذکر کرتے ہیں۔ اِذَا کَانَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ فَمَا عِدَا لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ اور باقی ابن عمر سے مروی ہیں جن میں

۵۱ یعنی جب پانی بقدر دو قلوں یا اس سے زیادہ کو پہنچ جائے تو اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

تصانیف بہت ہیں منجملہ انکے کتاب معرفۃ الصحابہ دو جلدوں میں کتاب دلائل النبوۃ۔ کتاب المستخرج علے البخاری، کتاب المستخرج علی مسلم۔ کتاب تاریخ اصفہان۔ کتاب صفۃ الجنۃ۔ کتاب الطب۔ کتاب فضائل الصحابہ اور کتاب المعتقد ہیں۔ ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بہت سے رسالے ان کی تصنیفات میں سے ہیں۔ بیس محرم ۴۳۰ھ میں اس دار فانی سے دار آخرت کی طرف رحلت فرمائی۔ کل چورانوے سال کی عمر ہوئی۔ اسی سال عبدالملک بن بشر بغدادی نے جو عراق کے مسند محدث تھے انتقال فرمایا اور مشہور مفسر ابو عبدالرحمٰن اسماعیل بن احمد الحیری نے بھی اسی سال وفات پائی۔ ابوبکر خطیب نے بھی ان سے علم حاصل کیا تھا چنانچہ صحیح بخاری کو بتمامہ تین مجلسوں میں انکے سامنے پڑھا۔ ابو عمران فارسی محدث دیار مغرب بھی اسی سال واصل بحق ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مسند دارمی

یہ اصطلاح کے خلاف مسند کے ساتھ مشہور ہوگئی۔ اس مسند کی ثلاثیات میں سب سے پہلے باب البول فی المسجد میں یہ حدیث ہے:۔

اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ بَالَ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ قَالَ فَصَاحَ بِہٖ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَفَّھُمْ عَنْہُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّہٗ عَلٰی بَوْلِہٖ۔

جعفر بن عون یحیٰی بن سعید حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک شخص دیہات کا رہنے والا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر ہوا اور جب وہ کھڑا ہوا تو مسجد کی ایک جانب میں پیشاب کرنے لگا انس فرماتے ہیں کہ اسکی یہ حرکت ناگوار خلاف آداب مسجد دیکھکر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شور و شغب مچانا شروع کیا اور اسپر ڈپٹنے لگے حضور سرور کائنات نے صحابہ کو برا بھلا کہنے سے روکدیا اور پانی کا ڈول اسپر ڈلوا کر مسجد کو پاک کرا دیا۔

ان بزرگ کا نام و نسب عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد تمیمی دارمی سمرقندی ہے ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ کثرت سے سفر کیا کرتے تھے۔ اکثر بلاد اسلام کا سفر کیا اور دور دراز شہروں میں گشت کر کے علم حدیث کو جمع کیا۔ مسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ عبداللہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے اور محمد بن یحییٰ ذہلی ان سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ پسر امام احمد بن حنبل اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ خراسان میں علم حدیث کے حافظ چار شخص تھے۔ ابوزرعہ رازی۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی سمرقندی اور حسن بن شجاع بلخی۔ جس وقت دارمی کی وفات کی خبر محمد بن اسمٰعیل بخاری کو پہنچی تو (انتہائی صدمہ سے)

الْقُرَشِيُّ كَانَ مِنْ اَوَّلِ مَنْ قَالَ بِالْقَدَرِ مَعْبَدُ الْجُهَنِيُّ بِالْبَصْرَةِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجًّا اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ الْمَذْكُوْرِ فِيْ اَوَائِلِ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ

کے پاس گئے۔ اس کے بعد وہ حدیث پوری نقل کی جو صحیح مسلم کے شروع میں ہے۔

انکا نام ونسب یہ ہے:۔ احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحٰق بن موسیٰ بن (وائل بن) مہران اصبہانی صوفی۔

یہ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں مشائخ عمدہ نے بطریق تبرک ان کو حدیث کی اجازت دے دی جن مشائخ نے ان کو اجازت دی تھی ان میں سے ابو العباس اصم۔ خیثمہ بن سلیمان طرابلسی۔ جعفر خلدی اور شیخ عبداللہ بن عمر بن شوذب بھی ہیں۔ اور یہ ابو نعیم اس خصوصیت کیساتھ متفرد ہیں۔ اس کے بعد جب وہ جوان ہو گئے تو بڑے بڑے مشائخ سے سماع کیا۔ اور جو تخم ان کی زمین استعداد میں لڑکپن سے ڈالا گیا تھا وہ جم کر بار آور ہوا نیز طبرانی۔ ابو الشیخ۔ جعابی۔ ابو علی بن صواف۔ ابو بکر آجری۔ ابن خلاد نصیبی اور فاروق بن عبدالکریم خطابی سے استفادہ تامہ کیا۔ اسکے بعد شیخوخت اور افادہ کے مرتبہ کو پہنچے تو فن حدیث کے حفاظ عجز ونیاز کے ساتھ در دولت پر حاضر ہو کر فائدہ حاصل کر کے مرتبہ علیا پر پہنچ گئے۔ انکے اسانید بلند ہونے اور وفور حفظ اور فضیلت علم کی وجہ سے ان لوگوں کی رغبت ایک عرصہ تک انکی جناب میں رہی خطیب بغدادی ان کے خاص الخاص شاگردوں میں سے ہیں۔ ابو سعید مالینی۔ ابو صالح مؤذن۔ ابو علی حسن بن احمد حداد۔ ابو سعید محمد بن محمد بن المطرز۔ ابو منصور محمد بن عبداللہ شروطی اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے محدثین کو ان کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ ان کی نادر و عجیب کتابوں میں سے کتاب حلیۃ الاولیاء ایسی نادر کتاب ہے جس کی نظیر اسلام میں نصیب نہیں ہوئی۔ اگرچہ صبح سے ظہر تک ان کے یہاں حدیث کا درس ہوتا تھا لیکن جب مجلس افادہ سے اٹھ کر مکان میں تشریف لیجاتے تھے تو راہ میں بھی بقدر ایک جزو کے آدمی ان سے پڑھ لیا کرتے تھے۔ با ایں ہمہ ہرگز ملول اور تنگ دل نہ ہوتے تھے۔ علم حدیث میں مشغولی کی نوبت اس درجہ پر پہنچ گئی تھی کہ گویا کتابوں کا تصنیف کرنا اور حدیث کا پڑھانا ان کی غذا میں داخل ہو گیا تھا۔

کتاب حلیۃ الاولیاء نے ان کی زندگی میں ہی اس قدر شہرت اور رواج حاصل کیا تھا کہ نیشا پور میں اسکا ایک نسخہ چار سو دینار میں خریدا گیا تھا۔ اول وہ شخص جو انکے اجداد میں سے شرف اسلام سے مشرف ہوئے مہران تھے۔ اور وہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے غلام تھے۔ اصفہان و اصبہان کو جو سپاہان کا معرب ہے عجم کے بعض بادشاہوں نے اپنے لشکر کے لئے تیار کر کے شہر اسپاہان کے نام سے موسوم کیا تھا اور بالفعل وہ عراق کا دار السلطنت اور اسکے مشہور شہروں میں ہے۔ ابو نعیم کی

منتصف ہیں ان سے روایت کرتے ہیں چونکہ وہ عہدہ قضا پر مامور تھے، اس وجہ سے انکا لقب حاکم پڑ گیا تھا۔
ان کی وفات عجیب طور پر واقع ہوئی۔ ایک روز حمام میں غسل کی غرض سے تشریف لے گئے۔ فراغت کے
بعد وہاں سے نکلے تو ایک آہ کھینچی اور جان بحق ہو گئے۔ تہ بند بندھا ہوا تھا کپڑے بھی پہنے ہوئے تھے
یہ واقعہ ماہ صفر ۴۰۵ھ میں ہوا۔ انتقال کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا تو یہ فرما رہے تھے کہ میں
نے نجات پائی۔ دیکھنے والے نے دریافت کیا کہ کس سبب سے تو جواب دیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تحریر سے۔ ذہبی نے تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ابو سعید مالینی نے ان کی کتاب کے بارے میں
حد سے زیادہ تجاوز کر کے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے مستدرک اول سے آخر تک دیکھا ہے مگر ایک حدیث
بھی بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق نہ پائی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ بہت سی حدیثیں ان دونوں بزرگوں
یا دونوں میں سے ایک کی شرط کے مطابق پائی جاتی ہیں۔ بلکہ غالب گمان یہ ہے کہ بقدر نصف
کتاب کے اس قسم سے ہو۔ اور چوتھائی کے بقدر ایسی ہو کہ بظاہر اسکا اسناد درست ہے۔ لیکن ان
دونوں کی شرط کے مطابق نہیں ہے۔ اور باقی ربع کے بقدر واہیات اور منکرات بلکہ محض موضوعات سے
پُر ہے۔ چنانچہ میں نے تلخیص ذہبی میں جو اس کتاب کے اختصار میں ہے لوگوں کو اس پر مطلع کر دیا ہے۔
اسی وجہ سے علماء حدیث نے بیان کر دیا ہے کہ حاکم کی مستدرک پر تلخیص ذہبی کے دیکھے بغیر
اعتماد نہ کرنا چاہیے۔

مستخرج
علی صحیح مسلم لابی نعیم الاصبہانی

اس کے شروع میں کتاب الایمان ہے اور اول میں یہ حدیث جبرئیل ہے:۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْسُفَ خَلَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا
الْحَارِثُ بْنُ اَبِیْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ یَزِیْدَ الْمُقْرِیُّ وَحَدَّثَنَا
اَبُوْ عَلِیِّ بْنُ الصَّوَّافِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ
مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِیُّ
قَالَ حَدَّثَنَا کَہْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
بْنِ بُرَیْدَۃَ الْاَسْلَمِیِّ عَنْ یَحْیٰی بْنِ یَعْمُرَ

احمد بن یوسف خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابو عبدالرحمن
بن یزید المقری ح ابو علی بن الصواف، بشر بن موسیٰ،
کہمس بن الحسن، عبداللہ بن بریدہ اسلمی بیان کرتے
ہیں کہ یحییٰ بن یعمر القرشی نے یہ بیان کیا ہے کہ
سب سے پہلے مقام بصرہ میں معبد جہنی نے قدر
کے بارے میں اعتراضات کیے۔ اسے سنکر
میں اور حمید بن عبدالرحمن حمیری حجاج

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ جَرِيْرٍ فَهٰذِهِ الْاَسَانِيْدُ لِابْنِ عُيَيْنَةَ صَحِيْحَةٌ وَمِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرِيْبَةٌ۔	(۱) عمرو بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمر سے۔ (۲) سفیان بن عیینہ زہری سے اور وہ حضرت انس بن مالک سے (۳) سفیان بن عیینہ عبیداللہ بن ابی یزید سے اور وہ حضرت ابن عباس سے (۴) سفیان بن عیینہ عبداللہ بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمر سے (۵) سفیان بن عیینہ زیاد بن علاقہ سے اور وہ حضرت جریر بجلی سے سفیان بن عیینہ کی یہ سب سندیں صحیح ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں۔

ان کی تصانیف میں سے تاریخ نیشاپور کتاب مزکی الاخبار اور کتاب المدخل الی علم الصحیح ہیں۔ ایک کتاب الاکلیل ہے، یہ کتاب بھی بہت مفید ہے اور مفسر کو اس کی سخت ضرورت ہے انکی ایک کتاب امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں بھی ہے۔ تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ انکی تصانیف ایک ہزار پانچ سو جزو کے قریب پہنچتی ہیں۔ وہ اگرچہ دوسرے علوم میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے مگر علم حدیث میں زیادہ مشغلہ رکھنے کی وجہ سے اسی فن میں زیادہ مشہور ہوئے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن محمد ابن حمدویہ بن نعیم الضبیؔ اور ان کو طہمانی بھی کہتے تھے۔ یہ نسبت جدی ہے یعنی اجداد میں سے کسی کا نام طہمان تھا اس کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ یہ نیشاپور کے رہنے والے ہیں اپنے زمانہ میں ابن البیّع کے ساتھ مشہور رہتے تھے۔

لفظ بیّع بار کے زبر اور یار مشدّدہ کے زیر سے ہے۔ ہندی لغت میں بیع بیوپاری کو کہتے ہیں۔

ان کی پیدائش ۳۲۱ھ ماہ ربیع الثانی میں ہوئی۔

ان کے باپ اور ماموں کی تاکید بھی اس فن کی تحصیل کے لئے زیادہ تھی اور وہ اہتمام کیساتھ اس فن کی طرف انھیں ترغیب دیتے تھے۔

چنانچہ انہوں نے خراسان اور ماوراء النہر اور دیگر بلاد اسلام میں گشت کر کے دو ہزار شیوخ سے حدیث کو حاصل کیا۔ ان کے والد امام مسلم کے دیکھنے والوں میں تھے۔ اور وہ خود اپنے باپ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم۔ ابوعبداللہ بن یعقوب بن الاخرم ابوالعباس بن محبوب۔ ابوعمر عثمان بن سماک اور ابوعلی حافظ نیشاپوری جو اپنے زمانہ کے حافظ حدیث تھے۔ اور ان کے ماسوا اس فن کے بڑے بڑے عالموں سے اس فن کو حاصل کیا۔ دار قطنی و ابوذر ہروی (جو بخاری کے راویوں میں ہیں) ابویعلی خلیلی۔ ابوالقاسم قشیری۔ اور بیہقی اور اس صفت کے ساتھ جو دوسرے استاد

اس کے بعد کتاب الایمان سے آخری ابواب تک حدیث کو اپنی سند سے بیان کیا ہے لیکن خطیب بغدادی نے انکے حال میں لکھا ہے کَانَ الْحَاکِمُ ثِقَةً وَکَانَ یَمِیْلُ اِلَی التَّشَیُّعِ یعنی حاکم ثقہ تھے اور تشیع کی جانب میلان رکھتے تھے۔ اور بعض علماء نے انکے تشیع کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دیتے تھے۔ اور اسلاف میں سے بھی ایک جماعت کا یہ مذہب تھا۔

مستدرک میں احادیث موضوعہ کا اندراج

مستدرک کی بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جسے انہوں نے ایسا صحیح بتایا ہے جیسا صحیحین کی حدیثیں مگر بڑے بڑے عالموں نے انکا تخطیہ کر کے اسکا انکار کیا ہے۔ چنانچہ منجملہ ان کے حدیث[1] الطیر ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں مشہور و معروف ہے۔ اور اسی واسطے ذہبی نے فرمایا ہے کہ جب تک میری تعقیبات و تلخیصات کو نہ دیکھے اس وقت تک کسی کو جائز نہیں کہ حاکم کی تصحیح پر مغرور ہو جائے اور یہ بھی فرمایا کہ مستدرک میں بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جو شرط صحت پر نہیں ہیں۔ بلکہ بعض احادیث موضوعہ بھی درج ہیں جن کی وجہ سے تمام مستدرک معیوب ہوگئی۔ البتہ حدیث الطیر کے بہت طرق ہیں جنہیں ذہبی نے ایک جدا رسالہ میں جمع کیا ہے ان تمام طرق سے اس قدر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ فی الجملہ حدیث کی کچھ اصلیت ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کے زمانے میں چار شخص مملکت اسلام میں چوٹی کے محدثین شمار ہوتے تھے۔ دار قطنی بغداد میں۔ حاکم نیشاپور میں۔ ابو عبد اللہ بن مندہ اصفہان میں اور عبد الغنی مصر میں محققین اہل حدیث نے ان چاروں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ دار قطنی معرفت علل حدیث میں ممتاز اور مستثنیٰ تھے۔ حاکم کو فن تصنیف اور ترتیب میں دخل تام حاصل تھا۔ ابن مندہ کثرت حدیث اور معرفۃ واسعہ میں فضیلت رکھتے تھے۔ اور عبد الغنی کو اسباب کی معرفۃ میں تبحر حاصل تھا۔ حاکم کی تصانیف اسقدر زیادہ ہیں کہ تقریباً ہزار جزو تک پہنچتی ہیں۔ ان سب میں عمدہ معرفت علوم الحدیث ہے۔ یہ کتاب نافع اور مفید ہے اور اس کتاب کی نوع عالی ہیں جو سب سے اول نوع ہے یہ بیان کیا ہے

وَاَقْرَبُ مَا یَصِحُّ لِاَقْرَانِنَا مِنَ الْاَسَانِیْدِ بِعَدَدِ الرِّجَالِ مَاحَدَّثُوْنَا عَنْ اَحْمَدَ بْنِ شَیْبَانَ الرَّمْلِیْ وَغَیْرِہٖ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ

ہمارے ہم عصروں کی جو سندیں رجال کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب ہیں وہ یہ ہیں۔ احمد بن شیبان رملی وغیرہ سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ

---

[1] المستدرک ج ۳ ص ۱۲۰ - ۱۲۲

صحیح (مستدرک) حاکم

اسے مستدرک حاکم بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب مشہور و معروف ہے اس کتاب کے خطبہ میں اسکی تالیف کا سبب اس طرح بیان کیا ہے۔

وَقَدْ نَبَغَ فِی عَصْرِنَا هٰذَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُبْتَدِعَةِ يَشْمِتُوْنَ بِرُوَاةِ الْاٰثَارِ بِاَنَّ جَمِيْعَ مَا يَصِحُّ عِنْدَكُمْ مِنَ الْحَدِيْثِ لَا يَبْلُغُ عَشْرَةَ اٰلَافِ حَدِيْثٍ وَهٰذِهِ الْاَسَانِيْدُ الْمَجْمُوْعَةُ الْمُشْتَمِلَةُ عَلَى الْفِ جُزْءٍ اَوْ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ مِنْهُ كُلُّهَا سَقِيْمَةٌ غَيْرُ صَحِيْحَةٍ (وَقَدْ) سَأَلَنِیْ جَمَاعَةٌ مِّنْ اَعْيَانِ اَهْلِ الْعِلْمِ بِهٰذِهِ الْمَدِيْنَةِ وَغَيْرِهَا اَنْ اَجْمَعَ كِتَابًا يَشْتَمِلُ عَلَى الْاَحَادِيْثِ الْمَرْوِيَّةِ بِاَسَانِيْدَ يَحْتَجُّ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ وَمُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بِمِثْلِهَا۔ اِذْ لَا سَبِيْلَ اِلٰى اِخْرَاجِ مَا لَا عِلَّةَ لَهٗ فَاِنَّهُمَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ لَمْ يَدَّعِيَا ذٰلِكَ لِاَنْفُسِهِمَا (وَقَدْ خَرَّجَ) جَمَاعَةٌ مِّنْ عُلَمَاءِ عَصْرِهِمَا وَمِنْ بَعْدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَحَادِيْثَ قَدْ اَخْرَجَاهَا وَهِیَ مَعْلُوْلَةٌ وَقَدْ جَهَدْتُّ فِی الذَّبِّ عَنْهُمَا فِی الْمَدْخَلِ اِلَى الصَّحِيْحِ بِمَا رَضِيَهٗ اَهْلُ الصَّنْعَةِ وَاَنَا اَسْتَعِيْنُ اللّٰهَ تَعَالٰى اِخْرَاجَ اَحَادِيْثَ رُوَاتُهَا ثِقَاتٌ قَدِ احْتَجَّ بِمِثْلِهَا الشَّيْخَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَوْ اَحَدُهُمَا وَهٰذَا شَرْطُ الصَّحِيْحِ عِنْدَ كَافَّةِ فُقَهَاءِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ اَنَّ الزِّيَادَةَ فِی الْاَسَانِيْدِ وَالْمُتُوْنِ مِنَ الثِّقَاتِ مَقْبُوْلَةٌ وَاللّٰهُ الْمُعِيْنُ عَلٰى مَا قَصَدْتُّهٗ وَهُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

ہمارے اس زمانے میں مبتدعین کی ایک جماعت پیدا ہوئی ہے جو حدیث کے راویوں پر یہ کہہ کر سب وشتم کرتی ہے کہ کل وہ حدیثیں جو تمہارے نزدیک صحت کو پہنچ چکی ہیں وہ دس ہزار سے زیادہ نہیں ہیں اور یہ اسانید جو جمع کی گئی ہیں اور ہزاروں جزو یا کم وبیش پر مشتمل ہیں وہ سب سقیم اور غیر صحیح ہیں اور مجھ سے اس شہر کے عالموں کی ایک ممتاز جماعت نے یہ خواہش کی کہ میں ایک ایسی جامع کتاب لکھوں کہ جس میں وہ حدیثیں جمع کیجائیں جن کی سندوں سے امام بخاری اور امام مسلم نے استدلال کیا ہو۔ اس وجہ سے کہ جو سند علت قادحہ سے خالی ہو اسکے نکال ڈالنے کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ ان دونوں بزرگوں نے اپنے متعلق یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ ادھر ان دونوں کے معاصرین اور انکے بعد آنیوالے علماء کی ایک جماعت نے چند ایسی احادیث کی تخریج کی تھی جن کا اخراج ان دونوں نے کیا تھا اس وجہ سے وہ حدیثیں معلول تھیں۔ تو میں نے ایسی احادیث کی جانب سے مدافعت کرنے میں اپنی اس کتاب کے اندر جسکا نام المدخل الی الصحیح بما رضیہ اھل الصنعۃ ہے۔ پوری کوشش کی اور میں اللہ سے ایسی احادیث کے اخراج پر جن کے راوۃ ایسے ثقہ ہوں جن سے شیخین بھی استدلال کر سکتے ہوں امداد کا طالب ہوں اور تمام فقہائے اسلام کے نزدیک اسانید و متون میں ثقات کی زیادتی مقبول ہے اور اللہ ہی اس چیز پر مددگار ہے جس کا میں نے قصد کیا ہے۔ اور وہ کافی ہے اور اچھا وکیل ہے۔

نبوت ایک کسبی چیز ہے اسکو علم و عمل کی ریاضت سے حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ نبوت کیلئے ایسا نفس ناطقہ چاہئے جو علم و عمل میں بیّن زیادتی رکھتا ہو۔ اس کے بعد وہبی طریق سے اس کو نبوت عطا ہوتی ہے۔ چنانچہ کلام مجید کی اس آیت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اَللّٰہُ یَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رسالت اور پیغمبری جس کو دینا ہے اس کو خوب جانتا ہے، ورنہ یہ اعتقاد کس کا ہوسکتا ہے کہ انبیاء قوت علمیہ وعملیہ میں سب افراد کے برابر ہوتے ہیں اور ان افراد متساویہ میں سے کسی ایک کو زبردستی سے نبوت کے ساتھ سرفراز کر دیا جاتا ہے۔ یہ بات ہرگز شریعت اور دین سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور یا اس کلام کا یہ مطلب ہے کہ انبیاء کو نبوت کے ملنے کے بعد علم و عمل کے ہر دونوں جانب میں تفوق حاصل ہو جاتا ہے اور اسیوجہ سے وہ خطا و گناہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور جمیع اہل اسلام کا ان معنی پر اتفاق ہے۔ چنانچہ ذہبی نے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔

هٰذَا لَهُ مَحْمَلٌ حَسَنٌ وَلَمْ يُرِدْ حَصْرَ الْمُبْتَدَأِ فِي الْخَبَرِ وَمِثْلُهُ اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَعْلُومٌ اَنَّ الرَّجُلَ لَا يَصِيْرُ حَاجًّا بِمُجَرَّدِ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَاِنَّمَا ذَكَرَ مُهِمَّ الْحَجِّ۔

یعنی اس کلام کا یہ عمدہ محمل ہے کیونکہ انکا یہ خیال نہیں ہے کہ مبتدا کا خبر میں حصر ہو رہا ہو بلکہ یہ قول تو الحج عرفہ کی طرح ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مجرد وقوف عرفہ سے کوئی شخص حاجی نہیں ہو جاتا بلکہ اسکے مہتم بالشان ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔ [1]

آپ کی وفات ۲۲ر شوال ۳۵۴ھ کو جمعہ کے روز ہوئی، بہت سی تصانیف انکی یادگار ہیں مشہور ہیں۔

منجملہ ان کے کتاب تاریخ الثقات ہے جو رائج ہے اور کثرت سے ملتی ہے۔ اور اسکے حوالے بھی نقل کرلئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کتاب الضعفا بھی متداول ہے۔

از انجملہ علل حدیث الزہری۔ علل حدیث مالک۔ ما انفرد بہ اہل المدینۃ من الشامیین۔ ما انفرد بہ المکیون۔ ما انفرد بہ اہل العراق۔ ما انفرد بہ اہل خراسان۔ اور ایک معجم ہے جو شہروں کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے اور ایک کتاب مناقب امام مالک میں۔ اور ایک مناقب امام شافعی میں اور ایک کتاب ہے جو انواع العلوم واوصافہا کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کی تین جلدیں ہیں اور ایک کتاب ہے جو الہدایۃ الی علم السنن کے نام سے موسوم ہے ان کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔

---

[1] اس قول کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اصل میں نبوت علم وہبی کا نام ہے جو اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اور نبوت کے بعد نبی چونکہ دوسروں کا مقتدا ہوتا ہے، اس لئے وہ سراپا عمل بھی ہوتا ہے تو گویا نبوت کے لئے علم و عمل دو لازمی اجزا ہوئے کیونکہ بغیر علم وہبی کے نبوت کا وجود نہیں ہوتا۔ اور فاسق و فاجر کو نبوت عطا نہیں ہو سکتی۔

صحیح (مستدرک) حاکم

اسے مستدرک حاکم بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب مشہور و معروف ہے اس کتاب کے خطبہ میں اسکی تالیف کا سبب اس طرح بیان کیا ہے۔

وَقَدْ نَبَغَ فِی عَصْرِنَا هٰذَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُبْتَدِعَةِ يَشْمَتُوْنَ بِرُوَاةِ الْآثَارِ بِأَنَّ جَمِيْعَ مَا يَصِحُّ عِنْدَكُمْ مِنَ الْحَدِيْثِ لَا يَبْلُغُ عَشَرَةَ آلَافِ حَدِيْثٍ وَهٰذِهِ الْأَسَانِيْدُ الْمَجْمُوْعَةُ الْمُشْتَمِلَةُ عَلَى أَلْفِ جُزْءٍ أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ مِنْهُ كُلُّهَا سَقِيْمَةٌ غَيْرُ صَحِيْحَةٍ (وَقَدْ) سَأَلَنِي جَمَاعَةٌ مِنْ أَعْيَانِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِهٰذِهِ الْمَدِيْنَةِ وَغَيْرِهَا أَنْ أَجْمَعَ كِتَابًا يَشْتَمِلُ عَلَى الْأَحَادِيْثِ الْمَرْوِيَّةِ بِأَسَانِيْدَ يَحْتَجُّ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ وَمُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بِمِثْلِهَا. إِذْ لَا سَبِيْلَ إِلَى إِخْرَاجِ مَا لَا عِلَّةَ لَهُ فَإِنَّهُمَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ لَمْ يَدَّعِيَا ذٰلِكَ لِأَنْفُسِهِمَا (وَقَدْ خَرَّجَ) جَمَاعَةٌ مِّنْ عُلَمَاءِ عَصْرِهِمَا وَمِنْ بَعْدِهِمَا عَلَيْهِمَا أَحَادِيْثَ قَدْ أَخْرَجَاهَا وَهِيَ مَعْلُوْلَةٌ وَقَدْ جَهِدْتُ فِي الذَّبِّ عَنْهُمَا فِي الْمَدْخَلِ إِلَى الصَّحِيْحِ بِمَا رَضِيَهُ أَهْلُ الصَّنْعَةِ وَأَنَا أَسْتَعِيْنُ اللّٰهَ تَعَالَى عَلَى إِخْرَاجِ أَحَادِيْثَ رُوَاتُهَا ثِقَاتٌ قَدِ احْتَجَّ بِمِثْلِهَا الشَّيْخَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَوْ أَحَدُهُمَا وَهٰذَا شَرْطُ الصَّحِيْحِ عِنْدَ كَافَّةِ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ أَنَّ الزِّيَادَةَ فِي الْأَسَانِيْدِ وَالْمُتُوْنِ مِنَ الثِّقَاتِ مَقْبُوْلَةٌ وَاللّٰهُ الْمُعِيْنُ عَلَى مَا قَصَدْتُّهُ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

ہمارے اس زمانے میں مبتدعین کی ایک جماعت پیدا ہوئی ہے جو حدیث کے راویوں پر یہ کہہ کر سب و شتم کرتی ہے کہ کل وہ حدیثیں جو تمہارے نزدیک صحت کو پہنچ چکی ہیں وہ دس ہزار سے زیادہ نہیں ہیں اور یہ اسانید جو جمع کی گئی ہیں اور ہزاروں جزو یا کم وبیش پر مشتمل ہیں وہ سب سقیم اور غیر صحیح ہیں اور مجھ سے اس شہر کے عالموں کی ایک ممتاز جماعت نے یہ خواہش کی کہ میں ایک ایسی جامع کتاب لکھوں کہ جس میں وہ حدیثیں جمع کی جائیں جن کی سندوں سے امام بخاری اور امام مسلم نے استدلال کیا ہو۔ اس وجہ سے کہ جو سند علت قادحہ سے خالی ہو اسکے نکال ڈالنے کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ ان دونوں بزرگوں نے اپنے متعلق یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ ادھر ان دونوں کے معاصرین اور انکے بعد آنیوالے علماء کی ایک جماعت نے چند ایسی احادیث کی تخریج کی تھی جن کا اخراج ان دونوں نے کیا تھا اس وجہ سے وہ حدیثیں معلول تھیں۔ تو میں نے ایسی احادیث کی جانب سے مدافعت کرنے میں اپنی اس کتاب کے اندر جسکا نام المدخل الی الصحیح بما رضیہ اہل الصنعة ہے۔ پوری کوشش کی اور میں اللہ سے ایسی احادیث کے اخراج پر جن کے راوی ایسے ثقہ ہوں جن سے شیخین بھی استدلال کر سکتے ہوں امداد کا طالب ہوں اور تمام فقہائے اسلام کے نزدیک اسانید و متون میں ثقات کی زیادتی مقبول ہے اور اللہ ہی اس چیز پر مددگار ہے جس کا میں نے قصد کیا ہے۔ اور وہ کافی ہے اور اچھا وکیل ہے۔

نبوت ایک کسبی چیز ہے اسکو علم و عمل کی ریاضت سے حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ نبوت کیلئے ایسا نفس ناطقہ چاہیئے جو علم و عمل میں بیّن زیادتی رکھتا ہو۔ اس کے بعد وہبی طریق سے اس کو نبوت عطا ہوتی ہے۔ چنانچہ کلام مجید کی اس آیت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اَللّٰهُ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رسالت اور پیغمبری جس کو دینا ہے اس کو خوب جانتا ہے، ورنہ یہ اعتقاد کس کا ہوسکتا ہے کہ انبیاء قوت علمیہ و عملیہ میں سب افراد کے برابر ہوتے ہیں اور ان افراد متساویہ میں سے کسی ایک کو زبردستی سے نبوت کے ساتھ سرفراز کر دیا جاتا ہے۔ یہ بات ہرگز شریعت اور دین سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور یا اس کلام کا یہ مطلب ہے کہ انبیاء کو نبوت کے ملنے کے بعد علم و عمل کے ہر دونوں جانب میں تفوق حاصل ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ خطا و گناہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور جمیع اہل اسلام کا ان معنی پر اتفاق ہے۔ چنانچہ ذہبی نے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔

هٰذَا لَهٗ مَحْمَلٌ حَسَنٌ وَلَمْ يُرِدْ حَصْرَ الْمُبْتَدَأِ فِي الْخَبَرِ وَمِثْلُهُ اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَعْلُوْمٌ اَنَّ الرَّجُلَ لَا يَصِيْرُ حَاجًّا بِمُجَرَّدِ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَاِنَّمَا ذَكَرَ مُهِمَّ الْحَجِّ۔

یعنی اس کلام کا یہ عمدہ محمل ہے کیونکہ انکا یہ خیال نہیں ہے کہ مبتدا کا خبر میں حصر ہو رہا ہو بلکہ یہ قول تو الحج عرفہ کی طرح ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مجرد وقوف عرفہ سے کوئی شخص حاجی نہیں ہو جاتا بلکہ اسکے مہتم بالشان ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔ [1]

آپ کی وفات ۲۲ شوال ۳۵۴ھ کو جمعہ کے روز ہوئی، بہت سی تصانیف انکی یادگار ہیں مشہور ہیں۔

منجملہ ان کے کتاب تاریخ الثقات ہے جو رائج ہے اور کثرت سے ملتی ہے۔ اور اسکے حوالے بھی نقل کر لیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کتاب الضعفا بھی متداول ہے۔

از انجملہ علل حدیث الزہری۔ علل حدیث مالک۔ ما انفرد بہ اہل المدینۃ من الشامیین۔ ما انفرد بہ المکیون۔ ما انفرد بہ اہل العراق۔ ما انفرد بہ اہل خراسان۔ اور ایک معجم ہے جو شہروں کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے اور ایک کتاب مناقب امام مالک میں۔ اور ایک مناقب امام شافعی میں اور ایک کتاب ہے جو انواع العلوم واوصافہا کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کی تین جلدیں ہیں اور ایک کتاب ہے جو الہدایۃ الی علم السنن کے نام سے موسوم ہے ان کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔

---

[1] اس قول کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اصل میں نبوت علم وہبی کا نام ہے جو اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اور نبوت کے بعد نبی چونکہ دوسروں کا مقتدا ہوتا ہے، اس لئے وہ سراپا عمل بھی ہوتا ہے تو گویا نبوت کے لئے علم و عمل دو لازمی اجزا ہوئے کیونکہ بغیر علم وہبی کے نبوت کا وجود نہیں ہوتا۔ اور فاسق و فاجر کو نبوت عطا نہیں ہو سکتی۔

وَالْعُدُوْلَ مِنَ الْمَجْرُوْحِيْنَ . وَالضُّعَفَاءَ مِنَ الْمَتْرُوْكِيْنَ وَتَبْيِيْنَهُ الْمَعْلُوْلَ وَالْكَشْفَ عَنِ الْمَجْهُوْلِ وَمَا حَرَّفَ عَنِ الْمَجْدُوْلِ اَوْقُلِبَ مِنَ الْمَنْحُوْلِ . مِنْ مَخَامِلِ التَّدْلِيْسِ . وَمَا فِيْهِ مِنَ التَّلْبِيْسِ حَتّٰى حَفِظَ اللّٰهُ بِهِمُ الدِّيْنَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ . وَصَانَهُ عَنْ ثَلْبِ الْقَادِحِيْنَ وَجَعَلَهُمْ عِنْدَ التَّنَازُعِ اَئِمَّةَ الْهُدٰى وَفِي النَّوَازِلِ مَصَابِيْحَ الدُّجٰى . فَهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَمَانَسُ الْاَصْفِيَاءِ وَمَلْجَاءُ الْاَتْقِيَاءِ وَمَرْكَزُ الْاَوْلِيَاءِ فَلَهُ الْحَمْدُ عَلٰى قُدْرَتِهٖ وَقَضَائِهٖ وَتَفَضُّلِهٖ بِعَطَائِهٖ . وَبِرِّهٖ وَنَعْمَائِهٖ وَمَنِّهٖ وَاٰلَائِهٖ .

کہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے دین کی حفاظت ان کے ذریعہ سے کرائی۔ اور رخنہ ڈالنے والوں کے رخنہ سے بچایا اور جھگڑوں کے وقت ان لوگوں کو ہدایت کا امام مقرر کیا۔ اور پیش آنے والی باتوں میں ان سے چراغ ہدایت کا کام لیا تو حقیقت میں یہی لوگ انبیاء کے وارث اور اتقیاء کی جائے پناہ اور صفیا کے انس کا سبب اور اولیاء کے مرکز ہیں پس اسی خدا کے لئے ہر حمد اس کی قضا و قدر پر اس کے انعام پر اس کی عطا اور ہر اس کے حسن سلوک پر اس کی نعمتوں پر اس کے تمام احسانات اور بخششوں پر۔

ان کی کنیت ابو حاتم ہے۔ اور نام محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ہے۔ نسب ان کا زید مناۃ۔ بن تمیم تک پہنچتا ہے اس وجہ سے وہ تمیمی ہے اور بستی بھی کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیستان میں جو شہر بست ہے اسکے رہنے والے تھے، نسائی کے شاگرد ہیں۔ ابویعلی موصلی حسن بن سفیان اور ابوبکر بن خزیمہ سے بھی جو صاحب صحیح ہیں تلمذ حاصل کیا۔ اور خراسان سے مصر تک سفر کر کے ہر عالم کے فیض سے مستفیض ہوئے علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم بھی جانتے تھے۔ فقہ۔ لغت۔ طب اور نجوم میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ حاکم نے بھی ان کی شاگردی اختیار کر کے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ خود ابن حبان نے اسی کتاب الانواع میں یہ بیان کیا ہے کہ لَعَلَّنَا كَتَبْنَا عَنْ اَلْفَيْ شَيْخٍ۔ یعنی خیال ہوتا ہے کہ ہم نے دو ہزار شیوخ سے احادیث تحریر کی ہیں۔

علامہ ابن حبان کے قول "النبوۃ العلم والعمل" پر بحث

فائدہ۔ جاننا چاہیئے کہ چونکہ ابن حبان نے اپنی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے کہ:۔
اَلنُّبُوَّةُ الْعِلْمُ وَالْعَمَلُ یعنی نبوت علم و عمل کا نام ہے۔ اسوجہ سے وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوئے اس زمانہ کے آدمیوں نے اسکا انکار کیا اور انھیں زندیق بنایا۔ ان سے روایت حدیث اور ملاقات ترک کر دی۔ خلیفہ وقت تک بھی قصہ پہنچایا گیا اور خلیفہ نے تحقیق کر کے انکے قتل کا حکم دے دیا۔ نوبت بایں جا رسید کہ بعض ثقات محدثین بھی ان کے حق میں یہ کہنے لگے کہ ذٰلِكَ نَفْسٌ فَلْسَفِيٌّ۔ یہ فلسفی ہے۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ انکا یہ کلام عقائد حقہ سے چنداں دور نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی مراد یہ نہیں تھی کہ

والاعتبار فأحكم لطيف ما دبّر. وأتقن جميع
ما قدّر. ثمّ فضّل بأنواع الخطاب أهل التمييز
والألباب. ثمّ اختار طائفة لصفوته وهداهم
لزوم طاعته. من اتّباع سبيل الأبرار في
لزوم السنن والآثار فزيّن قلوبهم بالإيمان و
أنطق ألسنتهم بالبيان. من كشف أعلام دينه
واتّباع سنن نبيّه صلّى الله عليه وسلّم بالدؤوب
بالترحّل والأسفار وفراق الأهل والأوطان في
جمع السنن ورفض الأهواء. والتفقّه فيها
بترك الآراء فتجرّد القوم للحديث وطلبوه
ورحلوا فيه وكتبوه. وسألوا عنه وأحكموه. و
ذاكروا فيه ونشروه. وتفقّهوا فيه وأصّلوه و
فرّعوا عليه وما بدا لهم. وبيّنوا المرسل من
المتّصل والموقوف من المنفصل. والناسخ والمنسوخ
والمفسّر من المجمل والمستعمل من المهمل
والمختصر من المتقصّى. والملزوق من المتفصّي
والعموم والخصوص. والدليل عن المنصوص
والمباح من المزجور. والغريب من المشهور
والفرض من الإرشاد. والحتم من الإيجاد. و

شق کرکے کان اور آنکھیں پیدا کیں۔ اور بحث اور اعتبار کا
متحمل بنایا۔ پھر اپنی تدبیرات لطیفہ کو محکم کیا اور جملہ ان چیزوں کو
جو مقدور تھیں مضبوطی کیساتھ قائم رکھا بعدہ ہوشمندوں اور
عاقلوں کو خاص طرح کے خطابات کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ پھر ان میں سے
بھی ایک برگزیدہ جماعت کو چن لیا اور انکو اپنی طاعت پر
پابند رہنے کی ہدایت کی۔ یعنی یہ گروہ نیک بندوں کے رستہ کا
اتباع کریں۔ اور سنن[1] و آثار[2] کو لازم سمجھیں پس خدا نے ہی ان
کے قلوب کو ایمان سے مزین فرمایا۔ اور ان کی زبانوں کو بیانات
کے ساتھ گویا کیا۔ تاکہ وہ دین کے نشانات کو ظاہر کرسکیں اور اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اتباع کریں۔ احادیث کے جمع
کرنے اور خواہشات کے چھوڑنے اور آراء کو ترک کرکے تفقہ بننے
کے لئے اپنے اہل و عیال اور جملہ حاجات سے علیحدہ ہوکر سفر اور راہ
پیمائی میں اپنے کو گھلا دیں تو ایک قوم خاص حدیث کے لئے
علیحدہ ہوئی۔ اس نے حدیث کو تلاش کیا اس کیلئے سفر کئے کتابیں
لکھیں۔ لوگوں سے معلومات کیں اس فن کو مضبوط کیا۔ اس میں
مذاکرے جاری رہے۔ اسے پھیلایا۔ فقیہ بنے اس کے اصول فروع
کو قائم کیا اور ذرا سی بھی اس میں تبدیلی نہیں کی مرسل[3] اور متصل[4]
موقوف[5] اور منفصل[6]۔ ناسخ اور منسوخ مفسر اور مجمل مستعمل اور مہمل
مختصر اور متقصی۔ ملزوق[7] اور متفصی[8]۔ عموم اور خصوص دلیل[9]
اور منصوص[10] مباح اور منہی۔ غریب[11] اور مشہور[12]۔ فرض[13] اور
ارشاد۔ حتم اور ایجاد کو الگ الگ کیا۔ اور رواۃ ثقات
کو مجروحین سے اور ضعفاء کو متروکین سے جدا کیا۔ معلول کی
کیفیت بیان کی۔ مجہول کی جہالت سے پردہ اٹھایا اور مجدول
و منحول[14] کی تدلیس[15] و تلبیس[16] کے مواقع بتائے۔ یہاں تک

---

[1] اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [2] اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم۔ [3] وہ حدیث ہے جو تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے کہ آپ نے ایسا فرمایا یا ایسا کیا یعنی صحابی کا ذکر نہ کرے [4] وہ حدیث ہے جس کی سند برابر ملی ہوئی ہو کوئی راوی چھوٹا نہ ہو۔ [5] وہ قول و فعل ہے جو کسی صحابی سے روایت کیا جائے۔ خواہ سند متصل ہو خواہ کوئی راوی چھوٹ گیا ہو۔ [6] مراد حدیث منقطع ہے یعنی جسکے اسناد برابر نہ ہوں شروع میں سے خواہ بیچ میں سے خواہ اوپر سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو مگر اکثر اس حدیث کو کہتے ہیں جو تبع تابعی صحابی سے روایت کرے۔ [7] لغوی معنی تو چپٹائے ہوئے کے ہیں۔ مراد یہاں پر بنائی ہوئی حدیث [8] لغوی معنی چھوٹنے والے کے ہیں۔ مراد یہاں پر یگانہ [9] مفہوم مخالفت [10] منطوق [11] وہ حدیث صحیح ہے جس کا راوی کسی جگہ روایت میں اکیلا ہو۔ اور اگر ہر زمانہ میں ایک ہو تو وہ فرد ہے۔ [12] وہ حدیث ہے کہ خاص اہل حدیث کے نزدیک شائع ہو یعنی اس کو بہت سے راویوں نے ہر زمانہ میں روایت کیا ہو [13] واجب [14] منقح [15] حدیث میں اس فعل کو کہتے ہیں کہ راوی جس شخص سے روایت کرے اس سے ملاقات کی ہو یا وہ انکا ہم عصر ہو مگر اس سے اس روایت کو نہ سنا ہو اور ایسے لفظوں سے بیان کرے جس سے یہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا ہے۔ [16] ملمع سازی۔

کتابیں بہت یاد تھیں۔ حق تعالے نے ذہن سلیم اور علم وافر بھی ان کو عطا فرمایا تھا اس واسطے ان کو مناسب تھا کہ سنن میں کوئی کتاب مستقل تصنیف فرماتے نہ کہ بخاری کے تابع ہو کر صرف ان کے مرویات اور اسانید بیان کرنے پر اکتفا کرتے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس مستخرج کے علاوہ اسمٰعیلی کی اور بھی تصانیف ہیں۔ چنانچہ مسند کبیر جو نہایت ضخیم قریب ایک سو جلد کے ہے اور ایک معجم بھی انہیں کی تصنیف کردہ ہیں۔ البتہ یہ مسند مشہور نہیں ہوا۔ آغاز ماہ صفر ۳۷۱ھ میں اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔

صحیح ابن حبانؒ

اس کو تقاسیم و انواع بھی کہتے ہیں اس کی ترتیب نئی طرح کی ہے۔ نہ مبوب بہ ابواب ہی ہے۔ اور نہ مثل مسانید صحابہ و معاجم شیوخ ہے۔ اول اقسام کو ذکر کرتے ہیں اور ان اقسام میں انواع بیان کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں اَلنَّوْعُ السَّادِسُ وَالْاَرْبَعُوْنَ مِنَ الْقِسْمِ الثَّانِیْ فِی النَّوَاهِیْ۔ یعنی دوسری قسم کی چھیالیسویں نوع نواہی کے بیان میں ہے۔ علیٰ ہذا سب اقسام اسی طرح پر ہیں۔ اس کتاب میں خطبہ طویل لکھا ہے اور اس کے بعض فقرات نہایت دلچسپ ہیں چنانچہ اس خطبہ کی حمد و ثنا نقل کی جاتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُسْتَحِقِّ الْحَمْدَ لِاٰلَائِهٖ۔ اَلْمُتَوَحِّدِ بِعِزِّهٖ وَكِبْرِيَائِهٖ۔ اَلْقَرِيْبُ مِنْ خَلْقِهٖ فِیْ اَعْلٰی عُلُوِّهٖ۔ اَلْبَعِيْدُ مِنْهُمْ فِیْ اَدْنٰی دُنُوِّهٖ۔ اَلْعَلِيْمُ بِكَنِيْنِ النَّجْوٰی۔ وَالْمُطَّلِعُ عَلٰی اَفْكَارِ السِّرِّ وَاَخْفٰی۔ وَمَا اسْتَجَنَّ تَحْتَ عَنَاصِرِ الثَّرٰی وَمَا جَالَ فِیْ خَوَاطِرِ الْوَرٰی اَلَّذِیْ ابْتَدَعَ الْاَشْيَاءَ بِقُدْرَتِهٖ۔ وَذَرَأَ الْاَنَامَ بِمَشِيَّتِهٖ مِنْ غَيْرِ اَصْلٍ عَلَيْهِ افْتَعَلَ وَلَا رَسْمٍ مَرْسُوْمٍ امْتَثَلَ ثُمَّ جَعَلَ الْعُقُوْلَ مَسْلَكًا لِذَوِی الْحِجَا وَمَلْجَاً فِیْ مَسَالِكِ اُولِی النُّهٰی وَجَعَلَ اَسْبَابَ الْوُصُوْلِ اِلٰی كَيْفِيَّةِ الْعُقُوْلِ۔ وَمَا شَقَّ لَهُمْ مِنَ الْاَسْمَاعِ وَالْاَبْصَارِ وَالتَّكَلُّفِ لِلْبَحْثِ

تمام محامد اس خدا کے لئے ہیں جو اپنے احسانات کیوجہ سے حمد کا مستحق ہے جو اپنی عزت اور کبریائی میں یگانہ ہے اور جو باوجود ہر قسم کی بلندی اور برتری کے اپنی مخلوق سے بہت زیادہ نزدیک ہے اور جو باوجود زیادہ سے زیادہ نزدیک ہونیکے پھر ان سے دور ہے اور جو پوشیدہ سرگوشیوں پر مطلع ہے اور جو ہر قسم کے اسرار اور چھپے ہوئے افکار سے آگاہ ہے وہ چیزیں بھی اس کے سامنے حاضر ہیں جو تحت الثریٰ میں چھپی ہوئی ہیں اور وہ بھی جو لوگوں کے دلوں میں گذرتی رہتی ہیں۔ وہ ایسا خدا ہے جس نے تمام اشیا کو محض اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا۔ اور ساری کائنات کو محض اپنی مشیت سے پھیلا دیا۔ بغیر کسی ایسے نمونہ کے کہ جس پر یہ عمارت بنائی جائے اور بغیر کسی ایسے نقشہ کے کہ جو تیار شدہ ہوتا۔ پھر اس خدا نے دانشمندوں کے لئے رستہ بنایا۔ اور عقلمندوں کے رستوں کی جائے پناہ اور اس خدا نے ایسے اسباب پیدا کئے جنکے ذریعہ سے عقول کی کیفیات تک ہم پہنچ سکیں اور اسی خدا نے بشرہ انسانی کو

عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا مَنَعَنِيْ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اِلَّا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَعَمَّدَ الْكَذِبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

کہنے سے سوائے اسکے اور کوئی امر مانع نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص عمداً میری طرف جھوٹ لگائے اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تجویز کر رکھے۔

چونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چار واسطوں سے یہ حدیث پہنچی ہے اور اسمٰعیلی کو بھی باوجود بخاری سے متاخر ہونے کے چار ہی واسطوں سے پہنچی ہے۔ اس واسطے اسماعیلی کو علو اسناد حاصل ہو گیا۔

اسمٰعیلی کی کنیت ابوبکر ہے۔ اور احمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن العباس الاسماعیلی نام ہے۔ شہر جرجان میں اپنے وقت کے امام تھے۔ فقہ اور حدیث میں ان کو لوگ مقتدا سمجھتے تھے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے اکیس سال بعد ۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے اور ابتدا ہی سے علم حدیث کی طلب کا شوق دامنگیر ہوا۔ مگر انکے رشتہ دار اور عزیز و اقارب ان کو سفر کرنے کی خوشی سے اجازت نہیں دیتے تھے۔ اور طرح طرح کے حیلہ بہانہ اور نہایت چاپلوسی کے ساتھ انہیں اس ارادہ سے روکتے رہے یہاں تک کہ جب محمد بن ایوب رازی کا (جو اپنے وقت کے عمدہ محدث تھے) انتقال ہو گیا تو ان کی حالت ایسی غیر ہوئی کہ اپنے گھر میں آکر تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اور آہ و بکا شروع کر دی تمام رشتہ دار انہیں خاک بر سر دیکھ کر مجتمع ہو گئے اور جب انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ دیکھو کیسے زبردست عالم کا اس عالم سے انتقال ہو گیا ہے۔ تم لوگوں نے مجھے ان کے پاس جانے کی اجازت نہیں دی۔ مجھے سب سے زیادہ صدمہ اس بات کا ہے کہ میں ان سے مستفید نہ ہوا اور ان کی دولت علمی سے محروم ہو گیا جب ان کے رشتہ داروں نے ان کے حال کو ایسا متغیر پایا تو اس طرح پر ان کو تسلی دی کہ اب بھی بہت سے عالم زندہ ہیں۔ تمہارا جس طرف دل چاہے سفر کرو۔ جس محدث کی خدمت میں چاہو رہ کر اُن سے فیض حدیث حاصل کرو۔ تمہارے ماموں تمہارے ساتھ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے وطن سے سفر اختیار کیا۔ اور اول شہر نساء (نسی) میں حسن بن سفیان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور پھر وہاں سے بغداد۔ کوفہ۔ اہواز۔ بصرہ۔ انبار۔ موصل۔ جزیرہ اور دوسرے بلاد اسلام میں پھرتے رہے۔ ابو یعلی۔ عبدان۔ ابو خلیفہ جمحی۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ۔ شیخ زاہد محمد بن عثمان مقابری۔ ابراہیم بن زہیر حلوانی۔ فریابی اور دوسرے اعلیٰ محدثین سے علم حدیث حاصل کیا اور فقہ و حدیث کے جامع اور دین و دنیا کی ریاست کے مالک ہوئے۔

بعض فاضل محدثوں نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ چونکہ اسمٰعیلی کو درجہ اجتہاد حاصل تھا اور انھیں

ف ۔ مترجم کہتا ہے اولوالامر سے بادشاہ ۔ قاضی ۔ حاکم اور جو کسی کام پر مقرر ہوں ۔ سب مراد ہیں ۔ جبتک یہ خلاف خدا اور خلاف رسول حکم نہ فرمائیں انکا حکم ماننا بھی ضروری ہے ۔ اور کوئی ان میں سے اگر اللہ اور رسول کے خلاف حکم کرے تو اس کو نہ مانے ، اگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا ۔ ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کر کے جو فیصلہ ہو اسپر عمل درآمد کریں اور اس کے جواب میں دوسرے نے یہ کہا کہ میں شرع کو نہیں سمجھتا یا مجھے شرع سے کچھ کام نہیں تو وہ شخص اسلام سے خارج ہے (عیاذاً باللہ)

ابوعوانہ کا نام یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید ہے وہ اسفرائن کے رہنے والے ہیں ۔ بعد میں نیشاپور میں سکونت اختیار فرمائی تھی ۔ خراسان ۔ عراق ۔ یمن ۔ حجاز ۔ شام ۔ جزیرہ ۔ فارس ۔ اصفہان ۔ مصر اور ثغور میں گشت کر کے ہر دیار کے علماء سے احادیث کو جمع کیا ۔ شافعی المذہب تھے ۔ اسفرائن میں مذہب شافعی کی ابتدا انہی سے ہوئی ۔ اور انھوں نے ہی اسکا رواج دیا ۔ فقہ میں مزنی اور ربیع کے شاگرد تھے ۔ جو امام شافعیؒ کے افضل اور اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں ۔ حدیث میں مسلم بن الحجاج اور یونس بن عبدالاعلیٰ اور محمد بن یحییٰ ذہلی کے شاگرد ہیں ۔ طبرانی وابوبکر اسمٰعیلی وابو علی نیشاپوری اور دیگر محدثین ان کے اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں ۔ حاکم نے ان کے بارے میں یہ کہا ہے ۔ اَبُوْعَوَانَۃَ مِنْ عُلَمَاءِ الْحَدِیْثِ وَاَثْبَاتِھِمْ سَمِعْتُ اِبْنَہٗ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ اِنَّہٗ تُوُفِّیَ سَنَۃَ سِتَّ عَشَرَۃَ وَثَلٰثِ مِائَۃٍ ۔ ابوعوانہ علماء حدیث کے افضل علماء میں سے تھے اور میں نے ان کے بیٹے محمد سے یہ سُنا ہے کہ ابوعوانہ کی وفات ۳۱۶ھ میں ہوئی ۔

صحیح اسمٰعیلی

یہ مستخرج بر صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے شیخ السنۃ ابوالفضل بن حجر نے تعلیقات بخاری کو جسے اسمٰعیلی نے ملادیا تھا اُس سے انتخاب کر کے جدا لکھا ہے ۔ اور اس کو منتقی ابن حجر کہتے ہیں ۔ عوالی اسمٰعیلی سے یہ حدیث ہے ۔ اصطلاح محدثین میں عوالی ان احادیث کو کہتے ہیں جن کی سندوں میں ایک صاحب کتاب کو دوسری کتاب الوں کے اعتبار سے یا بہ نسبت اپنی باقی مرویات کے علو واقع ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود ان کے درمیان کے واسطے بہت کم ہوجائیں اس کو علو مطلق کہتے ہیں ۔ اور اگر شیوخ وائمہ حدیث میں سے کسی ایک شیخ یا امام کی نسبت واسطوں کی کمی ہو تو اس کو علو نسبی کہتے ہیں ۔

قَالَ الْاِسْمٰعِیْلِیُّ فِیْ حَدِیْثِ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ	ابوخلیفہ ، عبدالوارث ، عبدالعزیز بن صہیب ، حضرت
اَخْبَرَنَا اَبُوْخَلِیْفَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ	انس مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو زیادہ حدیثیں بیان

عَلٰى مَنْ بَلَغَ مِنْهُمْ بِالْآئِهٖ. وَاَعْذَرَ اِلَيْهِمْ بِاَنْبِيَائِهٖ
نَشَرَحَ صَدْرَ مَنْ اَحَبَّ مِنْ اَوْلِيَائِهٖ وَ طَبَعَ عَلٰى
قَلْبِ مَنْ لَمْ يُرِدْ اِرْشَادَهٗ مِنْ اَعْدَائِهٖ الَّذِیْ
لَمْ يَزَلْ بِصِفَاتِهٖ وَاَسْمَائِهٖ. اَلَّذِیْ لَا يَشْتَمِلُ
عَلَيْهِ زَمَانٌ وَلَا يُحِيْطُ بِهٖ مَكَانٌ خَلَقَ الْاَمَاكِنَ
وَالْاَزْمَانَ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ وَهِیَ دُخَانٌ
فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا
اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ. فَقَدَّرَهَا اَحْسَنَ تَقْدِيْرٍ وَ
اخْتَرَعَهَا مِنْ غَيْرِ نَظِيْرٍ لَمْ يَرْفَعْهَا بِعَمَدٍ. وَ
لَمْ يَسْتَعِنْ عَلَيْهَا بِاَحَدٍ. زَيَّنَهَا لِلنَّاظِرِيْنَ. وَ
جَعَلَ فِيْهَا رُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ. فَتَبَارَكَ اللّٰهُ
اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَتَعَالٰى اَنْ يَطْلُبُوْا فِیْ وَصْفِهٖ
آرَاءُ الْمُتَكَلِّمِيْنَ وَاَنْ يَحْكُمَ فِیْ دِيْنِهٖ اَهْوَاءُ
الْمُتَقَلِّدِيْنَ نَجْعَلِ الْقُرْآنَ اِمَامًا لِلْمُتَّقِيْنَ وَ
هُدًى لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَمَلْجَاءً لِلْمُتَنَازِعِيْنَ
وَحَاكِمًا بَيْنَ الْمُخْتَلِفِيْنَ وَدَعَا اَوْلِيَاءَهٗ
الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى اِتِّبَاعِ تَنْزِيْلِهٖ وَاَمَرَ عِبَادَهٗ عِنْدَ
التَّنَازُعِ فِیْ تَاْوِيْلِهٖ بِالرُّجُوْعِ اِلٰى قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ نَطَقَ مُحْكَمُ كِتَابِهٖ اِذْ
يَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ
فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ
تَاْوِيْلًا اَحْمَدُهٗ حَمْدًا يَبْلُغُ رِضَاهُ.

لوگوں کو مسخر کیا جو اسکی حفاظت اسوقت تک کریں جبتک اسکی
ضرورت پوری ہو جائے۔ اور جس نے ان لوگوں کی ہدایت کیلئے جنکو اپنی
نعمتوں اور احسانات کی تبلیغ فرمائی انبیا کو بھیجکر حجت کو پورا
اور انکے عذر انکو زائل کردیا جس نے اپنے اولیا میں سے جس کیلئے
چاہا شرح صدر فرمایا جسنے ان قلوب پر مہر لگادی جنکی ہدایت
منظور نہ تھی اور جو اسکے دشمن تھے وہ اللہ جو ازل سے ابد تک اپنے
اسماء کیساتھ موسوم اور اپنی صفات کیساتھ متصف ہے۔ وہ اللہ جسے نہ زمانہ
مشتمل ہے نہ مکان محیط ہے۔ وہ اللہ جسنے مکانوں اور زمانوں کو پیدا فرمایا
اور پھر آسمان پر تجلی فگن ہوا درآنحالیکہ وہ ایک دھواں تھا۔ اور آسمان و
زمین کو جب حکم فرمایا کہ تم بطیب خاطر یا بجبر جسطرح ممکن ہو آؤ
تو انہوں نے کہا ہم خوشی (فرمانبرداری) سے حاضر ہیں وہ اللہ جسنے آسمان کا
بھلا اندازہ کیا۔ جسنے اسکو بینظیر پیدا کیا۔ جسنے بغیر ستون کے اسکو
قائم کیا جسنے انکے بنانے میں کسی سے مدد نہیں لی اور ستاروں سے اسکو زینت
دی اور شیاطین کیلئے اس میں رجم کا سامان مہیا کیا۔ پس بابرکت ہے، وہ
اللہ جو بہترین خالق ہے جو ایسا بالا و برتر ہے کہ متکلمین کی عقلیں اسکی
حقیقت کو طلب نہیں کرسکتیں۔ اور متقلدین کی خواہشیں اسکے
دین میں حکم نہیں لگاسکتیں۔ اس نے قرآن کو ایماندار بندوں کیلئے ہدایت
اور ڈرنیوالوں کیلئے پیشوا۔ جھگڑا کرنیوالوں کیلئے جائے پناہ۔ اور
اختلاف کرنیوالوں کیلئے فیصلہ کن بنایا جسنے اولیا مومنین کو قرآن کے
اتباع کیطرف بلایا اور اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ اگر اسکی تاویل اور صحیح
معنی میں کوئی جھگڑا پیش آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول
کیطرف رجوع کریں اور اسے اپنا حکم بنائیں اور اسکی راسخ کتاب نے
بھی اسکی شہادت دی۔ چنانچہ فرماتا ہے اے ایمان والو اللہ کا حکم لو اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اور ان اختیار والے حاکموں کی جو تم
میں سے ہیں۔ اطاعت کرو پھر اگر کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اللہ اور اسکے رسول کے قول کی طرف رجوع کرو۔ بشرطیکہ تم اللہ اور قیامت
کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہ تحقیق کیا بہتر اور خوب ہے۔

ہے بلکہ اپنے واسطہ کو اس کتاب کے مصنف کے شیخ یا شیخ الشیخ یا شیخ شیخ الشیخ یا اور اوپر تک بیان کر دے اور جب اس طرح پر دوسرے طریق سے بھی یہ روایت ثابت ہو گئی تو اس کتاب کے مصنف کی روایت پر زیادہ وثوق اور اعتبار ہو جاتا ہے لیکن اس مستخرج کو صحیح اس سبب سے کہتے ہیں کہ مسلم کے طرق و اسانید کے علاوہ اور طرق اسانید کا بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے۔ بلکہ نئے قلیل متون میں بھی زیادتی کی ہے۔ پس گویا یہ ایک کتاب مستقل ہو گئی۔ ذہبی نے اس صحیح سے ایک کتاب علیحدہ انتخاب کی ہے جو منتقی الذہبی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دو سو تیس احادیث پر مشتمل ہے۔ صحیح ابو عوانہ کے شروع میں یہ خطبہ ہے۔

قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْ عَوَانَةَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قَبْلَ كُلِّ مَقَالٍ وَاَمَامَ كُلِّ رَغْبَةٍ وَّسُؤَالٍ بَعْدُ فَاِنَّ يُوْسُفَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْمَصِّيْصِيَّ وَمُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ الطَّرَسُوْسِيَّ وَاَبَا الْعَبَّاسِ الْعَنْزِيَّ وَالْعَبَّاسَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثُوْنَا قَالُوْا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الزُّهْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ فِيْهِ بِالْحَمْدِ فَهُوَ اَقْطَعُ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الدِّمَشْقِيُّ وَسَعْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حافظ ابو عوانہ نے فرمایا ہے کہ ہر قسم کی گفتگو سے پہلے اور ہر ایک مطلوب اور مرغوب چیز سے اول خدا کی حمد کرتا ہوں اس کے بعد یہ ہے کہ مجھ سے یوسف بن سعید بن مسلم مصیصی، محمد بن ابراہیم طرسوسی۔ ابو العباس عنزی اور عباس بن محمد نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے یہ کہا کہ ہم کو اوزاعی نے خبر دی ہے اور وہ قرۃ بن عبد الرحمٰن سے اور وہ زہری ؒ سے اور وہ ابی سلمہ سے اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جب قابل اہتمام کام کا آغاز بغیر حمد و ثنا کے کیا جاتا ہے اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی بلکہ ادھورا اور نکما رہتا ہے اور پھر اسی حدیث کی دوسری سند فرمائی جس کے راوی یہ ہیں یزید بن عبد الصمد دمشقی اور سعد بن محمد ان دونوں نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی ہشام بن عمار نے انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی عبد الحمید نے انہوں نے اوزاعی سے۔

اور میں نے بعض اصحاب سے اس تحمید کے بجائے یہ خطبہ سنا ہے:۔

فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اِبْتَدَأَ الْخَلْقَ بِنَعْمَائِهٖ وَتَغَمَّدَهُمْ بِحُسْنِ بَلَائِهٖ فَوَقَفَ كُلَّ اَمْرِهِمْ فِيْ حِبَائِهٖ عَلٰى طَلَبِ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ مِنْ غِذَائِهٖ وَسُخِّرَ لَهٗ مِنْ بَكَلَائِهٖ اِلٰى اِسْتِغْنَائِهٖ ثُمَّ اَحْتَجَّ

اس اللہ کیلئے حمد و ثنا ہے جس نے اپنے فضل سے مخلوق کو پیدا کیا اور جس نے بہتر آزمائش کیساتھ ان کی پردہ پوشی فرمائی۔ جس نے امور مہم بالشان کی طلب کو (جو اسکے خزینہ میں مخزون ہیں) ان کے وسائل اور ذرائع پر موقوف رکھا جس نے اس کیلئے ایسے

يَارَسُوْلَ اللهِ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ بْنِ جدعان قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ قَالَتْ كَانَ يَنْحَرُ الْكَوْمَاءَ وَيُكْرِمُ الْجَارَ وَيَقْرِی الضَّيْفَ وَ يَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَيُوْفِی بِالذِّمَّةِ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَفُكُّ الْعَانِیْ وَيُطْعِمُ الطَّعَامَ وَيُؤَدِّی الْاَمَانَةَ قَالَ هَلْ قَالَ يَوْمًا وَاحِدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قُلْتُ لَا وَمَا كَانَ يَدْرِیْ وَمَا جَهَنَّمُ قَالَ فَلَا اِذًا۔

خدا کے یہاں ہوا ہو اس سے مطلع فرمایئے آپ نے فرمایا کہ اس کا کیا حال تھا عرض کیا کہ بڑی بڑی اونٹنیوں کی قربانی کرتا تھا۔ اپنے ہمسایوں کی خبر گیری رکھتا تھا۔ مہمان نوازی اسکی عادت تھی۔ بات سچی کہتا تھا عہد کو پورا کرتا تھا۔ کھانا تقسیم کرتا تھا۔ امانت میں خیانت نہ کرتا تھا۔ آپنے فرمایا کہ کسی دن اس نے یہ بھی کہا کہ اے اللہ دوزخ کی آگ سے مجھے پناہ میں رکھیئے میں نے عرض کیا نہیں اسے تو یہ خبر بھی نہ تھی کہ دوزخ کیا چیز ہے آپنے فرمایا کہ تو اب (خدا تعالےٰ کے یہاں) اس کیلئے کچھ نہیں ہے۔

ابو یعلیٰ جزیرہ کے محدثین میں سے تھے۔ انکا نام احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال تمیمی موصلی ہے علی بن الجعد اور یحییٰ بن معین اور دیگر عمدہ محدثین کے شاگرد ہیں۔ ابن حبان۔ ابو حاتم اور ابو بکر اسمٰعیلی ان کے شاگرد ہیں۔ مخلوق کو ان کے صدق و دیانت اور امانت اور حلم و تقویٰ اور دیگر صفات محمودہ پر بڑا اعتقاد تھا جس روز ان کا انتقال ہوا ہے موصل کے تمام بازار بند ہو گئے تھے۔ اور تمام لوگ گریاں اور سوزاں ان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے۔ اپنی تصنیف و ترویج علم میں نیت صالحہ رکھتے تھے محض حسبتہً للہ علم حدیث کے تعلم میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے ثلاثیات بھی ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں ثلاثیات ان روایتوں کو کہتے ہیں جن میں ان محدث اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطہ ہوں۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ حافظ اسمٰعیل بن محمد بن الفضل (تمیمی) کہتے تھے کہ میں نے مسند عدنی اور مسند ابن منیع اور ان کے علاوہ بہت سی مسندات پڑھی ہیں۔ لیکن تمام مسندات ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے نہریں اور ابو یعلیٰ کا مسند دریا ناپیدا کنار کی طرح ہے سنہ ۲۲۰ھ میں آپ پیدا ہوئے پندرہ سال کی عمر میں علم حدیث کی طلب اور اس کے شوق میں سفر اختیار کیا۔ ان کی عمر بہت ہوئی سنہ ۳۰۷ھ میں اس عالم سے رحلت فرمائی۔

صحیح ابو عوانہ!

یہ صحیح مسلم پر مستخرج ہے اصطلاح محدثین میں مستخرج اس کو کہتے ہیں جو کسی دوسری کتاب کی حدیثوں سے ثابت کیا جائے اور ترتیب اور متون اور طرق اسناد میں اسی کتاب کے طریق کو ملحوظ رکھے اور اپنی سند کو اسی طریق سے بیان کرے کہ اس کتاب کا مصنف درمیان میں نہ رہے جب یہ مستخرج

سے سفر کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کے برعکس یہ کیا کہ آخر عمر میں ان حدیثوں کی اشاعت کیلئے جن کے وہ عالم تھے اور مزید علم حاصل کرنے کی غرض سے سفر اختیار فرمایا۔ مدتوں اصبہان اور شام میں اسی نیت صالحہ پر مقیم رہے۔ اور مخلوق کثیر کو علم حدیث کے فیض سے مستفیض فرمایا۔ دار قطنی نے اول ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کی تعریف و توصیف کے بعد کہتے ہیں کہ چونکہ ان کو اپنے حفظ و یاد پر وثوق زیادہ تھا اور نسخہ صحیحہ کو دیکھے بغیر روایت کرتے تھے۔ اس وجہ سے روایت میں خطا ہوتی تھی۔ اور اکثر خطا واقع ہونے کا سبب یہی ہے۔ ملک شام کے شہر رملہ میں ۲۹۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

مسند ابو یعلی موصلی

اس کی ترتیب ابواب و اسماء صحابہ ہر دو پر رکھی گئی ہے۔ اس کے اول میں کتاب الایمان ہے اور اس طرح بیان کرتے ہیں۔ فی احادیث الایمان من مسند ابی بکر و علی ہذا القیاس۔ یعنی اس میں ایمان کے متعلق جو روایت مسندات ابی بکر سے ہیں وہ بیان کی جائیں گی دیگر امور کو اسی پر قیاس کیا جائے اس پوری مسند کے چھتیس ۳۶ جزو ہیں۔ اول مسند میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا كَوْثَرُ بْنُ حُكَيْمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا نَجَاةُ هَذَا الْأَمْرِ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ قَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَهُوَ لَهُ نَجَاةٌ۔

سلمہ بن شبیب، ہشیم، کوثر بن حکیم، نافع، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما صدیق اکبر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جس دین میں ہم اس وقت موجود ہیں اس میں نجات کا اصلی مدار کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دی۔ بس یہی اس کے لئے نجات ہے۔

ابو یعلی کی ایک معجم بھی ہے جسے انہوں نے اپنے شیوخ کے اسماء پر مرتب کیا ہے۔ محدثین کا قاعدہ یہ ہے کہ نسمی۔ باحمد و محمد کو مقدم کرتے تھے۔ اور اس کے بعد اپنے شیوخ کے اسماء گرامی کے حروف کے موافق ترتیب وار ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے تھے۔ چنانچہ معجم کے شروع میں ابو یعلی اس طرح پر بیان کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ

محمد بن منہال، یزید بن زریع، عمارۃ بن ابی حفصہ، عکرمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو ابن عمر بن جدعان کے ساتھ جو کچھ معاملہ

حفصة ان شئت انكحتك حفصة بنت عمر
فقال سانظر في امري فلبثت ليالي ثم لقيني
فقال اني لا اريد ان اتزوج في يومي هذا فلقيت
ابا بكر فقلت ان شئت انكحتك حفصة بنت
عمر فصمت ابو بكر فلم يرجع الي شيئا فكنت
اوجد عليه مني على عثمان فلبثت ليالي ثم
خطبها الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فانكحتها اياه فلقيني ابو بكر فقال لعلك
وجدت علي حين عرضت علي حفصة فلم
ارجع اليك شيئا قلت نعم قال فانه لم
يمنعني ان ارجع اليك فيما عرضت علي الا
اني قد كنت علمت ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قد ذكر حفصة فلم اكن
لافشي سر رسول الله صلى الله عليه وسلم
ولو تركها قبلتها او نكحتها۔

میں ابوبکر سے ملا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہ کا نکاح تم سے
ہو جائے ابوبکر یہ سنکر چپ ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں
دیا۔ مجھے حضرت عثمان سے زیادہ ابوبکر کی بات پر غصہ
آیا۔ چند ہی راتیں گذری تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے خود اپنا پیام حفصہ کی نسبت میرے پاس بھیجا۔ اور
میں نے فوراً آپ سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ابوبکر سے
ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے کہ شاید تم مجھ پر اس وقت
بہت خفا ہوئے ہو گے جب کہ تم نے حفصہ کیلئے مجھ سے
ذکر کیا تھا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا بیشک
فرمایا مجھے اس وقت جواب دینے سے صرف یہ شے
مانع تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ خود جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر فرمایا ہے۔ تو میں
نہیں چاہتا تھا کہ آپ کے راز کا افشا ہو۔
ہاں اگر آپ چھوڑ دیتے تو میں یقیناً نکاح
کر لیتا۔

ان کی کنیت ابوبکر اور ان کا نام احمد بن عمرو بن عبد الخالق ہے۔ بزار میں پہلے زائے معجمہ اس
کے بعد رائے مہملہ اس آدمی کو کہتے ہیں کہ تخم فروشی کرتا ہے اور اس آدمی کو لغت ہندی میں پنساری
کہتے ہیں۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور ان کی یہ مسند کبیر معلل ہے یعنی ایسے اسباب جو صحت حدیث
میں قادح ہیں انہیں بھی بیان کرتے جاتے ہیں۔ عرف میں اس قسم کی کتاب کو معلل کہتے ہیں مثلاً
اس روایت کے بعد جو حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر کے واسطے سے بیان کی کہتے ہیں، اسماء بن الحکم
مجہول ہیں اس حدیث کے سوا کوئی حدیث روایت نہیں کرتے یعنی یہ حدیث علیؓ عن ابی بکر ما من
مسلم يتوضأ فيحسن الوضوء الحديث وعلى هذا القياس۔ انہوں نے ہدبۃ بن خالد سے جو
بخاری او مسلم کے شیخ ہیں اور ایسے ہی عبد الاعلی بن حماد اور حسن بن علی بن راشد اور عبد اللہ
بن معاویہ جمحی سے علم حدیث کو حاصل کیا۔ اور ابو الشیخ وطبرانی اور عبد الباقی بن قانع و دیگر عمدہ
محدثین ان کے اچھے شاگرد ہیں۔ عام رواج یہ ہے کہ جوانی کے زمانہ میں تعلیم اور فائدہ حاصل کرنے کی غرض

ہے کہ سامان جہیز مجھ کو میسر نہیں ہے میرا قصد تو نگر کے ساتھ نکاح کرنے کا تھا۔ اور اگر کوئی خواستگار آیا بھی تو وہ فقیر تھا۔ میں نے نہ چاہا کہ ایسے داماد کے آنے کی وجہ سے اور کنبہ بڑھا لوں اور اسکا بوجھ بھی اپنے سر رکھوں انتہائی فقر کے باعث نیز اس وجہ سے کہ موت ہر وقت پیش نظر رہے۔ اپنے کفن کو درست کرکے اپنے گھر کی کھونٹی پر لٹکا رکھا تھا۔

برقانی نے جب دار قطنی سے دریافت کیا کہ میں ان کی احادیث کو صحاح میں داخل کر دوں تو یہ فرمایا کہ ضرور داخل کردو۔ ان کی عمر ستانوے ٩٧ سال کی ہوئی ٢٨٢ھ میں رحلت فرمائی جس روز وفات پائی وہ عرفہ کا دن تھا۔

مسند بزار

اس کو مسند کبیر بھی کہتے ہیں۔ اس کے شروع میں مسند ابوبکر ہے۔ اور مسند ابوبکر میں بھی ابتدا میں وہ احادیث ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضہ سے روایت کیا ہے اور ان میں بھی سب سے پہلی یہ حدیث ہے:۔

قصہ تزویج ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا

حدثنا سلمة بن شبيب قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهري عن سالم عن عبد الله بن عمر عن عمر ح وحدثنا الحكم بن نافع ابو اليمان قال حدثنا شعيب بن ابي حمزة عن الزهري قال حدثني سالم بن عبد الله انه سمع اباه عبد الله بن عمر ان عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال لما تايمت حفصة من خنيس بن حذافة السهمي وكان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قد شهد بدرا فتوفي بالمدينة قال عمر فلقيت عثمان بن عفان فعرضت عليه

سلمہ بن شبیب، عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم، عبداللہ بن عمر ح حکم بن نافع، شعیب بن ابی حمزہ، زہری، سالم، عبداللہ بن عمر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میری لڑکی حفصہ جو خنیس بن حذافۃ السہمی کے نکاح میں تھی بیوہ ہو گئیں اور یہ خنیس وہی ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور جنگ بدر میں شریک تھے اور بعد میں مدینہ طیبہ میں انکا انتقال ہو گیا تھا۔ تو میں عثمان بن عفان سے ملا اور ان سے حفصہ کا معاملہ پیش کرکے کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہ کا نکاح تم سے کر دوں۔ اسپر حضرت عثمان کہنے لگے کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا چنانچہ کئی دن رات گزرنے کے بعد وہ پھر مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آج کل میرا نکاح کا ارادہ نہیں ہے

مسند حارث بن ابی اسامہ

یہ جاننا چاہیے کہ اگر کسی کتاب کو مرتب بہ ابواب فقہ کرتے ہیں مثلاً ایمان، طہارت، وصلوٰۃ وصوم الخ اس کو اصطلاح محدثین میں سنن کہتے ہیں۔ اور اگر صحابہ کے نام پر اس کی ترتیب ہوتی ہے۔ مثلاً ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو جدا لکھا جائے۔ اور عمرؓ کی روایات کو علیحدہ وعلی ہذا تو اسے مسند کہتے ہیں۔ اور اپنے شیوخ کے ناموں پر اگر مرتب کیا جائے مثلاً جو حدیثیں احمد نامی شخص سے سنی ہیں ان کو جدا اور جو محمد نامی سے سنی ہیں انہیں جدا علیٰ ہذا القیاس تو اس کو معجم کہتے ہیں لیکن بعض کتابیں اس اصطلاح کے برخلاف بھی مسند کے نام سے مشہور ہیں۔ چنانچہ مسند دارمی اور یہ مسند یعنی مسند حارث بن ابی اسامہ۔ اس لئے کہ مسند دارمی مرتب بہ ابواب ہے۔ اور یہ مسند مرتب بشیوخ چنانچہ اس مسند کی ابتدا مسند یزید بن ہارون سے ہے، وہ لکھتے ہیں اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ اَبِیْ زَائِدَۃَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اس سند کے ساتھ ایک حدیث بیان کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

مسلمان وہ شخص ہے کہ دوسرے مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں۔

یعنی کسی کو اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے تکلیف نہ پہنچائے اور برا نہ کہے۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے اور دادا کی طرف نسبت کرکے ان کو ابن ابی اسامہ کہتے ہیں۔ ان کے باپ کا نام محمد ہے اور ان کے دادا کا نام ابو اسامہ مشہور ہے۔ یہ بغداد کے رہنے والے اور بنی تمیم کے قبیلہ سے ہیں۔ یزید بن ہارون۔ روح بن عبادہ۔ علی بن عاصم۔ واقدی اور دوسرے علماء حدیث سے اس علم کو حاصل کیا ہے۔

ابن ابی اسامہ کا روایت حدیث پر اجرت لینے کا سبب

بیان کیا جاتا ہے کہ معتبر اشخاص کو ان سے فائدہ حاصل کرنے اور ان کی شاگردی میں اس سبب سے تردد تھا کہ وہ روایت کرنے پر طالب زر ہوتے تھے اور اجرت مانگتے تھے لیکن ابو حاتم۔ ابن حبان۔ ابراہیم جبرتی۔ دار قطنی و دیگر محققین فن رجال نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور ان کو صدوق جانا ہے۔ روایت حدیث پر اجرت لینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ محتاج اور عیال دار تھے۔ اور دختران بے شوہر رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میری چھ لڑکیاں ہیں ان میں سب سے بڑی کی عمر ۷۷ سال اور سب سے چھوٹی کی ۶۳ سال ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی شادی اس وجہ سے نہیں کی

مسند عبد بن حمید بن نصر کشیؒ

اس کے اول ہی مسند ابی بکر ہے جس کی پہلی حدیث یہ ہے :-

اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ قَالَ اِنَّکُمْ تَقْرَؤُوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ یَاْخُذُوْا عَلٰی یَدَیْهِ اَوْشَکَ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ۔

یزید بن ہارون، اسمٰعیل بن ابی خالد قیس بن ابی حازم ابوبکر صدیق سے روایت کرتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھتے رہتے ہو (مگر اسکا مطلب سمجھنے کیوقت یہ ضرور ملحوظ رہے) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ کو نہ روکیں تو کچھ بعید نہیں کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ کا عذاب عام گھیرے۔

الکش بفتح کاف و شین معجمہ جرجان میں ایک قریہ ہے۔ اور الکس بالکسر و بالفتح سمرقند کے قریب ایک شہر ہے۔ اور اس کو شین معجمہ کے ساتھ نہ پڑھنا چاہیئے چنانچہ عنقریب ہم اس کا ذکر کریں گے دیکھو قاموس باب الشین والسین۔

ان کی کنیت ابو محمد اور نام عبد الحمید بن حمید بن نصر ہے تخفیف کی وجہ سے لوگوں نے صرف عبد پر اکتفا کیا اور عبد بن حمید کے نام سے مشہور ہوئے۔ دوسری صدی ہجری کے شروع میں اپنے وطن سے رحلت کی۔ انھیں جوانی میں علم حدیث کا شوق پیدا ہوا۔ یزید بن ہارون اور عبد الرزاق اور محمد بن بشیر اور دیگر ائمہ فن حدیث سے حدیث کا استفادہ کیا۔ امام مسلمؒ جو صاحب صحیح ہیں اور امام ترمذیؒ اور دوسرے محدثین ان سے بکثرت روایت کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ بھی دلائل النبوۃ میں بطریق تعلیق ان سے روایت لائے ہیں اور ان کا نام عبد الحمید بیان کیا ہے۔ الغرض اس فن کے اماموں میں شمار ہوتے ہیں۔ اور بہت ثقہ اور معتبر خیال کئے جاتے ہیں ۲۴۹ھ ہجری ان کا سال وفات ہے۔ منجملہ ان کی اور تصنیفوں کے ایک یہ مسند ہے اس کو مسند کبیر اس سبب سے کہتے ہیں کہ اس سے ایک اور مسند انتخاب کر کے مسند صغیر تیار کی ہے۔ دوسری تصنیف ایک تفسیر ہے۔ جو دیار عرب میں مشہور اور متداول ہے۔ اس کے علاوہ دیگر تصنیفات بھی ہیں۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ الْاَسَدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَسْمَاءَ اَوِ ابْنِ اَسْمَاءَ الْفَزَارِيِّ. قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ كُنْتُ اِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا نَفَعَنِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا شَاءَ اَنْ يَنْفَعَنِيْ مِنْهُ قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَصَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ لَهُ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ الْاٰيَةَ وَالْاٰيَةَ الْاُخْرٰى وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ الْاٰيَةَ۔

شعبہ، عثمان بن المغیرہ علی بن ربیعۃ الاسدی، اسماء یا ابن اسماء الفزاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضؓ کو یہ کہتے سنا کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنتا ہوں تو مجھکو اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھ نفع پہنچاتا ہے جس سے وہ چاہتا ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکر نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے (اور ابوبکر نے سچ کہا تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی گناہ کرکے (پشیمان ہو) اور پھر وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف فرما دیتا ہے۔ پھر اس کے استشہاد میں کلام مجید کی یہ آیت پڑھی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا الخ اور نیز یہ دوسری آیت وَمَنْ يَّعْمَلْ الخ۔

ان کا نام سلیمان بن داؤد بن الجارود طیالسی ہے۔ یہ دراصل شہر فارس کے رہنے والے ہیں اور آخر میں بصرہ کی سکونت اختیار فرمائی تھی اور وہاں کے محدثین میں سے مثل شعبہ و ہشام دستوائی و ابن عون وغیرہم سے کثرت کے ساتھ روایت رکھتے ہیں اور احادیث طویلہ کو خوب محفوظ رکھتے تھے۔ اور اپنے زمانہ میں اسی کمال کے ساتھ مشہور و معروف تھے۔ انہوں نے ایک ہزار شیوخ سے علم حدیث کو حاصل کیا تھا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی اور نفع حاصل کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو کچھ ان سے لکھا گیا ہے اس کا شمار چالیس ہزار احادیث کے بقدر پہنچتا ہے، یعنی طرق حدیث و آثار و موقوفات۔ آپ کی اسّی سال کی عمر ہوئی[1]۔ اور ۲۰۴ھ میں انتقال فرمایا۔ یحییٰ بن معین ابن المدینی۔ فلاس۔ وکیع اور دوسرے علماء فن رجال نے ان کی بیحد تعدیل و توثیق فرمائی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ وہ اسی قسم کے آدمی تھے۔ یہ ابوداؤد وہ ابوداؤد نہیں ہیں جن کی سنن صحاح ستہ میں داخل ہے۔ بلکہ یہ ان سے بہت زمانہ پہلے ہیں جیسا کہ ان کی تاریخ وفات سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو صاحب صحاح ہیں غالباً ان سے ایک واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ (اور بعض اوقات دو واسطے ہوتے ہیں)

[1] بعض کے نزدیک ان کی عمر ۷۲ سال کی ہوئی۔

جبتک اصل معنی واحد ہیں حدیث واحد ہی رہے گی بلکہ وہ ان خصوصیات کا بھی اعتبار نہیں کرتے جو اصل معنی پر زائد ہیں۔ وہ صرف محط فائدہ اور ماخذ حکم پر نظر کرتے ہیں۔ اور حقیقت الامر یہ ہے کہ چونکہ فقہا کی مدّ نظر استنباط ہوتا ہے اس وجہ سے وہ اسی کا مقتضی ہے کہ جب تک اصل معنی واحد ہیں حدیث کو واحد ہی شمار کیا جائے۔ امام احمدؒ جب اس مسند کے مسودہ سے فارغ ہوگئے تو انہوں نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور انہیں یہ مسند سنا کر فرمایا کہ "یہ وہ کتاب ہے جسے میں نے جمع کیا ہے۔ اور سات لاکھ پچاس ہزار روائیتوں سے انتخاب کیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں مسلمانوں کا اختلاف ہو تو وہ اپنا مرجع اور معیار اس کتاب کو بنائیں اگر اس کتاب میں اس کی اصل پائیں تو فبہا ورنہ اسے غیر معتبر خیال کریں۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اس سے مراد وہی احادیث ہیں جو درجہ شہرت یا تواتر معنی کو نہیں پہنچیں ورنہ ایسی احادیث مشہورہ بہت ہیں جو مسند میں نہیں ہیں۔ مسند امام احمد میں سب سے اوّل مسند ابی بکر صدیق ہے، اور اسکی ابتدائی حدیثوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے انھوں نے اپنے زمانہ خلافت میں ممبر پر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا تھا کہ اے لوگو! تم اس آیۃ کو پڑھتے ہو۔ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ اور تم اس آیۃ کا مطلب یہ سمجھتے ہو کہ مسلمانوں کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر تم راہ یاب ہوگئے تو گمراہوں کی گمراہی سے تم کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا (اور اس وجہ سے تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ضروری نہیں خیال کرتے) حالانکہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اگر لوگ امر غیر مشروع پر سکوت کریں اور اس کے تغیر و تبدل کی فکر نہ کریں تو اس کا ڈر ہے کہ حق تعالےٰ گنہ گاروں کے ساتھ سکوت کرنے والوں کو بھی عذاب میں گرفتار فرمائے (کیونکہ یہ وعظ و نصیحت اور تغیر غیر مشروع کے ترک کرنے کی وجہ سے گنہ گار ہوئے)

پس آیۃ کے معنی اس طرح پر ہیں کہ تم اپنی جانوں کا فکر کرو۔ یعنی تمہارے ذمہ پر جو واجبات ہیں انکو ادا کرو اور منجملہ انکے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہے لیکن جبکہ تم نے اپنی طرف سے پوری سعی کی اور پھر بھی وہ لوگ باز نہ آئے تو اس صورت میں تم بری الذمہ ہو اور ان کی معصیت سے تمہیں کوئی ضرر نہ ہوگا اور عذاب میں مبتلا نہ ہوگے۔

مسند ابوداؤد الطیالسی

اس مسند کے ابتدا میں مسند ابوبکر ہے اور اس کے اول یہ حدیث ہے:۔

بہ ترتیب ابواب مرتب کیا تھا لیکن یہ نسخہ تیمور کے اس حادثہ میں جو دمشق پر واقع ہوا تھا مفقود ہو گیا حافظ ابوبکر بن محب الدین نے اس کو حروف معجم پر ترتیب دیا۔

حافظ ابوالحسن ہیثمی نے ان احادیث کو جو امام احمد کی مسند میں صحاح ستہ کی حدیثوں سے زائد ہیں جُداگانہ کے مشتمل بر ابواب کیا ہے۔ اس جگہ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ قطیعی تصغیر کا صیغہ نہیں ہے۔ بلکہ قاف کے فتحہ اور طاء کے کسرہ سے ہے یاء اس میں نسبت کی ہے۔ یعنی منسوب بہ قطیعہ۔ قطیعہ بغداد میں سات محلّوں کا نام ہے۔ قاموس میں ہے کہ قطیعہ بروزن شریعہ بغداد میں چند محلے ہیں جن کو خلیفہ منصور نے اعیان دولت کو آبادی و سکونت کے لئے عطا کئے تھے۔ قاموس میں ان محلّوں کے نام شمار کر کے لکھا ہے کہ انھیں میں سے قطیعۃ الدقیق ہے اور احمد بن جعفر بن حمدان محدث وہیں کے رہنے والے ہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ابوبکر قطیعی یہی ہیں قطیعہ کو ہندی میں کٹرہ کہتے ہیں۔ امام احمد کی اس مسند کے علاوہ جسکا صرف مسودہ ہی تھا اور جسے انہوں نے اپنی حیات میں مرتب اور مہذب نہیں کیا تھا۔ اور بھی تصنیفات ہیں منجملہ ان کے ایک تفسیر ہے جو بہت مبسوط ہے اور کتاب المزید۔ کتاب الناسخ والمنسوخ کتاب المنسک الکبیر۔ کتاب المنسک الصغیر اور کتاب حدیث شعبہ ہے۔ فضائل صحابہ میں بھی ایک تصنیف ہے اور حضرت ابوبکر و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں بھی ان کی تصنیفات ہیں۔ اور ایک کتاب تاریخ میں ہے۔ کتاب الاشربہ بھی ان کی ہی تصنیف ہے۔ لیکن ان کی یہ تمام تصنیفات اصول مذہب اور اس کے ماخذ کے بیان میں مؤطا کے مثل نہیں ہیں۔ بلکہ از قبیل فوائد دینی ہیں اور اس امر میں تمام محدثین ان کے شریک ہیں بلکہ ان سے سبقت رکھتے ہیں۔

تعداد احادیث

مشہور ہے کہ مسند میں اصل میں تیس ہزار حدیثیں ہیں اور اگر انکے بیٹے عبداللہ کی زیادات کو ملا لیا جائے تو چالیس ہزار احادیث ہوتی ہیں لیکن بعض محدثین نے اپنے شیوخ اور بعض ثقات سے یہ نقل کیا ہے کُل تیس ہزار احادیث ہیں۔ واللہ اعلم۔ ان اقوال میں اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ جن لوگوں نے مکرر احادیث کو شمار کیا ہے انہوں نے چالیس ہزار کہہ دیا۔ اور جس نے انہیں ساقط کر دیا وہ تیس ہزار کہتے ہیں۔ پس دونوں قول اس طرح صحیح ہو گئے۔ اس جگہ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ محدثین کے نزدیک جس وقت حدیث کا راوی صحابی مختلف ہو جاتا ہے تو حدیث دوسری ہو جاتی ہے۔ گو الفاظ و معنی حدیث اور قصہ متحد ہوں۔ البتہ فقہاء کی اصطلاح میں فقط معنی کا اعتبار ہے

فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَرْکَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِیْلَ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِہٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ الطَّھُوْرُ مَاءُہٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُہٗ۔

کریں تو تشنہ رہیں بس ان حالات کے ہوتے ہوئے کیا سمندر کے پانی کو ہم وضو کے کام میں لا سکتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ اس میں شبہ ہی کیا ہے) سمندر کا پانی بالکل پاک ہے اور اس کا مردار حلال وطیب ہے۔

ف۔ مترجم کہتا ہے کہ صحابہ نے سمندر کے پانی کی نسبت اس وجہ سے سوال کیا تھا کہ سمندر کا پانی جاری نہیں ہے بلکہ ٹھیرا ہوا ہے اور اس میں ہر طرح کے جانور وغیرہ مرتے ہیں اور یا اس وجہ سے کہ آپ کا ارشاد ہے کہ بحر کے نیچے نار ہے تو اس کی ملابست کی وجہ سے شاید اس پانی کا استعمال عبادات کے لئے پسند نہ ہو۔ نیز ممکن ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہوں۔

مسند امام احمد بن حنبلؒ

مسند امام احمد بن حنبل اگرچہ خود امام عالی مقام کی تصنیف اور آپ ہی کی لکھی ہوئی ہے لیکن اس میں بہت سے زیادات ان کے بیٹے عبداللہ کے ہیں۔ اور بعض زیادات ابوبکر قطیعی کے بھی ہیں۔ جو اس کتاب کو ان کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کتاب مستطاب اٹھارہ مسندوں پر مشتمل ہے۔

مسند عشرہ مبشرہ[1]۔ مسند اہل بیت نبوی[2]۔ مسند ابن مسعود[3]۔ مسند عبداللہ بن عمر[4]۔ مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص وابی رمثہ[5]۔ مسند حضرت عباس اور ان کے نامور صاحبزادوں کا[6]۔ مسند عبداللہ بن عباس[7]۔ مسند ابی ہریرہ[8]۔ مسند انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[9]۔ مسند ابی سعید خدری[10]۔ مسند جابر بن عبداللہ انصاری[11]۔ مسند مکیاں[12]۔ مسند مدنیاں[13]۔ مسند کوفیاں[14]۔ مسند بصریاں[15]۔ مسند شامیاں[16]۔ مسند انصار[17]۔ مسند عائشہ مع مسند النساء[18]، اور تمام کتاب کو اکہتر اجزاء پر تقسیم کیا ہے یہ تقسیم حسن بن علی ابن المذہب کی ہے جو قطیعی سے اس کتاب کو روایت کرتے ہیں۔ امام احمد اس کتاب کو بطریق بیاض جمع کرتے تھے۔ اس کی ترتیب و تہذیب خود امام سے واقع نہیں ہوئی بلکہ ان کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ اس کی ترتیب میں مشغول ہوئے مگر اس میں بہت سی خطائیں ان سے ظاہر ہوئیں۔ مدینہ والوں کو شامیوں میں اور شام والوں کو مدینہ والوں میں جمع کر دیا ہے چنانچہ بعض حفاظ متقنین نے اسی ترتیب پر رکھا ہے۔ اور اصفہان کے بعض محدثین نے اس کو بہ ترتیب ابواب مرتب کیا ہے لیکن وہ نسخہ میری نظر سے نہیں گذرا۔ حافظ ناصر الدین بن زریق نے بھی

نے خود اس مسند کے خطبہ میں ان مسندوں اور نیز ان کے مصنفین کا نام اور ان مصنفین تک اپنی سند کو مفصل بیان کیا ہے۔ اس وقت تک کثرت سے دو مسند رائج اور مشہور ہیں۔ اول حافظ الحدیث محمد بن یعقوب حارثی کا مسند اور دوسرا حافظ الوقت حسین بن محمد بن خسرو کا مسند۔ چنانچہ راقم الحروف کو بھی ان تینوں مسندوں کی اجازت اپنے شیوخ سے پہنچی ہے۔ اس مسند کو حضرت امام اعظمؒ کی طرف نسبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم مسند ابوبکر کو جو حضرت امام احمد کا ترتیب دادہ ہے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف نسبت کریں اور اس میں زیادہ مغالطہ نہیں ہے۔

مسند حضرت امام شافعیؒ

یہ اُن احادیث مرفوعہ کا مجموعہ ہے جنہیں خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کے روبرو سند کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے اور روایت کیا کرتے تھے اور ان حدیثوں میں سے جو حدیثیں ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم نے ربیع بن سلیمان مرادی سے سُن کر کتاب الامّ اور مبسوط کے ضمن میں جمع کی تھیں۔ یہاں انہیں ایک جگہ پر جمع کر کے مسند امام شافعی نام رکھ دیا ہے۔ اور ربیع بن سلیمان نے جو امام شافعیؒ کے بلا واسطہ شاگرد ہیں۔ تمام حدیثوں کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے۔ البتہ جزو اول کی چار حدیثوں کو امام شافعیؒ سے بواسطہ بویطی کے روایت کیا ہے اور جامع وملتقط کی حدیثوں کو ایک شخص نے جو نیشاپور کے رہنے والے ہیں اور جن کا نام ابوجعفر محمد بن مطر ہے ابواب امّ اور مبسوط سے انتخاب کر کے جدا لکھا۔ اور چونکہ یہ سب ابوالعباس اصم کا جمع کردہ تھا اسی وجہ سے اسے مسند شافعی لکھتے ہیں بعض کا یہ قول ہے کہ خود ابوالعباس نے اُن احادیث کو انتخاب کیا ہے اور محمد بن مطر صرف کاتب تھے بہرحال وہ مسند نہ مسانید ہی کی ترتیب پر ہے نہ ابواب کی بلکہ کیف ما اتفق انتخاب کر کے جدا لکھا گیا اور اسی وجہ سے اس کے اکثر موقعوں میں بہت تکرار واقع ہوئی ہے۔ اس مسند کے شروع میں یہ حدیث ہے

قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ فِیْمَا اَخْرَجَ مِنْ کِتَابِ الْوُضُوْءِ یَعْنِیْ مِنْ کِتَابِ الْاُمِّ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ سَلَمَۃَ رَجُلٍ مِّنْ اٰلِ ابْنِ الْاَزْرَقِ اَنَّ الْمُغِیْرَۃَ بْنَ اَبِیْ بُرْدَۃَ وَھُوَ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الامّ کے باب وضو کی روایات میں اس سند کے ساتھ بیان کیا۔ مالک صفوان بن سلیم سعید بن سلمہ، مغیرہ بن ابی بردہ، ابوہریرہ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پینے کیلئے پانی لے لیتے ہیں اب اگر اسی سے وضو

چونکہ ان دونوں کتابوں کے مقاصد ان کے نام سے ہی ظاہر ہیں اس لئے ان کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے اور آخری کتاب بہت رائج اور مشہور ہے اور اول کتاب بھی دستیاب ہوتی ہے۔ اور مشارق قاضی عیاض صحیحین اور موطا دونوں کی شرح ہے۔ امام بونی نے بھی (جن کا نام عبدالملک مروان بن علی ہے) موطا کی شرح لکھی ہے۔ انہوں نے اس شرح کا نام کشف المغطی رکھا ہے یہ شرح دیار مغرب میں ملتی ہے۔ بہت مفید اور نافع ہے۔ متاخرین میں سے شیخ جلال الدین سیوطی نے اسکی ایک شرح لکھی ہے اس کا نام تنویر الحوالک فی شرح موطا مالک ہے۔ یہ شرح بھی اس دیار میں ملتی ہے اور حضرت شیخ المشائخ پیشوائے علماء راسخین جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز نے بھی اس موطا کی جو بروایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی ہے دو شرحیں لکھی ہیں۔ پہلی شرح کچھ دقیق اور مجتہدانہ فارسی زبان میں ہے مصفّٰی فی احادیث الموطا اس کا نام ہے۔ اور دوسری شرح مختصر ہے۔ اس میں صرف فقہاء حنفیہ و شافعیہ کے مذاہب بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور کچھ ان ضروری امور کا بھی (جو مشکل تھے شرح غریب سے ضبط کر کے) بیان کیا ہے۔ اس کا نام مُسَوّٰی مِنْ اَحَادِیْثِ الْمُوَطَّا ہے۔ راقم الحروف نے اس شرح کو ان سے ضبط و اتقان کے ساتھ سنا ہے۔

فائدہ مہمہ۔ یہ جاننا چاہئے کہ اس زمانہ میں چاروں اماموں کی تصنیف میں سے موطا کے سوا علم حدیث میں اور کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔ اور دوسرے اماموں کے مسانید جو عالم میں مشہور ہیں وہ امام خود ان کی تصنیف میں مشغول نہیں ہوئے بلکہ دوسرے اشخاص نے جو ان کے بعد میں آئے ہیں انکے مرویات کو جمع کر کے مسند فلاں نام رکھ دیا اور یہ امر ہر عقلمند جانتا ہے کہ کسی شخص کے مرویات اس وقت تک رطب و یابس یعنی صحیح و ضعیف کا مجموعہ رہتی ہیں جب تک وہ شخص جس کی بندگی و فضیلت کا ہم اعتقاد رکھتے ہیں خود اس مخلوط کو چند دفعہ گہری نظروں سے مطالعہ کر کے متمیز نہ کر دے۔ اور جبتک وہ اپنے شاگردوں کو تعلیم نہ کرے کسی قسم کا اعتماد اور بھروسہ نہیں ہو سکتا۔

مسانید حضرت امام اعظمؒ

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس وقت جو حضرت امام اعظمؒ رحمۃ اللہ علیہ کا مسند مشہور ہے وہ قاضی القضاۃ ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کا تالیف کردہ ہے جو ۶۶۷ھ میں رائج ہوا ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ان مسانید کو جنکو علماء سابق نے تیار کیا تھا اس مسند میں جمع کر دیا ہے اور اپنے خیال کے موافق کسی ایسی چیز کو جو امام صاحب کے مرویات سے تھی ترک نہیں کیا۔ چنانچہ قاضی القضاۃ

ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا وقت اچھی طرح معلوم تھا۔ پس ان کی نسبت تو تفہیم میں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا اور دوسرے لوگوں کو ان سے سنکر معنی واضح ہو گئے اور تفہیم پائی گئی دیکھو حضرت عائشہ رض نے آپ کی نماز عصر کا معمول اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا وَلَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ۔ — رسول اللہ ایسے وقت میں عصر کی نماز پڑھتے تھے کہ دھوپ میرے حجرہ میں ہوتی تھی اور اسوقت تک سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رض کا یہ بیان ایسے لوگوں کے سوا کسی کو مفید نہیں ہوسکتا کہ جنہوں نے حجرہ مبارک کو دیکھا ہو اور آفتاب کا اس میں پایا جانا اور سایہ کے ظاہر ہونیکو اس پر قیاس کر لیا ہو۔ اسی طرح حدیث مذکور میں بھی سمجھنا چاہئے۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ امام محمد کے کلام میں جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے کہ وَمَنْ عَجَّلَ الْعَصْرَ كَانَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ أَقَلَّ مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بظاہر مخدوش معلوم ہوتی ہے کیونکہ قواعد ظلال کے موافق ایک مثل سایہ اکثر میں اس وقت گذرتا ہے جبکہ چوتھائی دن باقی رہ جائے۔ پس دونوں وقت اس حساب سے برابر ہونے چاہئیں نہ زیادہ نہ کم۔ لیکن امام کے کلام کی یہ توجیہ ہوسکتی ہے کہ امام کی مراد مابین الظہر سے مابین وقت المتعارف للصلوٰۃ ہے یعنی اس وقت کے شروع سے کہ جب آپ ظہر کی نماز ادا کرتے تھے۔ اور خصوصاً گرمیوں کے دن میں کہ جن میں ابراد (نماز کو ٹھنڈا کرنا) مستحب ہے، عصر تک کا وقت عصر اور مغرب کے درمیانی وقت سے بشرطیکہ عصر میں تعجیل کی جائے تھوڑا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

تفصیل شروح مؤطا

ملا علی قاری نے جو متاخرین میں سے ہیں اسی نسخہ مؤطا کی شرح کی ہے اور اس دیار میں یہی نسخہ مروج اور مشہور ہے۔ اور مؤطا کے متعلقات میں سے دو کتابیں اور ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ابن عبدالبر کی تصنیف ہیں۔ ایک کا نام کتاب التقصی لمافی الموطامن الاحادیث ہے چونکہ اس کتاب میں مؤطا کی حدیثوں کو تمام وکمال درج کیا ہے اسی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا اور لغوی معنی سے ان معنی کو یہ مناسبت ہے کہ تقصی کے لغوی معنی دور جانے کے ہیں۔ مؤلف کی مراد اس نام سے مبالغہ کرنا ہے یعنی مؤطا کی حدیثوں کو اس کے تمام نسخوں سے جمع کر دیا ہے اور دوسری کتاب کا نام۔ کتاب[1] الْاِسْتِذْكَارُ لِمَذَاهِبِ عُلَمَاءِ الْاَمْصَارِ فِيمَا تَضَمَّنَهُ الْمُوَطَّا مِنْ مَعَانِي الرَّاْيِ وَالْاٰثَارِ ہے۔

[1] "الاستذکار لمذاہب الامصار فیما تضمنہ الموطا من معانی الرای والآثار" ابن خلکان

بَیْنَ الْعَصْرِ اِلَی الْمَغْرِبِ قَرِیْنًا یَدُلُّ عَلٰی تَاْخِیْرِ الْعَصْرِ وَتَاْخِیْرُ الْعَصْرِ اَفْضَلُ مِنْ تَعْجِیْلِھَا مَادَامَتِ الشَّمْسُ بَیْضَاءَ نَقِیَّۃً لَمْ یُخَالِطْھَا صُفْرَۃٌ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَائِنَا رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ انتہٰی

ظہر اور عصر کی نمازوں کا درمیانی وقت عصر اور مغرب کی نمازوں کے درمیانی وقت سے کم ہوگا پس اس سے ثابت ہوا کہ عصر میں تاخیر ہونی چاہئے لیکن عصر کی تاخیر اس کی تعجیل سے اسی وقت تک بہتر ہے جبتک سورج سفید اور صاف ہو یعنی اس پر زردی بالکل نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا ہے۔

تاخیر عصر پر بحث

راقم الحروف کہتا ہے امام محمد نے جو کچھ اس حدیث سے استنباط کیا ہے وہ صحیح ہے اور حدیث کا مدلول صرف اسی قدر ہے کہ صلوٰۃ عصر اور غروب آفتاب کا مابین اس وقت سے کمتر ہونا چاہئے جو زوال آفتاب سے صلوٰۃ عصر تک ہوتا ہے۔ تاکہ عمل کی کمی اور عطا کی زیادتی جو کہ تشبیہ سے مقصود ہے درست ہو۔ اور یہ بات تاوقتیکہ عصر کو اس کے اول وقت سے مؤخر نہ کیا جائے متحقق نہیں ہوسکتی۔ لیکن اس حدیث سے یہ تمسک کرنا (جیسا کہ بعض فقہا سے منقول ہے) کہ عصر کا وقت مثلین سے شروع ہوتا ہے اور اس سے پہلے ظہر کا وقت ہے ٹھیک نہیں۔ کیونکہ حدیث اس مطلب پر دلالت نہیں کرتی۔ البتہ اگر الفاظ حدیث یہ ہوتے مَا بَیْنَ وَقْتِ الْعَصْرِ اِلَی الْغُرُوْبِ تو اس امر کی گنجائش تھی۔ اور اس حدیث سے بلاشک استدلال درست ہوجاتا چونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں مَا بَیْنَ صَلوٰۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ۔ اور ظاہر ہے کہ عصر کی نماز اول وقت میں متحقق نہیں ہوتی تھی تاکہ مدعا حاصل ہو۔ اور جو مقابلہ اوقات کا آپ نے بیان فرمایا اس میں تشبیہ کا دارومدار عصر سے غروب آفتاب کے اس درمیانی وقت پر ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے موافق تھا۔ اور اس وقت سے جب حضور کی مسجد میں عادۃً عصر کی نماز ہوتی تھی۔ مغرب تک کا وقت ظہر اور عصر کے درمیانی وقت سے بے شک تھوڑا ہوتا تھا گو عصر کے ابتدائی وقت سے غروب آفتاب تک کا وقت ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کے برابر ہو۔

اگر کسی کے دل میں ہماری اس تقریر سے یہ شبہ ہو کہ تشبیہ کی غرض تفہیم یعنی سمجھانا ہے اور اس صورت میں ایک قسم کی خیال بندی لازم آتی ہے۔ کیونکہ عصر کی نماز پڑھنے کا کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ ہر کوئی تمام وقت کے کسی نہ کسی حصہ میں نماز پڑھ لیتا ہے جس سے کسی وقت کی ابتدا متعین کرنا دشوار ہے بخلاف عصر کے اصلی وقت کے کہ وہ خود فی حد ذاتہ متعین ہے تو اس خلجان کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ تشبیہ بیشک سمجھانے کے لئے ہے لیکن مخاطبین کلام کو سمجھانے کیلئے۔ اور جو لوگ اس وقت مخاطب تھے

موطا کا سولہواں نسخہ

بروایت امام محمد بن الحسن شیبانی

یہ بروایت امام مجتہد محمد بن الحسن شیبانی ہے امام محمد صاحب ایسے معروف و مشہور ہیں کہ کچھ تعریف و توصیف کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے اپنی موطا کو اس حدیث پر ختم کیا ہے۔

اخبرنا مالك عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان اجلكم فيما خلا من الامم كما بين صلوة العصر الى مغرب الشمس وانما مثلكم ومثل اليهود والنصارى كرجل استعمل عمالا فقال من يعمل لي الى نصف النهار على قيراط قيراط فعملت اليهود ثم قال من يعمل لي من نصف النهار الى العصر على قيراط قيراط فعملت النصارى على قيراط قيراط ثم قال من يعمل لي من صلوة العصر الى مغرب الشمس على قيراطين قيراطين الا فانتم الذين تعملون من صلوة العصر الى مغرب الشمس على قيراطين قيراطين قال فغضب اليهود والنصارى وقالوا نحن اكثر عملا واقل عطاء قال هل ظلمتكم من حقكم شيئا قالوا لا قال فانه فضلي اوتيه من اشاء. قال محمد هذا الحديث يدل على ان تاخير العصر افضل من تعجيلها الا ترى انه جعل ما بين الظهر الى العصر اكثر مما بين العصر الى المغرب في هذا الحديث ومن تعجل العصر كان ما بين الظهر الى العصر اقل مما

مالک عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ اے مسلمانو! تمہاری مدت حیات وبقا دیگر گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسا کہ عصر کی نماز سے مغرب تک کا وقت گویا تمہاری اور یہود ونصاریٰ کی مثال یوں بیان ہو سکتی ہے کہ ایک شخص نے کسی کام کیلئے چند مزدوروں کو رکھا اور کہا کہ تم میں سے کتنے ایسے ہیں کہ جو صبح سے دوپہر ڈھلنے تک کام کریں اور ایک ایک قیراط لیتے رہیں چنانچہ یہود نے اسکی تعمیل کی اسکے بعد وہ کہنے لگا کہ اب تم میں ایسے کتنے آدمی ہیں جو دوپہر ڈھلنے سے عصر کے وقت تک اسی ایک ایک قیراط پر رضامند ہوں اسکو نصاریٰ نے منظور کر لیا پھر اسنے کہا اب کون ہے جو فقط عصر کی نماز سے مغرب تک کام کرے اور دو دو قیراط اجرت کے لیلے (اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) یاد رکھو یہ تم لوگ ہو کہ تمنے عصر سے مغرب تک کام کیا اور دو دو قیراط ملے۔ یہود ونصاریٰ اسپر ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہمارا کام زیادہ اور مزدوری کم ہے اسنے جواب دیا کہ جو مزدوری تمہاری مقرر کیگئی تھی اسکے دینے میں تو کچھ کمی نہیں کی انہوں نے کہا کہ نہیں اسپر مالک نے جواب دیا تو پھر اس سے آگے میرا فضل ہے اس میں سے جتنا چاہوں دوں۔

اس روایت کو نقل کرکے امام محمد نے اسپر استدلال کیا کہ عصر کو ذرا تاخیر سے پڑھنا جلدی پڑھنے سے افضل ہے دیکھو رسول اللہ صلعم نے اس حدیث میں بات بتائی کہ ظہر اور عصر کا درمیانی وقت عصر اور مغرب کے درمیانی وقت سے زیادہ ہونا چاہئے اب جو شخص عصر میں زیادہ عجلت کریگا تو اسکے مسلک پر

قباحت کا غالباً یہ سبب ہے کہ وہ مغفّل تھے۔ لوگ ان کو فریب دیتے تھے۔ دوسرے اشخاص ان حدیثوں کو جو غیر معتبر تھیں موطا میں درج کرکے انکے سامنے پڑھتے تھے اور وہ انھیں یاد کرلیتے تھے نہ یہ کہ خود جھوٹ بولتے تھے۔ چنانچہ دار قطنی نے فوراً اس کی تصدیق کی۔ اور اس امر کو صراحت کے ساتھ بیان کیا۔ اصل میں یہ قریشی تھے۔ بنی سہم سے جو قریش کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ ہے، اول اول مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے آخر میں بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔ تقریباً ایک سو سال کی عمر پائی۔

موطا کا پندرہواں نسخہ

بروایت سوید بن سعید

یہ سوید بن سعید سے روایت ہے اور ان کے منفردات میں سے یہ حدیث ہے۔

مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ فَاِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔

مالک، ہشام بن عروہ، عروہ، عبداللہ بن عمرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس صورت میں اٹھائے گا کہ آدمیوں کے سینے سے علم سلب کرلیا جائیگا بلکہ علماء اٹھالئے جائینگے اور جب انکا کوئی جانشین عالم باقی نہ رہیگا تو مخلوق جاہلوں کو اپنا سردار خیال کرے گی۔ اور ان سے ہی اپنے مسائل دریافت کریگی اور وہ بغیر علم کے فتوی دیکر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

علامہ سوید بن سعید کا تذکرہ

ان کی کنیت و نام ابو محمد سوید بن سعید الہروی ہے اور حدثانی بھی انکو کہتے ہیں۔ مسلم اور ابن ماجہ نے اُن سے روایت کی ہے۔ اور وہ انھیں معتبر جانتے ہیں۔ ابو القاسم بغوی تو انہیں حفاظ حدیث میں شمار کرتے تھے۔ لیکن امام احمد بن حنبل بعض امور میں ان پر گرفت فرمایا کرتے تھے۔ اس فن کے محققین کا یہ بیان ہے کہ جب وہ اپنے نوشتہ میں سے روایت کیا کرتے تھے تو احتیاط کو مدنظر رکھتے تھے۔ اور جب اپنی یاد سے لکھواتے تھے تو خطا کرتے تھے۔ اور آخر عمر میں کبرسنی اور بڑھاپا اور ضعف بصارت و حافظہ میں خلل ہونیکے سبب سے قابل اعتماد نہیں رہے تھے۔ اگرچہ ان کی احادیث میں بہت سے منکرات ہیں لیکن امام مسلم نے ان منکرات کو اصول معتبرہ سے دفع کرکے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے۔ ماہ شوال ۲۴۰ھ میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ۔

ہیں ہوئی۔ بخاری اور مسلم میں ان کی روایت موجود ہے۔ جو اشخاص رجال حدیث سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے وہ دونوں میں اشتباہ پیدا کر دیتے ہیں۔

موطا کا تیرھواں نسخہ،

بروایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی

یہ نسخہ بروایت یحییٰ بن یحییٰ التمیمی ہے۔ جو باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں منعقد کیا ہے۔ اور یہی ابواب موطا کا آخر باب ہے۔ اسی پر ان کے موطا کا اختتام ہے اس میں یہ حدیث ہے۔

مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ۔

مالک، ابن شہاب، حضرت محمد بن جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں محمد۔ اور احمد۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے کفر کی جڑ کاٹی ہے اور نیز قیامت کے دن تمام آدمی میرے قدم بقدم چلیں گے اس وجہ سے میرا نام ماحی اور حاشر ہے اور میرا نام عاقب بھی ہے۔

موطا کا چودھواں نسخہ (بروایت ابوحذافہ سہمی)

ابوحذافہ سہمی کا تذکرہ

یہ بروایت ابوحذافہ سہمی ہے۔ ان کا نام احمد بن اسمٰعیل ہے۔ وفات کے اعتبار سے یہ امام مالک کے آخری شاگردوں میں سے ہیں۔ بغداد میں عیدالفطر کے روز ۲۵۹ھ میں وفات پائی۔ چونکہ شرائط کے لحاظ سے چنداں معتبر نہ تھے۔ اس باعث سے دارقطنی ان کی تضعیف کر کے کہتے تھے کہ بعض اشخاص نے ایسی چند احادیث جو موطا سے خارج ہیں موطا میں داخل کر کے انہیں سنائیں۔ اور وہ متنبہ نہیں ہوئے خطیب فرماتے ہیں کہ دانستہ جھوٹ نہ بولتے تھے۔ لیکن غفلت اور سادگی کی بنا پر اس بلا میں پڑ جاتے۔ برقانی جو دارقطنی کے شاگرد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے دارقطنی سے دریافت کیا تھا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی کتاب جس میں احادیث صحیحہ ہوں جمع کروں اس میں ابوحذافہ کی روایت کو بھی درج کروں یا نہیں۔ فرمایا کچھ ڈر نہیں ہے۔ مگر ابن عدی نے بیان کیا کہ ابوحذافہ امام مالک رح سے بے اصل اور باطل باتیں روایت کرتے ہیں ان کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ اور اس

بھی اس کتاب کی تمام احادیث کو اپنے شیخ سے حاصل کرکے مطالعہ کیا ہے۔ غالب یہ ہے کہ غافقی کے ان نسخوں کے صحاب تک دو واسطے ہوتے ہیں۔ اور امام مالکؒ تک تین واسطے۔ اس مسند کے آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ مؤطا کے ان بارہ نسخوں میں کل چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶ احادیث ہیں۔ ان میں سے ستانوے ۹۷ حدیثیں مختلف فیہ ہیں کہ بعض اہل نسخہ وہ حدیثیں رکھتے ہیں اور بعض نہیں رکھتے اور باقی متفق علیہ ہیں کہ تمام نسخوں میں موجود ہیں۔ اور منجملہ ان کے ستائیس ۲۷ حدیثیں مرسل ہیں اور پندرہ ۱۵ موقوف۔ امام مالکؒ کے شیوخ جن کے نام اس مسند میں مذکور ہیں تعداد میں پچھتر ۷۵ ہیں۔ دو جگہ پر بغیر تعیین نام کے یہ عبارت مذکور ہے۔ مَالِكٌ عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ۔ یعنی امام مالک نے ایسے شخص سے روایت کی ہے جو ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔ امام مالکؒ نے لفظ بَلَغَنِي سے بغیر ذکر راوی کے پانچ موقعوں میں روایت کی ہے۔ جملہ رجال صحابہ کی تعداد جو اس مسند میں مذکور ہیں پچاسی ۸۵ ہے اور صحابیات میں سے تیئیس ۲۳ اور تابعین میں سے اڑتالیس ۴۸ ہیں۔

علامہ ابو القاسم غافقی کا تذکرہ

راقم الحروف کہتا ہے کہ چونکہ کلام کا سلسلہ مسند غافقی تک پہنچ گیا تو ان کا کچھ حال بھی ضرور لکھنا چاہیے۔ ان کی کنیت ابو القاسم اور نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن محمد الغافقی الجوہری ہے قسطاس کے مشائخ میں سے ہیں۔

قسطاس ملک شام میں ایک شہر ہے جو دمشق کے متصل ہے۔ اُن دیار کے مشہور اور اعلیٰ درجہ کے محدث مثل حسن بن رشیق اور ابن شعبان وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ نہایت پرہیزگار اور فقیہ تھے۔ با ایں ہمہ خود کو فقہاء کے زمرہ میں شمار نہ کرتے تھے۔ ایسے خلوت پسند تھے کہ کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے۔ اپنے ہی مکان میں عزلت گزیں تھے۔ باہر کم نکلتے تھے۔ دو عمدہ کتابیں اُن کی یادگار ہیں۔ ایک مسند مؤطا دوسری مسند مالیس ۲ فی الموطا۔ مذہبًا مالکی تھے۔ ماہ رمضان المبارک ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ نیز یہ بھی جاننا چاہیے کہ دو شخصوں نے امام مالکؒ سے مؤطا کو روایت کیا ہے اور دونوں کا نام یحییٰ بن یحییٰ ہے۔ ایک ان میں سے وہی ہیں جن کا حال نسخہ اُولیٰ کے بیان میں گذر چکا۔ اور وہ مؤطا کے مشہور ترین نسخوں میں سے ہے۔ لیکن صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں ان سے کوئی روایت نہیں ہے۔ چونکہ ان کو وہم زیادہ رہتا تھا۔ اس وجہ سے ان بزرگوں نے ان کو ترک کر دیا۔ دوسرے یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر بن عبدالرحمٰن تمیمی حنظلی نیشاپوری ہیں۔ ان کی وفات ۲۲۲ھ

کرتے تھے کہ جبتک ابو مصعب زہری ہم میں زندہ ہے ہم حدیث کے علم اور فقاہت کے لحاظ سے عراق والوں پر غالب ہے۔ جب پیام قضا پہنچا تو عہدۂ قضا پر مامور تھے۔ ماہ رمضان المبارک ۲۴۲ھ میں وفات پائی۔

مؤطا کا دسواں نسخہ

بروایت مصعب بن عبداللہ زبیری

یہ بروایت مصعب بن عبداللہ زبیری ہے۔ کہتے ہیں کہ ذیل کی حدیث ان کے منفردات میں سے ہے۔ مگر ابن عبدالبر نے اس حدیث کو یحییٰ بن بکیر اور سلیمان کے نسخہ میں بھی پایا ہے۔

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ

مالک، عبداللہ بن دینار، ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے یہ کھنڈر اصحاب حجر کے ہیں۔ تو اے لوگو ایسی قوم معذب پر بغیر اسکے مت گذرو کہ تم خدا کے خوف کو یاد کر کے رونے والے ہو اور اگر تمہیں رونا نہ آئے تو وہاں سے گذرنیکی ضرورت بھی نہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری بے اعتنائی کیوجہ سے تمہیں بھی وہی مصیبت پہنچ جائے جو انہیں پہنچی تھی۔

مؤطا کا گیارھواں نسخہ

بروایت محمد بن المبارک صوری

یہ محمد بن مبارک صوری کی روایت سے ہے۔

مؤطا کا بارھواں نسخہ

بروایت سلیمان بن برد

یہ بروایت سلمان بن برد ہے۔ راقم الحروف کو ان دونوں نسخوں کی احادیث پر اطلاع حاصل نہیں ہوئی۔

مسند غافقی

مگر غافقی نے جو کتاب لکھی ہے جو "مسند احادیث المؤطا من اثنتی عشرۃ" کے نام سے موسوم ہے۔ اور اپنے سے امام مالک تک اس کتاب میں صحیح رجال کے ساتھ سند بیان کی ہے۔ راقم الحروف نے

شاگرد ہیں۔ بخاری اور دیگر معتبر محدثین ان سے روایت کرتے ہیں۔ انہیں علم حدیث کے علاوہ دیگر علوم میں بھی کمال حاصل تھا۔ انساب علم تاریخ اور واقعات عرب اور گزشتہ اخبار میں خصوصیت کیساتھ دخل رکھتے تھے۔ فصاحت اور علوم ادبیہ میں بھی اپنے زمانہ کے سربرآوردہ علما میں تھے۔ بہت زیادہ خوش کلام اور نیک صحبت تھے۔ ان کی مجالست سے کوئی ہرگز ملول نہ ہوتا تھا۔ اشعار بھی خوب یاد تھے۔ ۱۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ رمضان ۲۲۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

مؤطا کا نواں نسخہ

علامہ ابو مصعب زہری کا تذکرہ

یہ بروایت ابو مصعب زہری ہے اور اُن کے منفردات میں سے یہ حدیث ہے۔

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ أَيُّهَا الْأَفْضَلُ قَالَ أَغْلَاهَا ثَمَنًا وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا۔

مالک، ہشام بن عروہ، عروہ حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے یہ سوال کیا کہ غلاموں میں سے کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا کہ جو بیش قیمت ہو اور مالک کے نزدیک زیادہ محبوب ہو۔

لیکن ابن عبد البر کہتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کے نسخہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

ابو مصعب زہری

انکا نسب ابو مصعب احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارث بن زرارہ بن مصعب بن عبد الرحمٰن بن عوف زہری ہے۔ انھیں عوفی بھی کہتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے مفتی و قاضی بھی تھے۔ شیوخ اہل مدینہ میں انکا شمار تھا ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور امام مالکؒ کی صحبت اختیار کی۔ تاآنکہ اللہ تعالے نے تفقہ تام عطا فرمایا۔ ابراہیم بن سعد مدنی سے بہت زیادہ روایت کرتے تھے۔ خود اصحاب صحاح ستہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ البتہ نسائی نے ان سے بواسطہ روایت کی ہے۔ ۹۲ سال کی عمر پائی ابو حذافہ سہمی اور انکے مؤطا میں سو حدیثیں ایسی موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انکا مؤطا بھی مثل مؤطا ابو حذافہ ان پچھلے نسخوں میں سے ہے جو امام مالک کو سنایا گیا تھا۔ اسی وجہ سے یہ زیادتی اس مسودہ کی سی نہیں ہے جو قابل ردّ و بدل ہوتا ہے۔ اہل مدینہ کو آپ پر بہت اعتماد تھا چنانچہ وہ کہا

ان کی توثیق نہیں کی اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اسے حال کی اطلاع نہیں ہے ورنہ صدق اور امانت میں وہ آفتاب کی مانند اپنے زمانہ میں مشہور تھے۔ اگرچہ حاتم اور نسائی نے بھی ان کی توثیق میں تردّد کیا ہے اور ان کو زیادہ معتبر نہیں کہتے۔ لیکن حق بات یہی ہے کہ ان کی امانت۔ راستی۔ دیانت اور وفورِ علم میں کوئی انگلی رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ اور جبکہ بخاری و مسلم ان پر اعتماد رکھتے ہوں تو دوسروں کو انکے حق میں کلام کرنیکا موقع نہیں ہے۔ یحییٰ کی وفات ۲۳۱ھ میں ہوئی۔

مُوطّا کا آٹھواں نسخہ

علامہ سعید بن عفیر کا تذکرہ

یہ بروایت سعید بن عفیر ہے اور ذیل کی حدیث میں وہ منفرد ہیں جو مُوطا کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِبْنِ شِهَابٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ اَكُوْنَ قَدْ هَلَكْتُ قَالَ بِمَ قَالَ نَهَانَا اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ نُحْمَدَ بِمَا لَمْ نَفْعَلْ وَاَجِدُنِىْ اُحِبُّ الْحَمْدَ وَنَهَانَا اللّٰهُ عَنِ الْخُيَلَاءِ وَاَنَا امْرُءٌ اُحِبُّ الْجَمَالَ وَنَهَانَا اللّٰهُ اَنْ نَرْفَعَ اَصْوَاتَنَا فَوْقَ صَوْتِكَ وَاَنَا امْرُءٌ جَهِيْرُ الصَّوْتِ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ثَابِتُ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَعِيْشَ حَمِيْدًا وَتَمُوْتَ شَهِيْدًا وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ قَالَ مَالِكٌ قُتِلَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ يَوْمَ الْيَمَامَةِ شَهِيْدًا۔

مالک، ابن شہاب، اسمٰعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس ثابت بن قیس بن شماس نے عرض کیا یارسول اللہ مجھ کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے آپ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ باوجودیکہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو اس (خواہش) سے روکا ہے کہ جو کام ہم نے نہیں کئے انپر ہماری تعریف کیجائے لیکن میں اپنی تعریف کو پسند کرتا ہوں اور ہمیں خدا تعالےٰ نے نمائش و نمود سے منع کیا ہے حالانکہ میں زیب و زینت کو عزیز رکھتا ہوں نیز خدا کی ممانعت ہے کہ ہم اپنی آوازیں آپکی آواز کے مقابلہ میں بلند کریں مگر میں فطری طور پر بلند آواز واقع ہوا ہوں اسپر رسول اللہ نے فرمایا کہ اے ثابت کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ جبتک دنیا میں ہو نیکنامی کی زندگی بسر کرو اور مرو تو شہادت کی موت مرو اور جنت میں بے کھٹکے جاؤ۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس کی شہادت یمامہ کی لڑائی میں واقع ہوئی۔

سعید بن عفیر

سعید بن عفیر مصر کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عثمان ہے ان کی نسبت و نسب و ولاء کے اعتبار سے ہے۔ نسب یہ ہے۔ سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم انصاری۔ یہ بھی امام مالک اور لیث بن سعد کے

مؤطا کا ساتواں نسخہ

علامہ یحییٰ بن بکیر کا تذکرہ

یہ یحییٰ بن بکیر کا روایت کردہ ہے۔ جو حدیث ان کے مؤطا کے علاوہ اور کسی مؤطا میں نہیں وہ یہ ہے:۔

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عُمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَازَالَ جِبْرَئِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ لَيُوَرِّثُهٗ،

مالک، عبداللہ بن ابی بکر، عمرہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل کی مجھ پر ہمیشہ تاکید رہی کہ پڑوسی کی خیرخواہی کرتے رہو جس سے میں نے تو یہ خیال کیا تھا کہ شاید پڑوسی کو ترکہ کا وارث بھی کر دیں گے۔

یحییٰ بن بکیر فرماتے تھے کہ میں نے مؤطا کو چودہ مرتبہ امام مالکؒ کو سنایا ہے۔ اور مؤطا میں چالیس حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں امام مالکؒ اور جناب رسالت مآبؐ کے درمیان دو واسطے سے زیادہ نہیں، محدثین کی اصطلاح میں ایسی حدیث کو ثنائی کہتے ہیں۔ دیار مغرب میں انھیں چالیس حدیثوں پر مشتمل ایک رسالہ جدا لکھا گیا ہے۔

احادیث مؤطا کی اجازت حاصل کرنے کے وقت یہی چالیس حدیثیں استاد کو سنائی جاتی ہیں۔ ان حدیثوں میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ مالک نافع سے اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی گویا اس کا سب کنبہ لٹ گیا اور برباد ہوگیا۔

یحییٰ بن بکیر

یحییٰ بن بکیر کی کنیت ابوزکریا ہے۔ اُن کے والد کا نام عبداللہ ہے بکیر ان کے دادا ہیں۔ جنکے نام کی جانب ان کی نسبت کی جاتی ہے۔ اور اسی سے یہ مشہور ہیں۔ مصر کے رہنے والے ہیں۔ چونکہ بنی مخزوم کے غلاموں میں سے تھے اس وجہ سے انہیں مخزومی بھی کہتے ہیں۔ امام مالک اور لیث بن سعد کے شاگرد ہیں۔ دونوں بزرگوں سے استفادہ تام کیا ہے۔ بخاریؒ نے بے واسطہ اور مسلمؒ نے ایک واسطے سے اپنی صحیحین میں ان سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ محدثین میں سے جب کسی محدث نے

اسی وجہ سے لوگ انھیں عصائے مالک بھی کہتے تھے۔ بخاری مسلم، ترمذی اور دوسری معتبر کتابوں میں ان کی بہت سی روایات ہیں۔ آپ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے چالیس ہزار مسائل سنے تھے۔ ماہ شوال ۱۹۸ھ میں بمقام مدینہ منورہ انتقال فرمایا۔

مؤطا کا چھٹا نسخہ

علامہ عبداللہ بن یوسف تنیسی کا تذکرہ

یہ عبداللہ بن یوسف تنیسی کا روایت کردہ ہے تنیس الجزائر (مغرب) میں ایک شہر ہے۔ آخر عمر میں عبداللہ بن یوسف نے وہاں کی سکونت اختیار کی تھی۔ ورنہ در اصل وہ دمشقی تھے۔ ذیل کی حدیث صرف ان ہی کی مؤطا میں ہے۔

مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ۔ قَالَ فَاَيُّ الْعِتَاقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْفَسُهَا۔ قَالَ فَاِنْ لَّمْ اَجِدْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُصْنِعُ لِصَانِعٍ اَوْ تُعِيْنُ اَخْرَقَ۔ قَالَ فَاِنْ لَّمْ اَسْتَطِعْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّكَ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَتَصَدَّقُ عَلٰى نَفْسِكَ۔

مالک، ابن شہاب، حبیب مولیٰ عروہ، عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور سرور کائناتؐ سے یہ دریافت کیا کہ عمل کونسا افضل ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا پھر اس نے عرض کیا کہ غلام کونسا آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا کہ جو بیش قیمت ہو پھر اس نے پوچھا کہ اگر مجھ میں اسکی بھی طاقت نہ ہو آپ نے فرمایا کہ کسی پیشہ ور کو سہارا دیدے یا کسی اپاہج کی مدد کیجئے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ اگر مجھ میں اسکی بھی طاقت نہ ہو تو آپ نے فرمایا کہ اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھ کیوں کہ یہ بھی ایک قسم کا ایسا صدقہ ہے جس کو تو اپنے نفس کے لئے کرتا ہے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ابن وہب کی مؤطا میں بھی ہے البتہ کسی دوسرے مؤطا میں نہیں ہے۔

عبداللہ بن یوسف تنیسی

عبداللہ بن یوسف کی کنیت ابو محمد ہے۔ اور ان کا نسب و نسبت عبداللہ بن یوسف الکلاعی الدمشقی ثم التنیسی ہے۔ بخاریؒ نے ان سے بہت سی روایات بلا واسطہ کی ہیں۔ نہایت بزرگ و پرہیزگار اور متبحر تھے۔ بخاری اور ابو حاتم نے ان کے ثقہ و عادل ہونے میں بہت مبالغہ کیا ہے۔

نیت صالحہ نہ ہونے کی وجہ سے عمدگی میں اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا چنانچہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ حق تعالیٰ کی طرف سے قاعدہ کلیہ مقرر ہے۔

موطا کا پانچواں نسخہ

یہ معن بن عیسیٰ کا روایت کردہ ہے وہ حدیث جو ان کے مفردات سے ہے اور کسی دوسرے موطا میں نہیں پائی گئی یہ ہے :۔

مَالِکٌ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ فَاِنْ کُنْتُ یَقْظٰی تَحَدَّثَ مَعِیْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ حَتّٰی یَاْتِیَہُ الْمُؤَذِّنُ۔

مالک، سالم ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمن حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلعم رات سے تہجد پڑھنے کیلئے اٹھا کرتے تھے جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے اگر میں بیدار ہوتی تو آپ مجھ سے باتیں کرنے لگتے تھے ورنہ آپ اسوقت تک استراحت فرماتے جبتک کہ مؤذن آپکی خدمت میں حاضر ہوتا۔

علامہ معن بن عیسیٰ کا تذکرہ

معن کی کنیت ابو یحییٰ ہے اور نسب یہ ہے۔

معن بن عیسیٰ بن دینار المدنی القزاز۔

قزاز دونوں زائے معجمہ ہیں۔ قز فروشی کی جانب نسبت ہے۔ قز خام ریشم کو کہتے ہیں۔

چونکہ یہ بنی اشجع کے غلاموں میں سے تھے۔ اس وجہ سے ولا کی نسبت سے ان کو اشجعی بھی کہتے ہیں۔

امام مالکؒ کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ اپنے زمانہ کے محقق اور مفتی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ امام مالک کے ربیب تھے۔ جس وقت ہارون رشید موطا سننے کے اشتیاق میں اپنے دونوں صاحبزادوں یعنی امین اور مامون کو لے کر امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت موطا کے قاری یہی معن بن عیسیٰ تھے۔ ہارون اور ان کے دونوں صاحبزادے کچھ دیر سنتے رہے۔ معن بن عیسیٰ اکثر حجرہ کے دروازہ پر رہتے تھے اور جو کچھ امام کی زبان فیض ترجمان سے نکلتا تھا اسے سن کر لکھ لیتے تھے۔ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایسے بوڑھے ہوگئے کہ لاٹھی رکھنے کی ضرورت پڑی تو بجائے لاٹھی کے معن بن عیسیٰ ہوتے تھے۔ امام مالکؒ ان کے دوش کے سہارے مسجد نبوی تک اقامت جماعت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

لہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

مسائل میں ابن القاسم کو اور حج و مناسک کے مسئلوں میں ابن وہب کو ترجیح تھی واللہ اعلم۔

ابن القاسم کہتے ہیں کہ مجھ کو ابتدا میں جو امام کی صحبت میں رہنے کا شوق دامنگیر ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک شخص کو خواب میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر علم حق کو دوست رکھتے ہو اور اسی کی طلب کا کامل ارادہ ہے تو تمہیں عالم آفاق کے پاس جانا چاہئے میں نے کہا عالم آفاق کون ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ امام مالکؒ۔ ابن القاسم نے ہر سال کے مہینوں کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا۔ چار ماہ اسکندریہ میں رہ کر روم۔ بربر۔ اور زنگ کے کافروں کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرتے تھے۔ اور تین مہینے سفر حج اور زیارت پیغمبر میں صرف فرماتے تھے۔ اور پانچ مہینے تعلیم علم میں مشغول رہتے تھے۔ ایک روز امام مالکؒ کی مجلس میں ان کا ذکر آیا تو امام نے فرمایا کہ وہ تو مشک سے بھری ہوئی تھیلی ہے اللہ تعالیٰ اس کو عافیت کے ساتھ رکھے۔ خرقی نے اپنے کسی رسالہ کی شرح میں وَمَن قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي سَبْعٍ فَذٰلِكَ حَسَنٌ کے تحت میں لکھا ہے کہ ابن القاسم ماہ رمضان میں دو کلام اللہ ختم کرتے تھے۔ اسد بن القاسم الفرات بیان کرتے ہیں کہ ابن القاسم علاوہ رمضان کے بھی دو قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو احیاء علم کی طرف توجہ دلائی تو ایک ختم کو موقوف کر دیا۔ اور آخر عمر تک ایک ہی ختم پر مواظبت کرتے رہے، لوگوں نے مختلف اوقات میں امام مالکؒ سے جو مسائل دریافت کئے تھے۔ اور آپ نے ان کو جو جواب دیئے تھے ان کی تین سو جلدیں اُن کے پاس موجود تھیں۔ ۱۹۱ھ میں آپ کی وفات مصر میں ہوئی۔ انتقال کے بعد کسی شخص نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اس عالم میں کونسی چیز نے تم کو فائدہ دیا۔ آپ نے جواب دیا کہ نماز کی ان چند رکعتوں نے جنہیں اسکندریہ میں ادا کیا تھا۔ پھر اُن سے دریافت کیا کہ فقہ کے وہ مسائل کہاں گئے تو جواب دیا کہ میں نے کچھ نہ دیکھا اور دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سب کو هَبَاءً مَّنْثُورًا (نیست و نابود) پایا۔

راقم الحروف لکھتا ہے کہ اس جگہ یہ وہم نہ کرنا چاہئے کہ اشتغال علمی کوئی مفید کام نہیں ہے، تعلیم و تعلم میں مشغول رہنا بھی ایک قسم کی عبادت بلکہ بہتر عبادت ہے، اور تحقیق حق یہ ہے کہ نفوس انسانیہ اشغال میں مختلف ہیں۔ بعض کو کسی شغل سے تاثیر حاصل ہوتی ہے اور بعض کو کسی سے۔ اور عالم برزخ میں اس تاثیر کا ظہور عظیم واقع ہوتا ہے لیکن شغل بذاتہ سب کے سب محمود ہیں۔ بعض دفعہ عمل قلیل ہوتا ہے مگر خلوص نیت کی وجہ سے وہ عمل ایسا عظیم الشان اور عمدہ سمجھا جاتا ہے کہ دوسرا عمل کثیر

عہ یعنی کلام پاک کا سات دن میں ختم کرنا اچھا ہے)

عتقی کے غلاموں میں سے ہیں۔ اس نسبت کی تحقیق میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں جس زمانہ میں آنجناب ؐ نے طائف کا محاصرہ فرمایا تھا وہاں کے چند غلام بھاگ کر آئے اور مشرف بایمان ہوئے آں حضرت ؐ نے ان کی نسبت یہ فرمایا کہ۔

هُمْ عُتَقَاءُ اللهِ تَعَالىٰ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ عتقا ر ایک قبیلہ کے غلام نہیں ہیں بلکہ مختلف قبیلوں کے ہیں۔ بعض حجر حمیر سے ہیں اور بعض سعد العشیرہ سے۔ اور بعض کنانہ مضر سے اور اکثر مضر کے رہنے والے ہیں۔ زبید بن الحارث قبیلہ حجر حمیر سے تھے۔ ان کا اصل واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جماعت نے متفق ہو کر غارت گری اور لوٹ مار کو اپنا پیشہ بنا لیا۔ اور جو شخص جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت یا شرافت اسلام سے مشرف ہونے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اسے خصوصیت کے ساتھ تکلیف دیتے تھے۔ اور ہر طرح سے راہ میں ستانے کی کوشش کرتے تھے آنحضرت نے ان کی گرفتاری کے لئے ایک فوج روانہ فرمائی۔ جب وہ قیدی بن کر آئے تو آپ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔ اسی وجہ سے اس جماعت کو عتقا ر کہنے لگے۔ اور جو شخص ان کی اولاد میں ہوتا اس کو عتقی کہتے تھے۔

ابن القاسم ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بہت سے مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ علم حدیث کی راہ طلب میں بہت سا مال صرف کیا۔ پرہیز گاری اور تقویٰ میں عجائب روزگار تھے۔ صحت حدیث اور حسن روایت میں یگانہ آفاق اور نادر زمانہ تھے۔ آپ کی دعا کثرت سے یہ ہوتی تھی۔ اَللّٰهُمَّ امْنَعِ الدُّنْيَا مِنِّي وَامْنَعْنِي مِنْهَا۔

امیروں اور بادشاہوں کے عطایا و ہدایا کو ہرگز قبول نہیں فرماتے۔ عبد اللہ بن وہب جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام مالکؒ کے فقہ کو مضبوطی سے اختیار کرنا چاہتا ہے اس کے لئے مناسب ہے، کہ ابن القاسم کی صحبت کو اختیار کرے۔ کیوں کہ ہم نے اپنا مشغلہ دوسرے علوم کے ساتھ بھی رکھا ہے۔ اور وہ صرف فقہ ہی کی طرف متوجہ رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مذہب مالکی کے فقہا ان کے جمع کردہ مسائل کو تمام روایتوں پر ترجیح دیتے ہیں کسی شخص نے اشہب سے جو مذہب مالکی کے بڑے لوگوں میں سے ہیں دریافت کیا کہ ابن القاسم کی فقاہت زیادہ ہے یا ابن وہب کی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ابن وہب کو ابن القاسم کے بائیں پاؤں کے برابر کریں تو وہ پاؤں ابن وہب سے افقیہ ہوگا۔ لیکن مذہب مالکی کے محققین نے لکھا ہے کہ مسائل خراج اور دیات میں اشہب کو پوری مہارت تھی۔ خرید و فروخت اور معاملات کے

میں عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جن کی کتاب مصنف مشہور ہے علم حدیث کو طلب کرنے کی غرض سے گیا تو وہ خشونت سے پیش آئے مجھ کو منع فرمایا اور یہ کہا کہ مجھ سے حدیث کو مت لکھ میں تجھ کو حدیث نہ پڑھاؤں گا۔ اس جواب کو سنکر میں تمام رات مغموم رہا اور جب نیند آئی تو میں نے جناب رسالت مآبؐ کو خواب میں دیکھا اور تمام قصہ آپ کی جناب میں عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری حدیث کو چار شخصوں سے حاصل کر میں نے عرض کیا کہ وہ چار آدمی کہاں ہیں اور ان کا کیا نام ہے آپ نے تین آدمیوں کا نام بتلاکر فرمایا کہ سب کے راس رئیس قعنبی ہیں۔

اس زمانہ میں انہیں اکثر لوگ ابدال جانتے تھے۔ ان کی نیک بختی اور بزرگی پر جمیع اہل عصر کا اتفاق تھا۔ محرم ۲۲۱ھ کو مکہ معظمہ میں ان کی وفات ہوئی۔

موطا کا چوتھا نسخہ

یہ نسخہ ابن القاسم کا ہے۔ جو مذہب مالکی کے مشہور ترین فقہا میں سے ہیں۔ در اصل اس مذہب کے مدون اول وہی ہیں۔ اس نسخہ کے منفردات میں سے یہ حدیث ہے۔

مَالِكٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعَ غَيْرِيْ فَهُوَ لَهٗ كُلُّهٗ اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ۔

مالک، علا بن عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰن، ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اپنے کسی کام میں میرے ساتھ دوسرے کو بھی شریک کرے تو میں اپنا حصہ بھی اس شریک کے لئے چھوڑ دیتا ہوں کیوں کہ میں تمام شرکا سے زیادہ شرکت سے بے نیاز ہوں۔

ابوعمر بیان کرتے ہیں کہ ابن عفیر کے موطا میں بھی یہ حدیث پائی جاتی ہے۔ اور سوائے ان دو موطا کے اور کسی موطا میں نہیں ہے۔

علامہ ابن القاسم کا تذکرہ

ابن القاسم کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ اور ان کا نام عبدالرحمٰن بن القاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی تھا۔ مصر کے رہنے والے ہیں۔ ان کی نسبت عتقی ولاء[1] کی باعث سے ہے۔ کیوں کہ یہ زبید بن الحارث

[1] ولاء عتاقہ اسکو کہتے ہیں کہ غلام آزاد کرنے والے کو دوسرے وارث نہ ہونے کی صورت میں اسکا ترکہ اس کو مل جائے۔

بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اُطْرِیَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اِنَّمَا اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ

ابن شہاب، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، ابن عباسؓ ہیں امام مالک نے سنائی کہ رسول اللہ صلعم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میری ایسی تعریف مبالغہ کیسا تھ مت کرو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کی کی گئی تھی۔ میں تو عبداللہ ہوں پس اتنا کہنا کافی ہے (یوں کہو) عبداللہ ورسولہ۔

علامہ قعنبی کا تذکرہ

عبداللہ بن مسلمہ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ ان کا نسب یہ ہے عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب الحارثی یہ دراصل مدینہ کے رہنے والے تھے۔ لیکن بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی اور پھر مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ ان کی ولادت ۱۳۰ھ سال ہجری کے بعد ہے بہت سے مشائخ کی زیارت سے مشرف ہوئے منجملہ انکے امام مالک لیث بن سعد ابن ابی ذئب، حمادینؓ[1] شعبہ اور سلمہ بن وردان ہیں یحییٰ بن معین آپ کی خلوص نیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مَا رَاَیْنَا مَنْ یُحَدِّثُ لِلّٰہِ اِلَّا وَکِیْعًا وَالْقَعْنَبِیَّ۔ یعنی خداوند تعالیٰ کی رضامندی کے لئے تو وکیع اور قعنبی ہی حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ محدثین امام مالک کے اصحاب میں سب سے مقدم قعنبی کو سمجھتے ہیں۔ علی بن عبداللہ مدینی سے کسی نے دریافت کیا کہ "اَصْحَابُ مَالِكٍ مَعْنٌ ثُمَّ الْقَعْنَبِیُّ قَالَ لَا اَلْقَعْنَبِیُّ ثُمَّ مَعْنٌ" یعنی امام مالک کے شاگردوں میں اول تو معن ہیں پھر قعنبی۔ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ اول قعنبی پھر معن ہیں۔ جب اول اول امام کی خدمت میں پہنچے تو حبیب کی قرأت کا سماع کرتے رہے مگر چونکہ حبیب جیسا کہ چاہئے اس طرح تحقیق اور گہری نظر نہیں کرتے تھے اس لئے ان کی قرأت ان کو پسند خاطر نہ ہوئی اور خود امام مالکؒ سے موطا کو شروع کر دیا۔ آٹھ سال تک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر ان سے حدیث حاصل کی۔ ایک دفعہ بصرہ سے مدینہ منورہ آئے۔ جب امام مالک کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو امام صاحب نے اپنے احباب کو فرمایا کہ اٹھو ایک ایسے شخص کے پاس چل کر سلام کرتے ہیں جو تمام روئے زمین پر اس وقت بہترین انسانوں میں سے ہے۔ جب امام مالک خانہ کعبہ زادہ اللہ تعظیماً وشرفاً کا طواف کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ خانہ کعبہ کا طواف قعنبی سے افضل اور بہتر کوئی شخص نہیں کرتا ہے قعنبی مستجاب الدعوات تھے اور اس بارہ میں بہت سے عجیب واقعات ان سے منقول ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن حکم فرماتے ہیں کہ

---

[1] یعنی حماد بن سلمہ اور حماد بن زید۔

یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ یَرَوْنَ حُقُوْقَهُمْ عَلَی النَّاسِ وَلَا یَرَوْنَ لِلّٰهِ عَلَیْهِمْ حَقًّا۔ خیال اور اعتقاد رکھتے ہونگے کہ ہمارا حق لوگوں پر واجب ہے اور اپنے اوپر اللہ کا کوئی حق نہ سمجھتے ہوں گے۔

بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب ایک روز حمام میں تشریف لے گئے کسی شخص نے یہ آیت پڑھی وَاِذْ یَتَحَاجُّوْنَ فِی النَّارِ تو آپ ایسے بیہوش ہوئے کہ بہت دیر کے بعد ہوش آیا۔ ان کے عجائبات امور میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ ابن وہب نے اس امر کا التزام کر رکھا تھا کہ آپ سے جب کسی کی غیبت ہوجاتی تو ایک روزہ رکھتے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ چونکہ روزہ رکھتے رکھتے مجھ کو ایسی عادت پڑگئی ہے کہ روزہ کا رکھنا اب سہل معلوم ہوتا ہے اور کچھ مشقت و تکلیف پیش نہیں آتی ہے تو اب یہ عہد کیا ہے کہ جب کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہوں تو ایک درم خیرات کرتا ہوں۔ درم کا خیرات کرنا مجھ پر ایسا شاق گزرا کہ مجھ سے غیبت چھوٹ گئی۔ ایک روز کسی شاگرد نے جامع ابن وہب میں سے جو انکی مشہور کتاب ہے قیامت کے ہولناک حالات ان کے سامنے پڑھے تو خوف کی وجہ سے ایک ایسی حالت ان پر طاری ہوئی جس کی وجہ سے ایسے بیہوش ہوئے کہ لوگ انھیں اٹھا کر ان کے مکان میں لے گئے۔ جب ہوش آتا تھا تو لرزہ بدن پر آکر پھر وہی کیفیت ہوجاتی تھی۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک شنبہ کے روز ۲۵ شعبان ۱۹۷ھ کو ستر سال کی عمر میں اس عالم سے رحلت فرمائی۔ سفیان ابن عیینہ کو جب آپ کی وفات کی خبر پہنچی تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر فرمایا کہ تمام اہل اسلام کے لئے یہ مصیبت ہے۔ وفات کی رات میں بعض صلحار نے خواب دیکھا کہ لوگ دسترخوانوں کو یہ کہتے ہوئے اٹھا رہے ہیں کہ اب دسترخوان علم اٹھا لیا گیا۔ عبداللہ بن وہب نے اپنی یادگار میں بہت سی مفید اور نافع تصنیفات چھوڑیں۔ منجملہ ان کے ایک مسموعات از امام مالک بھی ہے جس میں تیس باب مقاصد مختلفہ میں جمع کئے گئے ہیں اور خود ان کی جمع کردہ دو موطا ہیں۔ جن میں سے ایک کا صغیر اور دوسری کا نام کبیر ہے اور جامع کبیر بھی ان ہی کی ہے۔

اور کتاب الاہوال۔ کتاب تفسیر الموطا۔ کتاب المناسک۔ کتاب المغازی۔ کتاب القدر وغیرہ وغیرہ ہیں۔

موطا کا تیسرا نسخہ

یہ نسخہ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی کا ہے۔ ان کی مفردات میں سے ذیل کی حدیث ہے جو کسی دوسری موطا میں موجود نہیں ہے۔

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث جس کی سند کے راوی

ایک عجیب واقعہ

ان کے عجیب واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک روز ابن وہب حلقہ درس میں تشریف فرما تھے ایک فقیر نے آکر عرض کیا اے ابا محمد کل جو درم آپ نے مجھ کو عطا فرمائے تھے وہ سب کھوٹے اور ناقص تھے۔

ابن وہب نے جواب دیا کہ اے عزیز ہمارے ہاتھ عاریت کے ہاتھ ہیں۔ جیسا کوئی شخص ہم کو دیتا ہے ویساہی ہم تم کو دے دیتے ہیں۔ فقیر کو غصہ آیا اور برا کہنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس نے یہ کہا اللہ کی رحمت جناب رسول اللہ صلعم پر ہو۔ یہ وہی وقت ہے جس کی بابت ہم نے سنا تھا کہ خدا تعالےٰ اس وقت صدقات و خیرات کو اس امت کے منافقوں کے ہاتھ میں دیدیگا۔ عراق کا رہنے والا ایک شخص اس حلقہ میں موجود تھا اس کو فقیر کی یہ بے ادبی دیکھ کر تاب نہ رہی۔ اس نے اٹھکر فقیر کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ فقیر گر گیا اور اس طرح شور و فریاد کرنے لگا کہ یا ابا محمد یا ابا محمد اے مسلمانوں کے امام آپکی مجلس میں لوگ یہ کیا حرکت کرتے ہیں۔ ابن وہب نے اٹھکر تفتیش شروع کی کہ یہ نالائق حرکت کس سے صادر ہوئی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس عراقی جوان سے۔ ابن وہب کے سامنے عراقی آکر کہنے لگا کہ اے استاد میں نے آپسے اس طرح حدیث سنی تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ حَمٰى لَحْمَ مُؤْمِنٍ مِنْ مُنَافِقٍ يَغْتَابُهٗ حَمَى اللّٰهُ لَحْمَهٗ مِنَ النَّارِ۔

جو شخص مومن کے گوشت کی حفاظت کرے اس منافق سے جو اس کی غیبت کرتا ہے تو اللہ اس شخص کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی حمایت میں جو محض حق ایمان رکھتا ہے اس قدر ثواب کا متوقع فرمایا ہے تو جو آپ جیسے استاد اور پیشوائے مخلوق کی حمایت کریگا تو اس کا ثواب کس قدر ہوگا۔ میں اس ثواب موعود کی امید پر ایسی حرکت کر بیٹھا۔ ابن وہب نے فرمایا کہ اگر تمہاری یہ نیت تھی تو اللہ تعالےٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب ایک اور حدیث بھی سن لو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مَسَاكِيْنُ يُقَالُ لَهُمُ الْغُنَاةُ لَا يَتَوَضَّئُوْنَ بِصَلٰوةٍ وَّلَا يَغْتَسِلُوْنَ مِنْ جَنَابَةٍ يَخْرُجُوْنَ النَّاسَ اِلٰى مَسَاجِدِهِمْ وَاَعْيَادِهِمْ يَسْئَلُوْنَ مِنَ اللّٰهِ فَضْلَهُمْ

آخر زمانہ میں ایسے مسکین ہونگے جنھیں لوگ مالدار کہتے ہوں گے جو نماز کے لئے وضو اور جنابت پر غسل نہ کریں گے جو لوگوں کے پاس انکی مسجدوں و عیدگاہوں میں جاکر اپنے فضل و بزرگی کا سوال کریں گے۔ اور یہ

لیث بن سعد سے حاصل کیا تھا۔ ابن شہاب زہری کے شاگردوں میں سے تقریباً بیس اشخاص کو پایا اور ابن شہاب کے علم کو جو مدینہ والوں میں سب سے زیادہ عالم تھے ان سے حاصل کیا۔ بیس برس حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام مالک نے عبداللہ بن وہب کے سوا اور کسی کو فقیہ نہیں لکھا۔ امام مالک ان کو اس طرح پر لکھتے تھے۔

اِلٰی فَقِیْہِ مِصْرَ اَبِیْ مُحَمَّدٍ اِبْنِ الْمُتَّقِیْ ابو محمد متقی فقیہ مصر کو لکھا جاتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوستوں اور شاگردوں کو آداب تعلیم اور پند و نصیحت کے بارہ میں اکثر زجر و توبیخ فرمایا کرتے تھے مگر عبداللہ بن وہب کو کمال تعظیم اور محبّت و عنایت کیساتھ تعلیم فرمایا کرتے تھے جس زمانہ میں احادیث کا ذخیرہ کسی شہر میں جمع نہیں ہوا تھا کثرت احادیث میں یہ اپنے زمانہ کے نادر اور یگانہ خیال کئے جاتے تھے۔ ایک لاکھ حدیث بر زبان تھی اور ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں ایک لاکھ بیس ہزار حدیثیں موجود ہیں۔ جیساکہ ذہبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔

ابن عدی نے ان کے عجائبات سے یہ بات بیان کی ہے کہ عبداللہ بن وہب کی تصنیف اگرچہ بہت کثرت کے ساتھ ہیں مگر باایں ہمہ ان میں موضوع تو درکنار کوئی حدیث منکر تک بھی نہیں ہے ایک روز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں ابن القاسم کا جو مشہور اور صاحب مدوّنہ ہیں ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ ابن القاسم فقیہ ہیں اور ابن وہب عالم۔ یعنی ابن القاسم نے صرف جزئیات فقہ پر پورا عبور حاصل کیا ہے۔ اور ابن وہب نے تفسیر۔ سیر۔ زہد۔ رقاق۔ فتن اور مناقب غرض یہ کہ ہر ہر علم کی جزئیات کا احاطہ کیا ہے۔

ابن یوسف بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب تین اوصاف کے جامع تھے۔ فقہ۔ تفسیر۔ عبادات ہر سال کے اوقات کو تین حصّوں پر منقسم کیا تھا۔ سال کا ایک حصّہ کفّار بدکردار کے ساتھ جہاد میں بسر فرمایا کرتے تھے۔ ایک حصّہ تعلیم کے مشغلہ میں مشغول رہتے تھے۔ ایک حصّہ کو بیت اللہ کے سفر میں صرف کرتے تھے۔

احمد جو ابن وہب کے بھتیجے ہیں بیان کرتے ہیں کہ عباد بن محمد نے جو اس ملک کا رئیس تھا ایک دفعہ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ کو عہدۂ قضا کی خدمت سے سرفراز کرنا چاہا تو ابن وہب وہاں سے چلے گئے اور ایک عرصہ تک روپوش رہے۔ عباد نے غصّہ میں آکر ہمارے مکان کو مسمار کرادیا۔ جب یہ خبر میرے چچا ابن وہب کو پہنچی تو انہوں نے عباد کے نابینا ہونے کے لئے بددعا فرمائی۔ چنانچہ ایک ہفتہ گذرنے نہ پایا تھا کہ عباد اندھا ہوگیا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِذَا قَالُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَآءَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ وَاَنْفُسَھُمْ اِلَّا بِحَقِّھَا وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ۔

جسکے راوی ابی الزناد اور اعرج اور حضرت ابوہریرہ ہیں یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتل و قتال کروں جبتک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں اور جب وہ اس کلمہ کو پڑھ لیں تو انھوں نے اپنی جان و مال اور خون کو مجھ سے محفوظ کر لیا البتہ اسلامی حقوق میں ان سے مواخذہ کیا جائیگا جس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے جسے وہ خوب جانتا ہے

یہ حدیث ابن وہب کے منفردات سے ہے دوسری مؤطا میں نہیں پائی گئی ہے۔ البتہ ابن قاسم کی مؤطا میں ہے کیوں کہ انھوں نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ابن وہب کی کنیت ابو محمد ہے اور ان کا نسب یہ ہے۔

علامہ عبداللہ بن وہب کا تذکرہ

عبداللہ بن وہب بن مسلم الفہری یہ بنو فہر کے موالی میں سے ہیں ان کا مولد و مسکن اصلی مصر ہے۔ ماہ ذی قعدہ ۱۲۵ھ میں آپ پیدا ہوئے اور ائمہ حدیث کے چارسو ائمہ (اماموں) سے روایت کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے حضرت امام مالک لیث بن سعد، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب سفیانین[1]، ابن جریج اور یونس وغیرہم ہیں۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ اور مصر میں آپ نے علم کو طلب کیا۔ لیث بن سعد نے جو ان کے استاد بھی ہیں چند حدیثیں خود ان سے ہی روایت کی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امام مالک نے بھی اہل مصر کی چند احادیث کو ان سے روایت کیا ہے۔ منجملہ ان کے ابن لہیعہ کی یہ حدیث بھی ہے:۔

نَھٰی عَنْ بَیْعِ الْعُرْبَانِ رسول اکرمؐ نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔

ف مترجم کہتا ہے عربان کی تفسیر یہ ہے کہ خریدار کسی چیز کو خریدنا چاہے اور اس کے بیچنے والے کو مثلاً ایک روپیہ یا کم و زیادہ اس شرط پر دیدے کہ اگر میں نے اس چیز کو خرید لیا اور بیع تام ہوگئی تو اس کو قیمت یعنی مول میں مجرا دوں گا۔ اور اگر کسی وجہ سے میں پھر گیا اور بیع پوری نہ ہوئی تو یہ تیرے پاس رہیگا میں واپس نہ لوں گا۔ اردو میں اسکو بیعانہ اور سائی کہتے ہیں۔ شریعت میں یہ باطل ہے مسئلہ فقہ کا یہ ہے کہ بیع ہوگئی تو بیچنے والے کا حق ہے کیونکہ مول میں مجرا ہوگا۔ ورنہ خریدار کا ہے واپس کر دے۔ عبداللہ بن وہب اپنے زمانہ میں حجت تھے۔ تمام لوگ ان کے مرویات پر کمال وثوق اور اعتماد رکھتے تھے۔ وہ کسی کی تقلید نہیں فرماتے تھے۔ البتہ اجتہاد اور تفقہ کا طریقہ امام مالک اور

[1] سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ مراد ہیں۔

زیاد کے پُر عجب واقعات میں سے ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ ایک روز ہشام اپنے بعض مصاحبوں پہ اس وجہ سے غصہ ہوا کہ ناوقت کسی ایسی چیز کی عرضی پیش کی تھی جو نہایت مکروہ تھی اور اس کی سزا میں اس مصاحب کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ زیاد اس وقت ہشام ہی کے گھر میں تشریف رکھتے تھے انھوں نے یہ فرمایا کہ امیر کو اللہ تعالیٰ بھلائی اور نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ میں نے امام مالکؒ سے یہ حدیث سُنی ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَظَمَ غَیْظًا یَقْدِرُ عَلٰی اِنْفَاذِہٖ مَلَأَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ اَمْنًا وَّ اِیْمَانًا۔

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا شخص ایسے غصہ کو ضبط کرکے پی جائے جسکے انفاذ کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن و ایمان سے پُر فرما دیتا ہے۔

جب ہشام نے یہ حدیث سُنی تو اس کا غصہ فورًا ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور کہا کیا واقعۃً آپنے یہ حدیث امام مالکؒ سے سنی ہے اس کو آپ حلفیہ کہہ سکتے ہیں۔ زیاد نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنی ہے۔ ہشام نے فورًا اُس مصاحب کا قصور معاف کر دیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ اُس ملک کے کسی بادشاہ نے زیاد کو خط لکھا جب زیاد نے اس خط کا جواب لکھ کر مہر کرکے روانہ فرما دیا تو حاضرین خدمت نے عرض کیا کہ اس بادشاہ نے آپ کو کیا لکھا تھا اور آپ نے اس کا کیا جواب دیا۔

فرمایا کہ اس بادشاہ نے اس خط میں سوال کیا تھا کہ قیامت کے دن میزان عدل کے دونوں پلّے کس چیز کے ہوں گے چاندی کے یا سونے کے میں نے جواب میں یہ حدیث تحریر کر دی۔

مَالِکٌ عَنْ اِبْنِ شِہَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ

جو بے فائدہ امور ہیں ان کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی عمدگی و خوبی پر دلالت کرتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا جو سال ہے وہی زیاد بن عبد الرحمٰن کی وفات کا ہے۔ اور یہ سال دو سو چار (۲۰۴ھ) تھا۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

مؤطّا کا دوسرا نسخہ

مؤطا کا دوسرا نسخہ وہ ہے جو عبد اللہ بن وہب نے امام مالک سے روایت کرکے جمع کیا ہے اس کی اول حدیث یہ ہے۔

اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ

ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند کے ساتھ

اس کی دھن وتلاش میں اپنے قلب کو ایسا مصروف کروں کہ بیداری وخواب کی حالت کو اسی کے دھیان اور خیال میں اس طرح گزاردوں کہ دن کو چین ملے نہ رات کو بستر پر آرام معلوم ہو اور تمام شب اس شبہ کے باعث میرا دل مکدّر رہے اور پھر صبح کے وقت کسی عالم کے پاس جاکر اُسے حل کرکے اطمینان حاصل کروں تو میرے نزدیک ایک سو حج مقبول سے بہتر ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ابن شہاب یعنی زہری سے میں نے بارہا سُنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ خدائے بزرگ برتر کی قسم اگر کوئی شخص اپنے دینی معاملات میں سے کسی معاملہ میں مجھ سے مشورہ کرے اور میں اس میں تامل وتفکر کے بعد جیسا کہ مشیر کے ذمّہ ہے بہتر رائے قائم کرکے اس کو راہِ حق بتلادوں کہ اس کے دین کی اصلاح ہوجائے اور اس شخص کو اس رابطہ وتعلق میں جو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کوئی خلل پیش نہ آئے تو میرے نزدیک ایک سو غزوہ سے بہتر ہے یحیٰی کہتے ہیں کہ یہ ارشاد سب سے آخری کلام ہے جو میں نے حضرت امام سے سُنا ہے۔

یحیٰی کی وفات ماہ رجب المرجب ۲۳۴ھ میں واقع ہوئی ان کی عمر بیاسی برس کی ہوئی۔ قرطبہ میں ان کی قبر ہے۔ خشک سالی میں ان کے طفیل سے لوگ بارش اور برکت طلب کرتے تھے۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ چونکہ مؤطا کے چند ابواب میں امام مالک اور یحیٰی کے درمیان میں زیاد بن عبدالرحمٰن کا واسطہ روایت ہے اس وجہ سے ان کے حال سعادت مآل سے بھی تھوڑا سا لکھتا ہوں۔

علّامہ زیاد بن عبدالرحمٰن کا تذکرہ

زیاد بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور ان کا نسب یہ ہے:۔ زیاد بن عبدالرحمٰن بن زیاد لخمی اور شبطون انکا لقب ہے جس کے ساتھ وہ مشہور ہیں اور حاطب بن ابی بلتعہ جو صحابی ہیں اور بدری لڑائی میں شریک تھے اُن کی اولاد میں سے ہیں۔ زیاد بن عبدالرحمٰن پہلے وہ شخص ہیں جو امام مالک کے مذہب کو اندلس میں لائے اور استفادہ کی غرض سے دو مرتبہ سفر کرکے امام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زہد وتقویٰ میں اپنے زمانہ کے ممتاز اور مستثنےٰ لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔

جب امیر ہشام نے جو قرطبہ کا رئیس تھا زیاد بن عبدالرحمٰن کو قرطبہ کی قضا سے سرفراز کرنا چاہا اور اُس عہدہ کے قبول کرنے پر انھیں مجبور کیا تو وہ تنگ دل ہوکر قرطبہ کو چھوڑ کر چلے گئے اس وقت ہشام یہ کہتا تھا کہ کاش تمام لوگ اگر زیاد جیسے ہوتے تو عالم کے دل میں دنیا کی رغبت نہ رہتی۔

اس کے بعد ہشام نے ان کو امن دیکر یہ تسلی نامہ لکھا کہ میں پھر آپ کو اس طرح کی تکلیف نہ دونگا زیاد یہ تسلی نامہ پڑھ کر پھر اپنے مکان پر واپس آگئے اور علم حدیث کے افادہ میں مشغول ہوئے۔

موجود تھے میں بھی ان میں تھا میں امام کے پاس جاتا تھا سلام کرتا تھا اور سامنے کھڑا ہوتا تھا کہ شاید اس آخری وقت میں امام صاحب کی کوئی نظر مجھ پر پڑ جائے اور آخرت و دنیا کی بہبودی حاصل ہو جائے۔ اسی حالت میں تھا کہ امام نے آنکھیں کھولیں اور ہماری طرف متوجہ ہوکر یہ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَضْحَکَ وَاَبْکٰی وَاَمَاتَ وَاَحْیٰی یعنی جس اللہ نے ہمیں خوشی و غمی دکھلا کر کبھی ہنسایا کبھی رلایا اس کا شکر ہے اسی کے حکم سے زندہ ہے اور اسی کے حکم پر جان دیتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ موت آگئی ہے خدا تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ سب نے آپ سے قریب ہوکر یہ عرض کیا کہ اے ابو عبداللہ اس وقت آپ کے باطن کا کیا حال ہے۔ فرمایا نہایت خوش ہوں صحبت اولیاء اللہ کی وجہ سے۔ اور میں اہل علم کو اولیا سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے زیادہ کوئی شئے عزیز نہیں ہے۔ نیز میں مسرور اور خوشدل ہوں کیوں کہ میری تمام عمر علم کی طلب اور اس کی تعلیم میں بسر ہوئی اور اپنی سعی کو مشکور خیال کرتا ہوں اس لئے کہ جو عمل حق تعالےٰ نے ہم پر فرض کئے یا اس کے پیغمبر نے مسنون فرمائے وہ سب ہم کو پیغمبر کی زبان سے پہنچے۔ اور آپ کے ارشاد سے ان کا ثواب معلوم ہوا مثلاً حضور سرور کائنات نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کی محافظت کرے اس کو ایسا ایسا ثواب ملے گا۔ اور جو کوئی خانہ کعبہ کا حج کریگا اس کا یہ ثواب ہے۔ اور جو کوئی شخص کفار کے ساتھ جہاد کرے اس کا خدا کے نزدیک یہ رتبہ ہے اور ان معلومات کو علم حدیث کے طالب علم کے سوا اور کوئی شخص تفصیل اور صحت کے ساتھ معلوم نہیں کرسکتا پس یہ علم گویا نبوت کی میراث ہے کیونکہ ادبیات و عقلیات و ریاضیات اور ایسے ہی دوسرے علم کو بغیر طریقہ نبوت کے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے بخلاف علم ثواب و عقاب اور علم شرائع وادیان کے کیونکہ بغیر چراغ دان نبوت کے ان کے انوار کو حاصل کرنا محال ہے۔ پس جو شخص اس علم کی طلب میں پڑ گیا اور اسی شوق میں گرفتار رہا عجب کرامت اور ثواب دیکھتا ہے جو انبیاء کی کرامت اور ثواب کے مشابہ ہے اور جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اس کے بعد فرمایا کہ میں تم کو ربیعہ کی وہ حدیث سناتا ہوں جو اس وقت تک روایت نہیں کی میں نے سنا ہے کہ وہ خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھاکر کہتے تھے اگر کوئی شخص اپنی نماز میں خطا کرے اور وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ کس طرح نماز ادا کرنی چاہیے اور یہ شخص اس مسئلہ کو اگر مجھ سے دریافت کرے اور میں اس کو نماز کے فرائض اور سنتوں اور آداب کو بتلادوں اور اس کے طریقہ ثواب کو بیان کردوں تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ کوئی شخص مجھ کو تمام دنیا کی دولت دے اور میں اسے خدا کے راستہ میں صرف کردوں۔ خدائے بزرگ و برتر کی قسم اگر مجھ کو کسی علمی مسئلہ یا حدیث کی روایات میں سے کسی روایت میں کوئی شبہ پیش آئے اور میں

گہرا نقش ان کے دلوں پر منقش ہو کر اپنا یہ اثر دکھاتا تھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس جلالت قدر اور رفعت شان کو جس کا انہوں نے وہاں پر بچشم خود مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا۔ اور ان کے ان کمالات علمی و عملی کے جنکے پرتو نے اُن کے دلوں کو منوّر کر دیا تھا اپنے شہروں میں اپنے اپنے احباب کے جلسوں میں کثرت کے ساتھ تذکرے کرتے تھے۔ یہ وہ وجوہات تھے جن کے باعث امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم و تکریم کا سکّہ ان کے دلوں میں ایسا راسخ و جاگزیں ہو گیا تھا اور یہ سبب تھا جو اُن کے تقلید کے قلادہ کو ان شہر والوں کی گردنوں نے اپنے لئے باعث فخر و مباہات قرار دیا تھا ورنہ اس سے پہلے سب کے سب امام اوزاعی علیہ الرحمۃ کے پیرو تھے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ وعزّ اسمہ نے جس قدر یحییٰ بن یحییٰ کو اندلس میں عظمت شان اور قول کی قبولیت ۔حکم کی اطاعت عطا فرمائی تھی۔ علماء اندلس کے کسی عالم کو ایسی نصیب نہیں ہوئی۔

وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ بڑے فضل والا جسے چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے یہ فضیلت عنایت فرماتا ہے۔

ابن بشکوال نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ مستجاب الدعوات تھے اور وضع۔ لباس اور ہیئت ظاہری اور نشست و برخاست میں بھی حضرت امام مالکؒ کا اتباع فرماتے تھے۔

جو کچھ امام مالکؒ سے سُنا تھا اس کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ اور ہرگز امام مالکؒ سے اختلاف پسند نہ فرماتے تھے حالانکہ اُس وقت لوگوں میں ایک مذہب کی تقلید راسخ نہ ہوئی تھی نہ عوام میں نہ خواص میں۔ لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہر مسئلہ میں امام مالکؒ کے مذہب اتباع کو اختیار کیا ہے۔ مگر چار مسئلوں میں لیث بن سعد مصری کے مذہب کو اختیار فرماتے ہیں۔ اوّل یہ کہ صبح کی نماز اور نیز دیگر نمازوں میں قنوت پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ دوسرے یہ کہ صرف ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کو روا نہیں رکھتے تیسرے یہ کہ نزاع زوجین کی صورت میں حَکَم مقرر کرنے کو واجب نہیں سمجھتے۔ چوتھے یہ کہ کاشت کی زمین کا کرایہ اس کے محصول سے لینا جائز جانتے تھے۔

اُس ملک کے لوگ حضرت امام مالکؒ کے ساتھ کمال عقیدت رکھنے کی وجہ سے اس قلیل مخالفت میں بھی اُن پر گرفت کرتے تھے اور ان مسائل میں ان کے پیرو نہ تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالکؒ کا مرض الموت طویل ہوا اور وقت آخر آپہنچا تو مدینہ اور دیگر شہروں کے تمام فقہاء و علماء امام صاحب کے مکان فیض نشان میں اس غرض سے جمع ہوئے کہ امام صاحبؒ کی آخری ملاقات سے فیضیاب اور اس پیشوائے مخلوق کی وصیتوں سے بہرہ یاب ہوں میں نے ان کو شمار کیا تو ایک سو تیس علماء و فقہا

یا قَومِ اِنِّی رَأَیتُ الفِیلَ بَعدَکُم ‌ ‌ ‌ فَبَارَکَ اللّٰہُ لِی فِی رُؤیَۃِ الفِیلِ

اے میری قوم میں نے تمہارے بعد ہاتھی کو دیکھا ہے ‌ ‌ ‌ اللہ تعالیٰ اس ہاتھی کے دیکھنے میں میرے لئے برکت عطا فرمائے

رَأَیتُہُ وَلَہُ شَیءٌ یُحَرِّکُہُ ‌ ‌ ‌ فَکِدتُ اَصنَعُ شَیئًا فِی السَّرَاوِیلِ

وہ اپنی کسی چیز (یعنی سونڈ) کو حرکت دیے ہوا تھا جب میں نے اسکو دیکھا تو ڈر گیا اور قریب تھا کہ میں اپنے پائجامہ میں کچھ کردوں

اسی واسطے حاضرین کی جماعت کے اکثر افراد امام کی صحبت کو ترک کر کے ہاتھی کا تماشا دیکھنے کو دوڑ پڑے۔ مگر یحیٰی بن یحیٰی اپنی اسی ہیئت وحالت کے ساتھ بیٹھے ہوئے فیض حاصل کرنے میں مشغول رہے اور نہ کسی قسم کا اضطراب پیش آیا۔ نہ کوئی حرکت بیساختہ ان سے ظاہر ہوئی۔ امام صاحب اسی وقت سے ان کو عاقل کے خطاب کے ساتھ مخاطب فرمایا کرتے تھے۔

یحیٰی بن یحیٰی کو علم حدیث وفقہ کی وجہ سے جو کچھ وجاہت تھی اس کے علاوہ ریاست ظاہری اور بادشاہوں کا تقرب اور امیروں کی نظروں میں بھی ان کو امتیاز وعزت پوری طرح حاصل تھا اگرچہ دینداری اور پرہیزگاری کے اعتبار سے بھی اس جماعت والے ان کو نہایت مکرم اور معظم جانتے تھے۔ مگر بایں ہمہ کبھی عہدۂ قضاء اور ولایت افتاء وغیرہ کو جو عنوان علم سے چنداں منافات نہیں رکھتے قبول نہیں کیا۔ لیکن اس زمانہ کے سلاطین اور اس وقت کے امراء کے نزدیک ان منصب والوں سے انکا مرتبہ زیادہ تھا۔ ابن حزم نے کسی موقعہ پر یہ لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے مذہبوں کو ریاست وسلطنت کے سبب سے دنیا میں زیادہ رواج وعروج حاصل ہوا۔ چنانچہ قاضی ابویوسف جن کے ہاتھ میں تمام ملکوں کی قضاء تھی جب کبھی کسی ملک میں کسی شخص کو قاضی بنا کر بھیجتے تھے تو ان سے یہ شرط کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق حکم اور عمل کرو گے۔ علیٰ ہذا اندلس میں یحیٰی بن یحیٰی کو شاہان وقت کی بارگاہوں میں اس قدر جاہ ومرتبہ حاصل تھا کہ کوئی قاضی انکے مشورہ کے بغیر مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے احباب اور دوستوں کے سوا اور کسی کو قاضی یا متولی بنانا پسند ہی نہیں فرماتے تھے۔ یہاں تک ابن حزم کا کلام ختم ہو گیا ہے۔

امام مالک کے مسلک کا مغرب واندلس میں رواج

آب اقم الحروف کہتا ہے کہ ملک مغرب واندلس میں امام مالک کے مذہب کو زیادہ رواج پانے کا سبب جمہور مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ اس شہر کے علماء زیارت وحج کے لئے اکثر حجاز کا سفر اختیار کرتے تھے۔ اور جب اپنے وطنوں کو واپس آتے تھے۔ امام مالک کی فضیلت۔ بزرگی اور وسعت علم کا

مشرق کی طرف سفر اختیار کیا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے موطا کو سُنا۔ ۱۷۹ھ میں جو امام کی وفات کا سال ہے ان کی ملاقات امام سے ہوئی۔ امام کی وفات کے وقت یہ وہاں موجود تھے، امام کے جنازہ کی تجہیز و تکفین کی خدمت ان کو نصیب ہوئی۔ اور عبداللہ بن وہب سے جو امام کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں ان کے موطا اور جامع کو روایت کیا ہے۔ اور امام کے اصحاب میں سے ایک کثیر جماعت کو پایا۔ اور ان سے علم حاصل کیا۔ ان کو بھی دو دفعہ اپنے وطن سے طلب علم کے لئے سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ ایک سفر میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن وہب اور لیث بن سعد مصری اور سفیان بن عُیینہ اور نافع بن نعیم قاری سے علم کو حاصل کیا۔ اور دوسرے سفر میں صرف ابن القاسم کی (جو امام کے جلیل القدر شاگرد اور صاحب مدوّنہ ہیں) خدمت سے فائدہ حاصل کرنے پر اکتفا کیا۔ پہلے سفر میں روایت و نقل کو پورا کیا۔ اور دوسرے سفر میں فقہ و درایت کو درجہ کمال پہ پہنچایا۔ اور جامع روایت و درایت ہو کر واپس آئے۔ اندلس میں ہر شخص ان کو عزت کی نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ کمال علمی کے مشار الیہ ان کو ہی خیال کرتے تھے۔ استفتاء کا انحصار ان پر سمجھا گیا تھا۔ ان سے پہلے اس دیار کے آدمی عیسیٰ بن دینار سے فتویٰ دریافت کرتے تھے۔ یہ بھی امام کے بڑے شاگردوں میں سے تھے۔ انھیں دو شخصوں کے سبب سے امام مالک کا مذہب اندلس میں پھیل گیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یحییٰ کو عیسیٰ بن دینار پر عقل و دانش میں برتری حاصل تھی۔ چنانچہ ابن لبابہ نے یہ شعر کہا ہے۔

فَقِیْهُ الْاُنْدُلُسِ عِیْسیٰ بْنُ دِیْنَارٍ ۔۔۔ وَعَالِمُهَا ابْنُ حَبِیْبٍ وَّعَاقِلُهَا یَحْیٰی

یعنی اندلس کے فقیہ عیسیٰ بن دینار تھے۔ اور عالم ابن حبیب اور عاقل یحییٰ تھے

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو عاقل کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔

اہل عرب کا ہاتھی دیکھنے پر اظہار فخر

چنانچہ منقول ہے کہ ایک دن عیسیٰ بن دینار امام کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوضات کا استفادہ فرما رہے تھے انکے علاوہ اور اشخاص بھی امام صاحب کی خدمت فیض درجت میں بہرہ یاب ہو کر فیضیاب ہو رہے تھے کہ دفعتہً ہاتھی کے آنے کا شور و غل ہوا چونکہ ملک عرب میں ہاتھی کو نہایت تعجب کے ساتھ دیکھا جاتا ہے اور اسی وجہ سے بعض عرب کے رہنے والے ہاتھی کے دیکھنے کو فخر یہ بیان کر کے مبارکبادی کے خواستگار ہوتے ہیں جیسا کہ ابو الشمقمق کے ان دو شعروں سے ظاہر ہوتا ہے :۔

ف ۔ مترجم کہتا ہے کہ خلیفہ عادل عمر بن عبد العزیز نے جو عروہ سے استعجاب کے ساتھ یہ کہا کہ اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِہٖ ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عروہؓ نے بغیر سند کے حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا تھا ۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ اے عروہ یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے بغیر سند کے بیان کرنا مناسب نہیں ہے ، احتیاط کے خلاف ہے ۔ حدیث کو سند کے ساتھ بیان کرو ۔

یحیٰی ابن یحیٰی مصمودی اندلسی کا ذکر آیا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑا سا حال ان کا بھی تحریر کیا جائے ۔

یحیٰی کا نسب یہ ہے ۔

علامہ یحیٰی ابن یحیٰی مصمودی کا تذکرہ

ابو محمد یحیٰی بن یحیٰی بن کثیر بن وَسلاس[1] (واو کو فتحہ اور سین مہملہ کو کسرہ پڑھو اور لام والف کے بعد سین مہملہ ہے) ابن شملل[2] (شین معجمہ کو فتحہ اور میم کو ساکن اور اول لام کو بھی فتحہ) بن منقایا (میم کو فتحہ اور نون ساکن اور نون کے بعد قاف معقودہ اور الف کے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ اور اس کے بعد الف) ان کی نسبت مَصْمودی ہے اور صادی بھی کہتے ہیں یعنی نسبت بسوئے صاد جو مصمودہ بربر کا ایک قبیلہ ہے ۔ ان کے اجداد میں سے منقایا پہلا وہ شخص ہے جو یزید بن عامر لیثی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا اور اسی وجہ سے ان کی نسبت ولاء اسلامی کے سبب سے لیثی ہے ۔

منقایا کی اولاد میں سے پہلا وہ شخص جس نے اندلس میں آکر سکونت اختیار کی تھی ۔ کثیر ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ یحیٰی بن وسلاس ہے جو طارق کے لشکر میں آیا تھا اور وسلاس بھی یزید بن عامر کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا بعض کہتے ہیں کہ انکے اجداد میں سب سے پہلے وسلاس شرف اسلام سے مشرف ہوئے ۔

یہ بھی جاننا چاہیے کہ یحیٰی ابن یحیٰی نے حضرت امام مالکؒ سے کتاب الاعتکاف کے آخر کے چند ابواب کی بلا واسطہ سماعت نہیں فرمائی اور وہ باب یہ ہیں ۔ باب[1] خروج المعتکف للعید ۔ باب[2] قضاء الاعتکاف ۔ باب[3] النکاح فی الاعتکاف ۔ چونکہ ان تینوں بابوں کی سماعت میں ان کو کچھ شک و شبہ ہے ۔ اسی وجہ سے ان تینوں بابوں کو زیاد بن عبد الرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ۔

یحیٰی بن یحیٰی نے امام عالی مقام کی زیارت اور ان کے افادہ سے سعادت حاصل کرنے سے قبل زیاد بن عبد الرحمٰن سے اپنے ہی شہر میں تمام موطا کی سند حاصل کی ۔ اس اجمالی حال کی تفصیل یہ ہے کہ یحیٰی بن یحیٰی بربر کے فرقہ میں سے ہیں ۔ ان کے دادا مسلمان ہوئے اور قرطبہ میں زیاد بن عبد الرحمٰن سے موطا کو حاصل کیا اس کے بعد ان کو طلب علم کا شوق دامنگیر ہوا ۔ چنانچہ بیس[2] برس کی عمر میں

---

[1] ابن خلکان میں وِسلاس ہے [2] ابن خلکان میں ہے ابن شمال [3] ابن خلکان میں ابن منغایل ہے ۔

موطا کا پہلا نسخہ

اوّل این نسخہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقوت الصلوٰۃ

یعنی اس نسخہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اُسکے بعد وقوت الصلوٰۃ عنوان قائم کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس باب میں ہم ایسی حدیث بیان کریں گے جس سے نماز کے اوقات معلوم ہوں۔

مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا مُغِيْرَةُ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرَائِيْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ يَا عُرْوَةُ اَوَاَنَّ جِبْرَائِيْلَ هُوَ الَّذِيْ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلٰوةِ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيُّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ۔

ترجمہ: حضرت امام مالک سے ابن شہاب نے یہ بیان کیا کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے نماز کو مؤخر کر کے پڑھا تو عروہ بن زبیر ان کے پاس تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ ایک دن حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے بھی کوفہ میں نماز کو مؤخر کر کے پڑھا تھا ان کے پاس حضرت ابو مسعودؓ انصاری آئے اور یہ فرمایا کہ اے مغیرہؓ کیا کرتے ہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور نماز کو ادا کیا ان کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کو پڑھا پھر حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے نماز کو ادا کیا تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کو ادا کیا اور پھر اسی طرح پانچ مرتبہ نماز کو ادا کر کے جبرائیل علیہ السلام نے یہ عرض کیا کہ آپ اسی کا حکم کئے گئے ہیں (یعنی پانچوں نمازوں کا وقت معیّن کر کے کہا کہ اللہ تعالٰے نے آپ کی نمازوں کے لئے یہ اوقات مقرر فرمائے ہیں) اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے یہ کہا کہ اے عروہ ذرا سمجھ دیکھو کیا کہتے ہو کیا جبرائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہیں حضرت عروہ نے عرض کیا کہ مجھ کو تو بشیر بن ابی مسعودؓ انصاری نے اپنے باپ کے حوالہ سے اسی طرح پر روایت کیا ہے عروہ نے کہا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں یہ روایت کی ہے کہ جناب سرور کائنات عصر کی نماز کو ایسے وقت میں ادا کرتے تھے کہ دھوپ دیواروں پر نہ چڑھتی تھی بلکہ حضرت عائشہ کی چار دیواری میں رہتی تھی۔

طبقہ سے فقہار، و محدثین اور صوفیار، اور اُمرا، اور خلفار نے تبرکاً اس عالی مقام امام سے اس کی سند حاصل کی۔ آج کل ملک عرب میں ان کثیر نسخوں میں سے چند نسخے پائے جاتے ہیں۔ پہلا نسخہ جس کا سب سے زیادہ رواج اور جو سب سے زیادہ مشہور ہے اور طائفہ علمار کا مخدوم بھی یہی نسخہ ہے وہ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی کا نسخہ ہے، چنانچہ جب مطلق یعنی بلا کسی قید کے مؤطا کہا جاتا ہے تو فوراً اسی کی طرف ذہن پہنچتا ہے اور اسی پر منطبق و چسپاں ہوتا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ كُتُبُ الْمُوَطَّا بِبَيْتِهِ　فَذَاكَ مِنَ التَّوْفِيقِ بَيْتٌ مُّخَيَّبُ

اور جس شخص نے اپنے گھر میں موطا کو نہیں رکھا　تو یہ گھر توفیق سے خالی ہے

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا فِي مُوَطَّاهُ مَالِكًا　بِأَفْضَلِ مَا يُجْزَى اللَّبِيبُ الْمُهَذَّبُ

جس قدر کوئی مہذّب دانشمند جزا دیا جاتا ہو اس سے　بہتر اللہ تعالے ہماری طرف سے امام مالک کو موطا کے بارہ میں جزا دے

لَقَدْ فَاقَ أَهْلَ الْعِلْمِ حَيًّا وَمَيِّتًا　فَأَضْحَتْ بِهِ الْأَمْثَالُ فِي النَّاسِ تُضْرَبُ

زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں اہل علم سے ایسے فایق ہوگئے کہ اب اگر کسی کے علم کی توصیف کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اپنے زمانہ کا مالک ہے

فَلَا زَالَ يَسْقِي قَبْرَهُ كُلُّ عَارِضٍ　بِمُنْثَعِقٍ ظَلَّتْ عَزَالِيهِ تَسْكُبُ

ہر بادل برسنے والا ان کی قبر کو ہمیشہ ایسے کثیر اور بہنے والے پانی سے سیراب رکھے جس کا دہانہ ہمیشہ بہتا رہے

موطا کی مدح میں قاضی عیاض کے اشعار

قاضی ابو الفضل عیاضؒ نے بھی ایسی ہی ایک نظم لکھی ہے جو نہایت صحیح اور درست ہے۔

إِذَا ذُكِرَتْ كُتُبُ الْحَدِيثِ فَحَيَّ هَلْ　بِكُتُبِ الْمُوَطَّا مِنْ مُصَنَّفِ مَالِكٍ

جس وقت حدیثوں کی کتابوں کا ذکر کیا جائے تو امام مالک صاحب کی تصنیف کردہ موطا کو لے کر آ

أَصَحُّ أَحَادِيثًا وَأَثْبَتُ حُجَّةً　وَأَوْضَحُهَا فِي الْفِقْهِ نَهْجًا لِسَالِكٍ

حدیثوں کے اعتبار سے صحیح تر اور باعتبار دلیل کے قوی تر ہے اور فقہ حاصل کرنے والے کیلئے اس سے زیادہ کوئی واضح تر راستہ نہیں ہے

عَلَيْهِ مَضَى الْإِجْمَاعُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ　عَلَى رَغْمِ خَيْشُومِ الْحَسُودِ الْمُمَاحِكِ

ہر طبقہ کے لوگوں کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے　کینہ ور اشخاص اور حاسدوں کے خلاف مرضی

فَعَنْهُ فَخُذْ عِلْمَ الدِّيَانَةِ خَالِصًا　وَمِنْهُ اكْتَسِبْ شَرْعَ النَّبِيِّ الْمُبَارَكِ

خالص علم دینیات کو موطا سے لو　اور نبی مبارک کی شرع اسی سے حاصل کرو

وَشُدَّ بِهِ كَفَّ الْعِنَايَةِ تَهْتَدِي　فَمَنْ حَادَ عَنْهُ هَالِكٌ فِي الْمَهَالِكِ

قصد کی باگ کو اس کے ساتھ مضبوط ہاتھوں سے پکڑو تو ہدایت پاؤ گے اور جو شخص اس سے پھر گیا تو وہ مہالک میں ہلاک ہونیوالا ہے

امام مالکؒ سے موطا کی سماعت

یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے ان کے زمانہ میں تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے موطا کو سنکر جمع کیا چنانچہ اس کے نسخے بہت ہیں۔ اور لوگوں کے

خوب سمجھ لو اور یاد رکھو۔ عتیق زہری کہتے ہیں کہ امام مالک نے شروع میں اپنی موطا کو دس ہزار حدیث پر مشتمل فرمایا تھا اس میں آہستہ آہستہ انتخاب فرماتے رہے آخر اس حد تک پہنچا اور جب تک امام مالک زندہ رہے موطا کو مسودہ کرتے رہے۔ اس وجہ سے اس میں نسخے بہت ہوا ہے اور ہر نسخہ کی ترتیب جدا ہے۔ امام صاحب کے شاگردوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق ترتیب دے کر رائج کیا ہے اور حدیثوں میں بھی فی الجملہ تھوڑا سا تفاوت ہے۔ ابو زرعہ رازی نے جو محدثین کے رأس رئیس ہیں یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھا کر بیان کرے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو میری زوجہ پر طلاق (ہو) جو کچھ موطا میں ہے وہ بلاشک وشبہ صحیح ہے تو وہ اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا یعنی اس کی عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی اس قدر وثوق اور اعتماد کسی دوسری کتاب پر نہیں ہے۔

موطا کی مدح میں سعدون کے اشعار

سعدون نامی ایک شاعر نے موطا کی مدح میں امام مالکؒ کے علم کی طرف رغبت دلانے کے لئے اشعار تصنیف کئے تھے۔ کچھ ان میں سے لکھے جاتے ہیں۔

أَقُولُ لِمَنْ يَرْوِي الْحَدِيثَ وَيَكْتُبُ	وَيَسْلُكُ سُبُلَ الْفِقْهِ فِيهِ وَيَطْلُبُ
میں اس شخص سے جو حدیث کی روایت اور کتابت کرتا ہے	اور فقہ کے استونکار ہمراور اجتہاد کا طالب ہے یہ کہتا ہوں
إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تُدْعَى لَدَى الْحَقِّ عَالِمًا	فَلَا تَعْدُ مَا تَحْوِي مِنَ الْعِلْمِ يَثْرِبُ
اگر تجھے خدا کے نزدیک عالم بن کر پکارا جانا محبوب ہو	تو مدینہ منورہ نے جو کچھ علم حدیث کو جمع کیا ہے اس سے تجاوز نہ کر
أَتَتْرُكُ دَارًا كَانَ بَيْنَ بُيُوتِهَا	يَرُوحُ وَيَغْدُو جِبْرَئِيلُ الْمُقَرَّبُ
تو اس دار الہجرت کو چھوڑتا ہے جس کے گھروں میں	صبح و شام جبرئیل مقرب آتے تھے
وَمَاتَ رَسُولُ اللهِ فِيهَا وَبَعْدَهُ	بِسُنَّتِهِ أَصْحَابُهُ قَدْ تَأَدَّبُوا
جس میں رسول اکرم نے وفات پائی اور ان کے بعد	آپ کی سنت سے آپ کے اصحاب ادب پذیر ہوئے
فَبَادِرْ مُوَطَّا مَالِكٍ قَبْلَ فَوْتِهِ	فَمَا بَعْدَهُ إِنْ فَاتَ لِلْحَقِّ مَطْلَبُ
امام مالک کے موطا کو اسکے فوت ہونے سے پہلے جلد حاصل کر	ورنہ موطا کے بعد اگر وہ فوت ہوگیا تو تجھے صحیح مطلب حاصل نہ ہوگا۔
وَدَعْ لِلْمُوَطَّأ كُلَّ عِلْمٍ تُرِيدُهُ	فَإِنَّ الْمُوَطَّأ شَمْسُ الْعِلْمِ وَالْغَيْرُ كَوْكَبُ

ہر اس علم کو جسکا تو طالب ہے چھوڑ کر موطا میں مشغول ہو
کیوں کہ موطا کے مقابلے میں دیگر علم ستارے ہیں اور وہ بیشک آفتاب ہے۔

عرض کیا کہ قرآن کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں مخلوق ہے یا نہیں۔ امام نے فرمایا کہ اس زندیق کو قتل کرڈالو اس کے کلام سے ہزاروں فتنے پیدا ہوں گے چنانچہ امام مالک کے بعد اس مسئلہ میں عجیب فتنہ برپا ہوا۔ اہل سنت کی ایک بڑی جماعت ذلیل اور مقتول ہوئی۔ اسی طرح جعفر بن عبداللہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم امام مالک صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی کی تفسیر میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ استوی کس کیفیت کے ساتھ ہوتا ہے امام صاحب نے اس سوال سے بہت ملال کا اظہار فرمایا اور زمین کی طرف دیکھنے لگے۔ اور حیران ہو گئے پیشانی پر پسینہ آگیا اس کے بعد فرمایا کہ۔

اَلْكَيْفُ مِنْهُ غَيْرُ مَعْقُوْلٍ وَّالْاِسْتِوَاءُ مِنْهُ غَيْرُ مَجْهُوْلٍ وَالْاِيْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ۔	استواء تو معلوم ہے اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے مگر اسکی کیفیت سمجھ میں نہیں آسکتی ایسے امور سے سوال کرنا بھی بدعت ہے اس کے بعد فرمایا کہ اس شخص کو نکالو یہ بدعتی ہے۔

ابو عروہ سے جو حضرت زبیر کی اولاد میں سے ہیں یہ نقل ہے کہ ہم امام مالک کی خدمت میں حاضر تھے دفعتہً ایک شخص نمودار ہوا اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے معائب اور نقائص ذکر کرنے لگا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ سنو۔ اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط	محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ سخت ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں۔ تو ان کو رکوع اور سجدے میں دیکھتا ہے وہ اللہ کے فضل اور اسکی خوشنودی کو تلاش کرتے ہیں سجدوں کے اثر سے انکی نشانی انکے منہ پر ہے، توراۃ اور انجیل میں انکی صفت یہ ہے کہ کھیتی نے اپنی سوئی اور پٹھا نکالا پھر اسکی کمر کو مضبوط کیا پھر موٹا ہوا پھر اپنی نال پر کھڑا ہوا۔ کھیتی کرنیوالوں کو خوش اور بھلا معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُن سچے مسلمانوں کی وجہ سے کافروں کا دل جلاتا ہے،

موطا کا تدریجی انتخاب

اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی طرف سے دل میں بدظنی رکھتا ہو اور ان کی شکر رنجی کو بری طرح سے ظاہر کرتا ہو وہ اس لفظ کے حکم میں داخل ہے اس کو

اشخاص بھی آپ کے شریک ہو کر اسی طرح کی مؤطا تصنیف کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو دکھلاؤ چنانچہ آپ کے ارشاد کے موافق جب وہ تصانیف لائی گئیں تو آپ نے ان کو ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ حضرت خدا کے لئے کونسا امر واقع ہوا ہے اور درحقیقت اب ان کی تصنیفات کا سوائے مؤطا ابن ابی ذئب کے نام و نشان بھی معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں مؤطا امام مالک قیامت تک مخلوقات کی مخدوم اور علمائے اسلام کا سرمایہ اجتہاد رہے گی۔ حافظ ابو نعیم اصفہانی نے کتاب حلیۃ الاولیا میں امام مالک کا ذکر کرتے ہوئے سند صحیح کے ساتھ یہ نقل کیا ہے کہ سہل بن مزاحم نے جو اپنے وقت کے عابدوں ہیں۔ اور عبداللہ بن المبارک جو مرو کے رہنے والے ہیں ان کے دوستوں میں سے تھے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت آپ کا خیر و برکت والا زمانہ تو گزر گیا ہے اگر ہمارے دل میں دینی کاموں میں کوئی شک و شبہ واقع ہو تو کس شخص سے تحقیق کریں ہمیں اس کا پتہ و نشان بتلائیے آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو جو کچھ مشکل پیش آئے اس کو مالک بن انس سے دریافت کرو۔ اور اسی کتاب میں مطرف سے یہ بھی منقول ہے کہ لیثین کے غلاموں میں سے ایک شخص ابو عبداللہ نامی نے جو نہایت بزرگ پرہیزگار اور خدا پرست تھا یہ بیان کیا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے دیکھا کہ آپ مسجد میں تشریف رکھتے ہیں اور ان کے گرداگرد آدمیوں کا حلقہ بندھا ہوا ہے اور حضرت امام مالک آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور آنحضرتؐ کے سامنے تھوڑا سا مشک رکھا ہوا ہے حضورؐ اس میں سے لپ بھر بھر کر امام مالک صاحبؒ کو مرحمت فرماتے ہیں اور امام مالک بطریق نثار آدمیوں پر چھڑکتے ہیں۔

اس خواب کی تعبیر میرے دل میں یہ آئی کہ علم نبوی نے اوّل امام کے سینہ میں ظہور فرمایا اس کے بعد امام کے واسطے سے دوسرے آدمیوں کو پہنچا محمد بن رمح تجیبی مصری بھی جو امام مسلمؒ مؤلف صحیح مسلم کے استاد ہیں یہ نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا کہ ہم تمام آدمی امام مالکؒ اور لیثؒ کے فضیلت میں جھگڑتے اور بحث کرتے ہیں۔ اور ہر ایک ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مالک میرے تخت کے وارث ہیں۔ میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اس سے آپ کی یہ مراد ہے کہ مالک میرے علم کا وارث ہے۔ یحییٰ بن خلف بن ربیع طرسوسی نے جو اپنے وقت کے صالحین اور عابدین کے زمرہ میں داخل تھے یہ فرمایا کہ میں ایک روز مالک بن انس کی خدمت میں حاضر تھا دفعۃً ایک شخص نے آکر

(عجیب بات یہ تھی کہ) آپ کی اطاعت کی جاتی تھی حالانکہ آپ بادشاہ نہ تھے۔

بشر حافی جو ایک مشہور صوفی اور باخدا آدمی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی نعمتوں اور زینتوں میں سے کسی شخص کا حَدَّثَنَا مَالِكٌ کہنا بھی ایک بڑی نعمت ہے یعنی امام مالک کی شان و شوکت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ شاگرد اس کو دنیاوی مفاخرت سے شمار کرتا ہے۔ حالانکہ وہ آخرت کا وسیلہ اور امورِ دین کا ذریعہ ہے۔ امام صاحب اکثر اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔

وَخَيْرُ أُمُوْرِ الدِّيْنِ مَا كَانَ سُنَّةً وَشَرُّ الْأُمُوْرِ الْمُحْدَثَاتُ الْبَدَائِعُ

دین کا بہتر کام وہ ہے جو طریقہ رسول کے مطابق ہو اور بدترین کام وہ ہیں جو سنت کے خلاف نئی نئی بدعتیں اپنی طرف سے تراش لی ہوں یہ شعر حکمت سے پُر ہے کیوں کہ شاعر نے ایک حدیث نبوی کے مضمون کو نظم کیا ہے۔ منجملہ اور کلاموں کے امام صاحب کا ایک یہ کلام بھی ہدایت آمیز ہے لَيْسَ الْعِلْمُ بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ إِنَّمَا هُوَ نُوْرٌ يَضَعُهُ اللّٰهُ فِي الْقَلْبِ یعنی بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں ہے وہ تو ایک نور ہے اللہ تعالیٰ جس کے دل میں چاہتا ہے اسے ڈال دیتا ہے۔ یہ کلمہ ایک ایسی تحقیق رکھتا ہے جو نہایت گہری ہے۔ چنانچہ اہل بصیرت اُسے خوب جانتے ہیں۔

ایک روز آپ سے کسی نے یہ دریافت کیا کہ مَا تَقُوْلُ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ[1] تو آپ نے جواب میں فرمایا حَسَنٌ جَمِيْلٌ لٰكِنِ انْظُرْ مَا يَلْزَمُكَ مِنْ حِيْنِ تُصْبِحُ إِلٰى أَنْ تُمْسِيَ فَالْزِمْهُ۔ یعنی طلب علم اچھی چیز ہے مگر انسان کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ صبح سے شام تک جو امور اس پر واجب ہوں ان کو مضبوطی کیساتھ اختیار کرکے ادا کرے۔ آپ کا یہ قول بھی گہری نظروں سے دیکھنے کے قابل ہے ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لَا يَنْبَغِيْ لِلْعَالِمِ أَنْ يَّتَكَلَّمَ بِالْعِلْمِ عِنْدَ مَنْ لَّا يُطِيْقُهُ فَإِنَّهُ ذُلٌّ وَإِهَانَةٌ لِّلْعِلْمِ۔ یعنی عالم کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ علمی مسائل ایسے شخص کے سامنے بیان کرے جو اس کا اہل نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں علم کی اہانت اور ذلت ہے۔ امام صاحب مدینہ میں سوار ہوکر نہیں نکلتے تھے اور اسکا سبب یہ فرمایا کرتے تھے۔

أَنَا أَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ أَنْ أَطَأَ تُرْبَةً فِيْهَا قَبْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَافِرِ دَابَّةٍ

سواری کے سُم سے ایسی سرزمین کے روندنے میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہو مجھے شرم و حیا آتی ہے اللہ سے

امام صاحب نے مؤطا کو تالیف کرنا شروع فرمایا تو دوسرے لوگوں نے بھی اس طرز پر مؤطا کو لکھنا شروع کیا اس پر بعض لوگوں نے آپ سے یہ عرض کیا کہ آپ اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں۔ دوسرے

---

[1] علم طلب کرنا کیسا ہے۔

ایک حالت رہتی تھی۔ تمام عمر مدینہ کے حرم میں آپ نے قضاء حاجت نہیں کی بلکہ ہمیشہ حرم سے باہر تشریف لے جاتے تھے، البتہ حالت مرض میں مجبوری کی وجہ سے معذور تھے۔ جب حدیث شریف سنانے کے لئے بیٹھتے تھے تو آپ کے لئے ایک چوکی بچھائی جاتی تھی اور آپ عمدہ کپڑے پہنکر خوشبو لگاکر حجرہ سے باہر نہایت عجز و انکسار کیساتھ آکر اس پر بیٹھ کر سنتے تھے اور جب تک اس مجلس میں حدیث کا ذکر رہتا تھا مجمر یعنی انگیٹھی میں عود و لوبان ڈالتے رہتے تھے۔

امام مالکؒ کی مجالس حدیث

عبداللہ بن المبارک جو امام مالک کے شاگرد ہیں اور حدیث فقہ تفسیر اور قراءۃ کے بڑے امام ہیں اور علماء کے طبقہ میں ایسے مشہور ہیں کہ ان کی شہرت تعریف و توصیف سے بالکل مستغنی کرتی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ روایت حدیث فرما رہے تھے۔ ایک بچھو نے نیش زنی شروع کی تو شاید دس مرتبہ آپ کے کاٹا اس تکلیف کے سبب امام صاحب کا چہرہ کچھ متغیر ہو کر مائل بہ زردی ہو جاتا تھا۔ مگر امام صاحب نے حدیث کو قطع نہیں فرمایا اور نہ کچھ لغزش آپ کے کلام میں ظاہر ہوئی۔ جب مجلس حدیث ختم ہوئی اور سب آدمی چلے گئے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ آج آپکے چہرہ پر کچھ تغیر محسوس ہوتا تھا امام صاحب نے فرمایا بیشک تمہارا خیال صحیح ہے اور پھر تمام واقعہ ان سے بیان کرکے فرمایا کہ میرا اس قدر صبر کرنا اپنی طاقت و شکیبائی کی بنا پر نہ تھا بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

امام مالکؒ کی مدح میں امام سفیان کے چند اشعار

سفیان ثوری جن کی شہرت تعریف و توصیف سے ان کو مستغنی کرتی ہے۔ ایکروز امام مالک کی مجلس میں تشریف لائے تو مجلس کی عظمت و جلال اور اس کی شان و شوکت کے ساتھ انوار کی کثرت اور برکتوں کو دیکھ کر امام مالک صاحب کی مدح میں یہ قطعہ نظم فرمایا۔

یَأْبَی الْجَوَابَ فَلَا یُرَاجَعُ هَیْبَةً ‍ ‍ ‍ ‍ وَالسَّائِلُوْنَ نَوَاکِسُ الْاَذْقَانِ

(اگر امام مالکؒ) جواب دینا چھوڑ دیں تو سب سائل اپنا سر نیچا کئے بیٹھے رہیں، اور آپ کی ہیبت سے دوبارہ نہ پوچھ سکیں

اَدَبُ الْوَقَارِ وَعِزُّ سُلْطَانِ التُّقٰی ‍ ‍ ‍ ‍ فَهُوَ الْمُطَاعُ وَلَیْسَ ذَا سُلْطَانِ

وقار آپ کا ادب کرتا تھا اور آپ پرہیزگاری کی بادشاہت پر عزت کے ساتھ متمکن تھے

معتدہ کے سکنی کے بارے میں ہے امام مالکؒ سے روایت کی ہے اور زہری کی وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی ہے۔ دوسرے ابو حذافہ سہمی ہیں جو امام مالکؒ کے شاگرد اور راوی نسخہ موطا ہیں انہوں نے بھی اس حدیث کو امام مالک سے روایت کیا ہے اور ابو حذافہ کی وفات کچھ اوپر دو سو پچاس ہجری میں ہوئی ہے کاتب الحروف کہتا ہے زہری کا امام مالکؒ سے روایت کرنا روایۃ الاکابر عن الاصاغر میں داخل ہے یعنی بڑوں کا چھوٹوں سے روایت کرنا ندرت سے خالی نہیں ہے۔ اس باب میں محدثین کی بہت سی کتابیں ہیں اور ایک شیخ سے دو راویوں کی وفات میں اس قدر فرق بھی ندرت سے خالی نہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں اس کو سابق ولاحق کہتے ہیں۔ شیخ ابن حجر نے نخبہ کی شرح میں لکھا ہے کہ مَاوَقَفْنَا عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ التَّفَاوُتِ مِائَةٌ وَخَمْسُوْنَ سَنَةً یعنی زیادہ سے زیادہ تفاوت کی مثالیں ایک سو پچاس ۱۵۰ سال کی ہم کو ملی ہیں انھوں نے اس کو بھی روایۃ الاکابر عن الاصاغر میں داخل کیا ہے اور چند مثالیں بھی لکھی ہیں۔ روایت اکابر از اصاغر میں اس قدر فرق اکثر ہو جاتا ہے۔

امام صاحب کی مجلس ایسی ہیبت اور وقار کی ہوتی تھی کہ اس میں شور و شغب ہونا تو درکنار کسی شخص کو آواز بلند کر کے گفتگو کرنے کی مجال اور طاقت نہ ہوتی تھی۔

سند حدیث کے دو طریقے

اُستاد سے حدیث کی سند حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں اوّل یہ کہ استاد پڑھے اور شاگرد سنتا ہے، دوسرا یہ کہ شاگرد پڑھے اُستاد سنتا ہے۔ امام مالک کے یہاں یہی دوسرا طریقہ مروج تھا اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ اہل عراق نے قرأت علی الشیخ کے طریق کو ترک کر دیا تھا اور حدیث حاصل کرنے کے طریق کو پہلی صورت میں منحصر خیال کرتے تھے اور شیخ ہی سے سماع طلب کرتے تھے۔ امام صاحب اور نیز دوسرے مدینہ وحجاز کے عالموں نے اس وہم کو رفع کرنے کی غرض سے اسی طریق کو اختیار فرمایا تھا ورنہ قدیم محدثین کے یہاں بھی یہی طریق مروج تھا کہ شیخ اپنے شاگردوں کو خود پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ اسی طریق کو محدثین کی اصطلاح میں قرأۃ الشیخ علی التلمیذ کہتے ہیں۔ یحییٰ ابن بکیر نے جو امام صاحب کے منجملہ شاگردوں کے ایک شاگرد ہیں اور اصحاب موطا میں سے ایک یہ بھی ہیں چودہ ۱۴ دفعہ کتاب موطا کو امام مالک سے ان کی قرأت سے سنا ہے۔ ابن حبیب جو امام مالک کے مخصوص اصحاب میں سے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ادب فرماتے تھے اور کمال ادب کی وجہ سے اس قدر احتیاط تھی کہ بوقت افادہ حدیث اس مجلس میں کبھی زانو کو بھی نہ بدلتے تھے بلکہ جس ہیئت اور حالت کے ساتھ اوّل بیٹھتے تھے آخر تک وہی

خرابی اور نقص آجاتا ہے۔ چونکہ امام صاحب کھانا پینا خلوت میں رکھتے تھے اس وجہ سے کسی شخص نے آپ کو کھاتے پیتے نہیں دیکھا امام صاحب باوجود وقار اور خودداری کے اپنے اہل وعیال اور نوکر چاکر کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے اور اس معاملہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی فرماتے تھے۔

علم طلب کرنے کی حرص اور خواہش بہت تھی زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس ظاہری سرمایہ کچھ زیادہ نہ تھا۔ مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیوں کو فروخت کر کے کتب وغیرہ کے صرف میں خرچ فرمایا کرتے تھے اس کے بعد دولت کا دروازہ اُن پر کھل گیا اور کثرت سے بڑی بڑی فتوحات شروع ہوگئیں۔ آپ کا حافظہ بہت اعلیٰ درجہ کا تھا یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس چیز کو میں نے محفوظ کر لیا پھر اُسے کبھی بھولا نہیں۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے مجلس افادہ وتعلیم کی ابتدا فرمائی تھی۔ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں مدینہ کی ایک نیک بی بی کی وفات ہوئی جب غسل دینے والی عورت نے اس کو غسل دیا تو اس نیک بخت مُردہ عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ یہ فرج کس قدر زنا کار تھی فوراً اس کا ہاتھ فرج پر ایسا چسپاں ہوا کہ اسے جُدا کرنے کی سب نے کوشش وتدبیر کی مگر فرج سے اس کا ہاتھ جدا نہ ہوا۔ انجام کار اس مشکل کو علماء اور فقہا کی خدمت میں پیش کیا گیا اسکا علاج اور عمل دریافت کیا گیا سب کے سب اُس سے عاجز ہوئے لیکن امام صاحب نے اس راز کی حقیقت کو اپنے ذہن رسا اور کامل فہم سے دریافت کر کے یہ فرمایا کہ اس غسل دینے والی کو حدّ قذف (یعنی وہ سزا جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے مقرر فرمائی ہے) لگائی جائے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق جب اُس کے اسّی درّے لگائے تو ہاتھ فرج سے فوراً جُدا ہوگیا سب لوگوں کے دلوں میں امام صاحب کی امامت وریاست اسی دن سے راسخ طور سے جاگزیں ہوگئی امام صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزار حدیثیں لکھی ہیں۔

روایۃ الاکابر عن الاصاغر

دار قطنی جو محدثین میں بڑے پایہ کے ہیں یہ فرماتے ہیں جو اتفاق امام مالک کو پیش آیا ہے ایسا کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ امام مالک سے دو شخصوں نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے اور دونوں شخصوں کی وفات کے درمیان ۱۳۰ سال کی مدت ہے ایک ان میں سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہیں جو امام مالک کے استاد بھی ہیں انھوں نے فریعہ بنت مالک بن سنان کی حدیث جو

شخص نفیس کپڑے پہننا اور نفاست کو دوست رکھتا تھا اس میں اس کی یہ نیت ہوتی تھی کہ اچھی پوشاک استعمال کر کے خدا کی نعمتوں کو ظاہر کرنے کی کوشش کرے اور جو شخص موٹے کپڑوں کا استعمال کرتا تھا اس میں تواضع اور عجز و انکساری کی نیت ہوتی تھی شہرت کو پسند نہیں کرتا تھا اس واسطے دونوں حق بجانب ہیں اور ہر ایک کو اس کی نیت کے موافق حصہ ملے گا۔ وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ (اور محبت کی راہ میں ہر عاشق کا مسلک جداگانہ ہے) اشہب جو امام مالک کے شاگرد رشید ہیں کہتے ہیں کہ جس وقت امام صاحب ممدوح عمامہ باندھتے تھے تو اسکا ایک پلہ ٹھوڑی کے نیچے کر کے سر پہ باندھتے تھے اور اس کی ایک جانب کو (جس کو اس ملک کے رواج کے مطابق شملہ اور اہل عرب عذبہ کہتے ہیں) دونوں شانوں کے درمیان ڈالتے تھے۔ عذر (مجبوری) اور بیماری کے سوا سرمہ لگانے کو برا خیال فرماتے تھے، آپ جب کبھی کسی ضرورت سے سرمہ لگاتے تھے تو باہر تشریف نہ لاتے تھے بلکہ گھر ہی میں بیٹھے رہتے تھے۔ امام صاحب کی انگشتری چاندی کی تھی اس میں سیاہ رنگ کا نگینہ جڑا ہوا تھا اور حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اس پر کندہ تھا۔ مطرف نے جو امام صاحب ممدوح کے شاگردوں میں سے ہیں انگشتری پر اس آیت کو کندہ کرانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا میں نے سنا ہے کہ حق تعالیٰ کلام مجید میں مومنین کے حق میں فرماتا ہے قَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ پس اس وجہ سے میرا دل یہ چاہتا ہے کہ آیت کا مضمون میرا نصب العین رہے اور ہر وقت میرے پیش نظر رہ کر میرے دل پر یہ منقش ہو جائے۔ امام صاحب کے دروازہ پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا مَاشَاءَ اللّٰهُ اسکا سبب بھی کسی سائل نے دریافت کیا تو یہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ اپنے باغ میں داخل ہوتے ہوئے ماشاء اللہ کہتا اور میری جنت میرا مکان ہے پس چاہتا ہوں کہ جب گھر میں آؤں تو یہ کلمہ مجھ کو یاد آ کر میری زبان پر جاری ہو جائے۔ مدینہ منورہ میں جس مکان میں رہتے تھے وہ مکان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تھا جو جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ مسجد نبوی میں امام کی نشست اس جگہ ہوتی تھی جہاں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھتے تھے۔ امام صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے تمام عمر میں کبھی کسی بیوقوف یا کوتاہ عقل والے کے ساتھ ہم نشینی نہیں کی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ یہ ایک ایسی بڑی بات ہے کہ جو سوائے امام مالک کے اور کسی کو میسر نہیں ہوئی۔ علماء کے زمرہ میں اس سے بہتر اور کوئی فضیلت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ بیوقوفوں کی صحبت نور علم کو تاریک کر دیتی ہے اور تحقیق کی بلند چوٹی سے گرا کر تقلید کی پستی میں ڈال دیتی ہے جس کی وجہ سے علم کی نفاست میں ایک گونہ

کی ہے اور بعض نے تین سال کہا ہے۔ آپ کی وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی ہے۔ آپ کی پیدائش اور انتقال کی تاریخ کو ایک بزرگ نے اس قطعہ میں نظم کیا ہے اور اسی سے ان کی عمر کی مدت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

قطعہ

فَخْرُ الْاَئِمَّۃِ مَالِكٌ ۔۔۔ نِعْمَ الْاِمَامُ السَّالِكُ
مَوْلِدُہٗ نَجْمُ ھُدًی ۔۔۔ وَفَاتُہٗ فَازَ مَالِكٌ

امام مالک خدا کے راستہ کے چلنے والے بہت اچھے امام اور دینی پیشواؤں کیلئے باعث فخر ہیں ان کی ولادت کا سال نجم کے اعداد سے اور سن رحلت فاز مالک کے اعداد سے نکلتا ہے
۹۳ ۔ ۱۷۹

امام مالک کا حلیہ اور لباس

دراز قد۔ موٹا بدن۔ سفید رنگ مائل بہ زردی، کشادہ چشم، خوبصورت ناک بلند رکھتے تھے۔ ان کی پیشانی میں سر کے بال کم تھے۔ ایسے شخص کو عربی میں اصلع کہتے ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی اصلع تھے، ڈاڑھی گنجان اور اسقدر لمبی تھی کہ سینہ تک پہنچتی تھی۔ اور مونچھوں کے اُن بالوں کو جو لبوں کے کنارے پر ہوتے تھے کترواتے تھے اور منڈوانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مونچھ کا منڈوانا مثلہ[1] میں داخل ہے، اور مونچھ بھی آپ کی وافر تھی، اور اس میں بھی جناب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ (اِنَّہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یَفْتِلُ سَبْلَتَہٗ اِذَا اَھَمَّہٗ اَمْرٌ) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب کوئی امر عظیم پیش آتا تھا تو اپنی مونچھوں کو پیچ دیا کرتے تھے۔

واقدی کا قول ہے کہ امام مالک کی ۹۰ سال کی عمر ہوئی ہے لیکن آپ نے ڈاڑھی کا کبھی خضاب نہیں کیا۔ اور نہ کبھی حمام میں تشریف لے گئے۔ امام مالک خوش پوشاک عدن کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے تھے عدن ملک یمن کا ایک شہر ہے، اور وہاں کے کپڑے نہایت نفیس اور بیش قیمت ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں خراسان اور مصر کے اعلیٰ قسم کے کپڑے بھی پہنتے تھے آپ کا لباس اکثر سفید ہوتا تھا اور اکثر اوقات عطر لگایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ نے ثروت یعنی مال و دولت عطا کیا ہو اور اس کا اثر اس پر ظاہر نہ ہو تو میں ایسے شخص کو اپنا دوست رکھنا پسند نہیں کرتا ہوں کیونکہ اس نے حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو چھپا کر کفران نعمت کیا ہے۔

کاتب حروف کہتا ہے سلف صالحین عمدہ اور خراب کپڑے پہننے میں اچھی نیت رکھتے تھے۔ جو

[1] اعضاء کا کاٹ دینا ۱۲

مؤطا امام مالکؒ

یہ کتاب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جو صاحب مذہب اور لوگوں کے مقتدا ہیں اور انکے کمالات علمی و عملی کی شہرت کو پیش نظر رکھ کر ان کی تعریف و توصیف کرنا اگرچہ فضول امر معلوم ہوتا ہے لیکن تبرکاً ان حالات میں سے جو از سرتا پا کرامتوں سے پر ہیں کچھ تھوڑا سا اس باعث لکھا جاتا ہے تاکہ اس رسالہ کے لئے زینت کا باعث ہو۔ اسی طرح دوسری کتابوں کے مصنفین کا ذکر بھی اسی وجہ سے کیا جائیگا باانیہمہ فن تاریخ کے جاننے والوں اور واقعات و حالات زمانہ کے لکھنے والوں پر یہ امر مخفی نہ رہے کہ جو کچھ لکھا جاتا ہے کسی فائدہ زائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ امام صاحب کا مبارک نسب یہ ہے مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو (عین کے زبر کے ساتھ) بن الحارث بن غیمان (غین معجمہ کا زبر اس کے بعد یار تحتانی ساکنہ) بن خثیل (خار معجمہ مضموم اور ثار مثلثہ مفتوحہ بصیغہ تصغیر) چنانچہ اصابہ میں حافظ ابن حجر نے ابی عامر بن عمرو کے ذکر میں ایسا ہی بیان کیا ہے۔ ذہبی بھی تجرید الصحابہ میں ابو عامر کا ذکر لائے ہیں اور کہا ہے کہ میں نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں پایا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ضرور تھے، ان کے بیٹے مالک نے عثمانؓ اور دیگر صحابہ سے روایت کی ہے۔ شیخ محمد بن ابراہیم بن خنیل نے شرح مختصر خلیل میں جو فقہ مالکی کا مشہور رسالہ ہے اور دیار مغرب میں رائج اور بہت کارآمد ہے ایسا ہی بیان کیا ہے۔

لیکن ابو عامر ابو مالک کے دادا اور صحابی ہیں سوائے بدر کے اور سب مغازی میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے ہیں۔

یہ عبارت دیباج المذہب سے جو ابن فرحون کی تصنیف ہے بطور خلاصہ نقل کی گئی ہے واللہ اعلم۔

خثیل کو جو امام مالک کے جد اعلیٰ ہیں دار قطنی نے خار معجمہ کے بدلے جیم مضموم کے ساتھ ضبط کیا ہے اور ابن خثیل عمرو بن الحارث کے بیٹے ہیں اور حارث ذی اصبح کے ساتھ مشہور ہیں، اسی وجہ سے امام مالکؒ کو اصبحی کہتے ہیں۔

امام مالک سنہ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے چنانچہ یحییٰ بن بکیر نے جو امام مالک کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں یہی بیان کیا ہے۔ امام مالکؒ شکم مادر میں معمول سے زیادہ رہے۔ یہ مدت بعض نے دو سال بیان

لے الدیباج المذہب فی علماء المذہب۔ کشف الظنون ۱۲ ؎۲ بعض نے سن ولادت سنہ ۹۵ھ لکھا ہے ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بستان المحدثین کی تالیف کا مقصد

حمد و صلوٰۃ کے بعد (یہ عرض ہے) کہ اس رسالہ کا نام بستان المحدثین ہے۔ چونکہ اکثر رسالوں اور تصنیفوں میں ایسی کتابوں سے حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جن پر اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے سننے والوں کو حیرانی پیش آتی ہے اس وجہ سے اصل مقصود تو ان ہی کتابوں کا ذکر ہے مگر تبعاً ان کے مصنفین کا بھی ذکر کیا جائے گا کیونکہ مصنف سے اس کی تصنیف کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ نیز ہمارا مقصود فقط متون کا ذکر ہے۔ مگر بعض شرحوں کا بھی اس وجہ سے ذکر کیا جائے گا کہ کثرت شہرت اور کثرت نقل اور زیادتی اعتماد کی وجہ سے اگر ان کو متون کا حکم دیا جائے تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ہم کو خطا و لغزش سے محفوظ رکھنے کے ساتھ پھسلنے کے مقامات سے بچا کر ثابت قدم رکھے ہم کو دنیا و آخرت میں ہر امر کی اسی سے امید ہے اور فقط اسی پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔

فہرست مضامین

"بستان المحدثین فی تذکرۃ کتب الحدیث والمحدثین"

کی گئی۔ اولاً میں نے خود اصل نسخہ کی کامل تصحیح کرنے میں پوری کوشش کی اور ثانیاً بوقت طبع جو غلطیاں میرے محترم استاد مذکور کو سرسری نظر میں محسوس ہوئیں اس کی انہوں نے اصلاح فرمادی۔ بہرحال میں نے کمال جانفشانی اور دردسری اس ترجمہ میں اٹھائی ہے، مگر بایں ہمہ قارئین کرام سے بصد ادب یہ التماس ہے کہ وہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس کی اصلاح فرماکر ماجور ہوں۔ اور اصل نسخہ کی طرف اس کو منسوب کرنے کے ساتھ مترجم کو بری سمجھیں۔

(۴) چونکہ میں کثیر المشاغل تھا۔ اپنے کار مفوضہ سے جب مہلت ملتی تھی تو اس کے ترجمہ میں مصروف ہوجاتا تھا۔ اس وجہ سے صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ مگر بعض بعض مقامات پر فائدہ کی ف بناکر اس کے ذیل میں بقدر ضرورت لکھ دیا ہے۔

اور اس کتاب میں ایک معمّا تھا اس کے حل کا اضافہ بھی اپنی طرف سے کر دیا۔ اس کے علاوہ اور کسی طرح کا تغیّر و تبدّل نہیں کیا گیا۔

(۵) اصل کتاب میں جو لفظ مشکل یا اصطلاح محدّثین واہل فقہ کا آیا ہے ان کے معنے و تشریح کو حاشیہ پر لکھ دیا گیا ہے۔

(۶) جناب حاجی صاحب نے (جو اس کے اصل محرّک ہیں) اس ترجمہ کو پسند فرمایا۔ اور اپنی طرف سے رفاہِ عام کے لئے طبع کرایا۔ جو شخص اس ترجمہ سے مستفید ہو وہ اپنی دعاؤں میں حاجی صاحب اور اس ناچیز کو فراموش نہ فرمائے۔

بندہ عبدالسمیع دیوبندی

۲۵۔ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

عرضِ مترجم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۵

الحمد للہ علی حلمہ بعد علمہ وعلی عفوہ بعد قدرتہ اللّٰھم انی اعوذبک ان اقول زورًا اواغشی فجورًا وصلی اللہ علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیمًا کثیرًا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد بہ نیاز مند بارگاہ رفیع عبد السمیع دیوبندی برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب مصدر حسنات بیکراں کے جناب حاجی محی الدین صاحب نے بحر العلوم وحید العصر استاذی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب متع اللہ بطول بقائہ وادام فیوض برکاتہ مددگار مہتمم دار العلوم دیوبند سے بستان المحدثین کا ترجمہ اردو زبان میں کرانے کے لئے اپنی خواہش کو ظاہر فرمایا تو حضرت استاذی مدظلہ نے مجھ کو اس کام کے لئے مامور فرمایا۔ اگرچہ میں اس اہم امر کے لائق نہ تھا لیکن تعمیل ارشاد کو اپنا فخر سمجھا۔ اور اس خیال کو پیش نظر رکھ کر کہ حق تعالیٰ اس کتاب سے مخلوق کو نفع پہنچائے باالداد الٰہی سلیس عبارت میں اس کا ترجمہ کیا۔ اور اس کا نام روض الریاحین رکھا۔

اب اس ترجمہ کے متعلق چند باتیں ضروری عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

(۱) اس کتاب کا ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ با محاورہ اردو کے موافق کیا گیا ہے۔ اسی سبب سے اردو میں متن الفاظ کی تقدیم وتاخیر ہوگئی ہے۔

(۲) چونکہ دار العلوم دیوبند کے دفتر میں صرف دو۲ نسخے موجود تھے اور ان میں بھی اکثر مقامات میں غلطیاں بہت تھیں اس وجہ سے اکثر جگہ تو دوسری کتابوں سے دیکھ بھال کر درست کیا۔ اور بعض جگہ میرے استاد موصوف الصدر نے قرائن سے الفاظ کا رد وبدل کر کے ترجمہ کی اصلاح فرمائی۔ پھر بھی چند مواقع ایسے ہیں کہ وہ بالکل سمجھ میں نہیں آتے اصل کتاب میں جس طرح موجود تھے اسی طرح ان کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔

(۳) اصل الفاظ کی رعایت و درستی محاورات کو حتی الوسع ملحوظ رکھنے میں کوتاہی نہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلامِ دوم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

دین کی بنیاد دو چیزوں پر قائم ہے، ایک قرآن، دوسرے سنتِ رسولؐ، یہ دونوں آپس میں ایسے لازم وملزوم ہیں کہ ایک کا دوسرے کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے، اسی وجہ سے قرن اول سے لیکر آج تک تمام علمائے کرام انہی دو بنیادوں کو مستحکم کرنے اوران پر مسائل کی تعمیر کرنے میں اپنی تمامتر کوششیں صرف کرتے رہے ہیں،

ان دونوں علوم کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے دوسرے بے شمار ذیلی علوم کو ایجاد کرنے کی ضرورت پیش آئی، انہی علوم میں سنت سے متعلق اسمائے رجال کا علم بھی ہے، جس میں حدیث کے راویوں کے جزئی جزئی واقعات، اُن کا کردار وسیرت اوران سے متعلق تمام معلومات کو جمع کیا گیا، اسی علم کو اساس بنا کر حضرات محدثین نے کتبِ حدیث کی تدوین وتصنیف فرمائی اوراس فن میں بیشمار کتابیں تصنیف کی گئیں،

جن حضرات محدثین نے اپنی تمام عمر کی تحقیق وتدقیق کے بعد امت کیلئے جو تصنیفات فنِ حدیث میں چھوڑیں اُن کا علم حاصل کرنا اوراُن حضرات محدثین کے بارے میں معلومات بہم پہنچانا بھی بہت ضروری تھا، چنانچہ عربی زبان میں اس مقصد کے پیشِ نظر کافی کتابیں لکھی گئیں،

ہمارے بزرگوں میں سے علامۂ زماں قطبِ دوراں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلوی نے بھی اس طرف توجہ فرمائی، اورفارسی زبان میں "بُستانُ المحدثین" ایک نہایت عمدہ معتبر اورجامع کتاب تصنیف فرمائی، حضرت شاہ صاحبؒ علوم ومعارف کے اس اونچے مقام پر ہیں کہ سب ہی آپکے معترف ہیں، علومِ ظاہری وباطنی کا کوئی گوشہ حضرت شاہ صاحبؒ سے چھپا ہوا نہیں ہے، پھران تمام علوم میں وہ رسوخ وکمال اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا جس کی نظیر صدیوں تک نہیں ملتی، اسی وجہ سے کسی تصنیف یا کسی مسئلہ کا حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف منسوب ہوجانا ہی اسکی صحت اوراس کے قابلِ اعتماد ہوجانے کی ضمانت ہے،

بُستانُ المحدثین چونکہ فارسی زبان میں تھی، اوراس کے فائدہ کو عام کرنیکے لئے اس کے اردو ترجمہ کی شدید ضرورت تھی، اِس لئے اِس ضرورت کا احساس دارالعلوم دیوبند کے مشہور استاذ مولانا عبدالسمیع صاحب نے کیا، اوراس کا سلیس اردو ترجمہ کرکے شائع کردیا،

لیکن زمانۂ حال کی ضرورتوں کے مطابق اس میں مزید تزیین کی ضرورت تھی، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس بندۂ ناچیز سے یہ خدمت لی، احقر نے اس ترجمہ میں جو تزیین کی ہے وہ حسبِ ذیل ہے:۔

(۱) بعض الفاظ جو مشکل تھے معروف الفاظ سے بدلے: (۲) بعض جملوں کی ترکیب اورنشست میں اسی قسم کی تبدیلی کی گئی، (۳) عربی احادیث پر اعراب لگادیے گئے اورترجمۂ حدیث میں سند کا اضافہ کیا گیا، (۴) تزیین کے وقت کتاب میں عنوانات بھی قائم کردیے گئے،

اللہ تعالیٰ سے میری دعاء ہے کہ میری اس حقیر کوشش کو شرفِ قبول عطا فرمائے، اوراصل کتاب کی طرح اس کو بھی مقبول اورفائدہ مند بنائے، وما ذٰلک علی اللہ بعزیز،

(مولانا) سبحان محمود
اُستاذ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

کلام اوّل

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

کفر و الحاد کے اس تاریک دور میں مسلمان جس تیزی سے اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، ایسے نازک وقت میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے اور قوم و ملت کو اپنے اسلاف سے روشناس کرایا جائے جنہوں نے ان علوم و معارف کے حاصل کرنے کے لئے مسلسل کوشش و جدوجہد کی۔ اور پھر ان کی نشر و اشاعت میں محیر العقول کارنامے انجام دیئے۔

زیر نظر کتاب **بستان المحدثین** اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصنیف ہے، اصل کتاب فارسی زبان میں تھی جس کا اردو ترجمہ دارالعلوم دیوبند کے مشہور استاد مولانا عبدالسمیع صاحبؒ نے کیا تھا، ترجمہ بہرحال بہترین تھا، لیکن بعض باتیں ایسی تھیں جن کی تزئین کی ضرورت موجودہ زمانہ کے اعتبار سے ضروری تھی "**کلام کمپنی**" نے دارالعلوم کراچی کے استاد محترم مولانا سبحان محمود صاحب سے اس کی تزئین کرائی اور اب اسے نہایت.... عمدہ کتابت اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے،

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ ہماری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور ملت کو ہماری مطبوعات سے فائدہ پہنچائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

طالب دعا
خواجہ عبدالوحید عفی عنہ

روض الرّیاحین

ترجمہ اردو

بستان المحدّثین

محدثین کرام کے حالات، اُن کی تصانیف اور علمی کارناموں کا

جامع و مستند مجموعہ

اس کتاب میں ان باہمّت حضرات محدثین کے حالات و علمی کاوشیں درج ہیں جنھوں نے خدمتِ حدیث کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں، اور پھر اُن کی نشر و اشاعت میں محیر العقول کارنامے انجام دیئے،

باھتمام

خواجہ عبد الوحید

ناشر

کلام کمپنی، تیرتھ داس روڈ، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

طابع

انٹرنیشنل پریس، کراچی

قیمت

چھ روپے

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

تالیف

علامۂ زماں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی رح

ترجمہ

حضرت مولانا عبدالسمیع استاذ دارالعلوم دیوبند

تزیین

مولانا سبحان محمود صاحب استاذ دارالعلوم کراچی

ناشر

کلام کمپنی ناشران و تاجران کتب

تیرتھ داس روڈ مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱